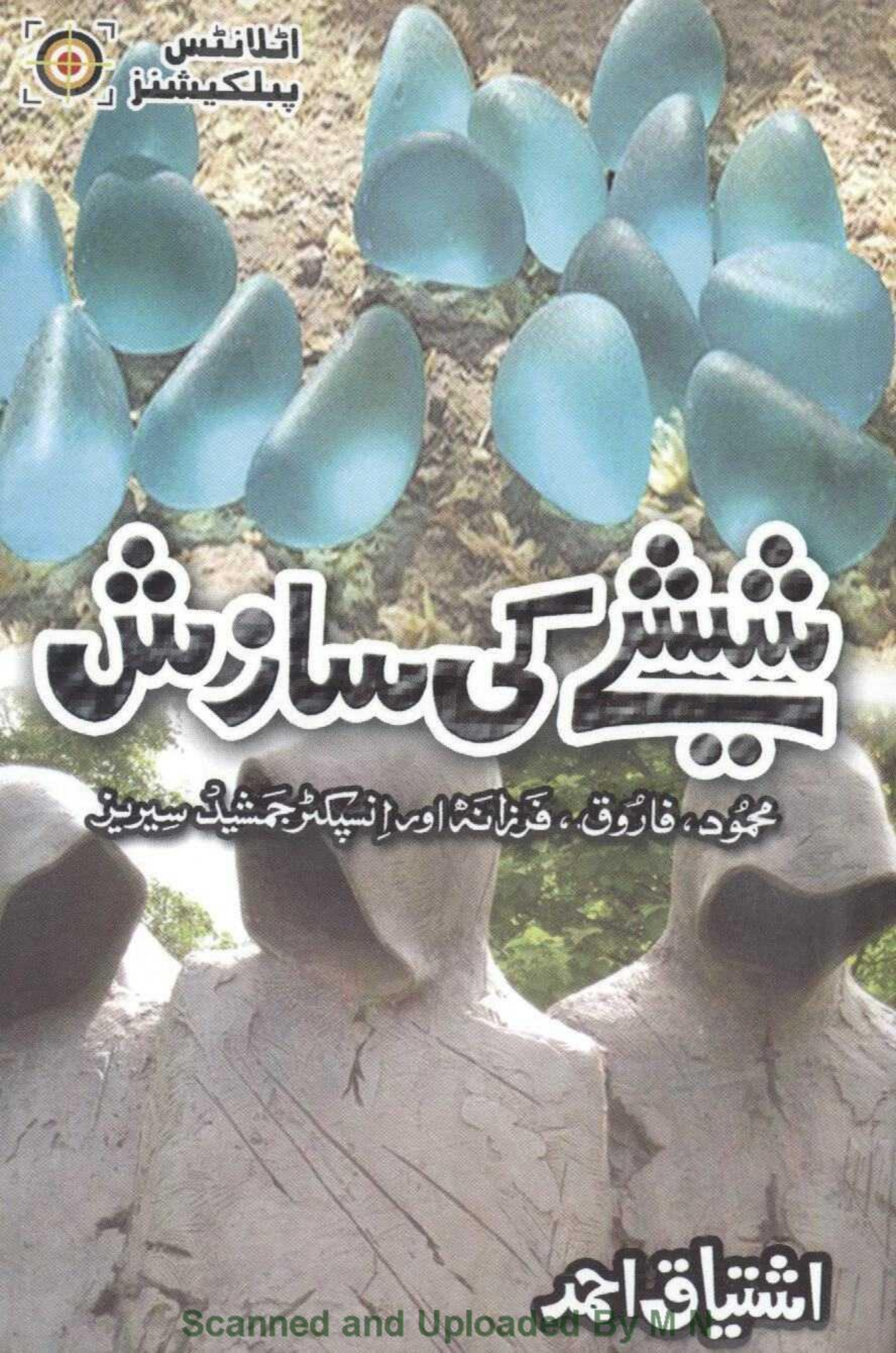

اٹلانٹس
پبلکیشنز

شیشے کی سازش

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

اشتیاق احمد

Scanned and Uploaded By M N

ایک حدیث

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،
اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، ہر شخص کو وہی ملے گا جس
کی اس نے نیت کی، چنانچہ جس نے ہجرت کی، دنیا کمانے
کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے تو اس
کی ہجرت اس (مقصد) کے لیے ہے جس مقصد
کے لیے ہجرت کی۔

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔
☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے
عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

اس ماہ کا ناول

شیشے کی سازش

آئندہ ماہ کا ناول

ایجاد کے دہشتگرد

گذشتہ اشاعت کا ناول

نائٹ شائی

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273,
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

Scanned and Uploaded By M N

دو باتیں

یہ شیشے کی سازش ہے ... یک نہ شد دو شد ... شیشہ بھی اور سازش بھی ... یہ اور بات ہے کہ اس شیشے میں سازش کرنے والوں کو اپنی شکل نظر آجائے ... ویسے آپ اسے چڑی اور دو دو بھی کہہ سکتے ہیں ... جہاں شیشہ بھی ہو اور سازش بھی وہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرے کو مارے شاہ مدار ... لیکن آپ کو اس سے کیا ... ناول پڑھیے اور دیکھیے کہ کس طرح آپ کے محبوب کردار اس سازش کو بے نقاب کرتے ہیں ... ہمارے ملک میں ہر پانچ سال بعد انتخابات ہوتے ہیں ... لیکن یار لوگوں سے پانچ سال بھی صبر نہیں ہوتا ... جیسے ہی حکومت آتی ہے اسے گرانے میں لگ جاتے ہیں سازشیں کرتے ہیں ... یہ بھی نہیں سوچتے کہ ان کی حرکتوں سے ملک کی کتنی بدنامی ہوتی ہے ... یہ بھی سن لیجیے کہ اس ناول کا نام پہلے صدر پلان رکھا گیا تھا ... بعد میں اسے تبدیل کیا گیا ... کیوں ... یہ آپ فاروق احمد سے پوچھیں ... شیشے کی سازش سے مجھے اپنا ایک بہت ہی پرانا ناول یاد آگیا ... شیشے کا بکس ... پرانے قارئین نے وہ ناول پڑھ رکھا ہو گا ... اٹلانٹس نے بھی اسے دوبارہ شائع کیا تھا ... شیشے کا بکس میرا پانچواں یا چھٹا ناول تھا ... ناول لکھتے لکھتے پینتیس سال گزر گئے ... اس دوران میں نے بہت سارے کام کیے ... رسالوں کی ادارت بھی کی ... پبلشنگ بھی کی ... چاند ستارے بھی نکالا ...

Scanned and Uploaded By M N

لیکن جتنا لطف مجھے ناول لکھنے میں آیا اتنا کسی اور کام میں نہیں آیا ... ناول میرا اوڑھنا بچھونا بن کر رہ گئے ... البتہ وہ دن مجھ پر بہت کٹھن تھے جب دو سال میں نے ناول نہیں لکھے ... یہ وہ وقت تھا جب میں نے اپنا ذاتی ادارہ بند کر دیا تھا کیونکہ ناولوں کی فروخت بہت کم ہو گئی تھی ... قارئین کی توجہ ناولوں سے ہٹ کر ویڈیو گیمز کی طرف ہو گئی تھی ... ناولوں سے انہوں نے منہ موڑ لیا تھا ... اور میں اپنا سا منہ لے کر رہ گیا تھا ... اس دور کے واقعات آپ شاید میری کہانی میں پڑھ ہی چکے ہوں گے ... بہت سی باتیں تھیں جو لکھی نہیں جا سکتی تھیں ... یہ وہ دور تھا جب مجھے فصلی بٹیروں اور مخلص دوستوں کی پہچان ہوئی تھی ... ایک طرف وہ لوگ جو مجھے چھوڑ گئے تھے اور دوسری طرف ... وہ جنہوں نے میرا ساتھ دیا تھا ... آج ایک بار پھر ایسا لگتا ہے جیسے ناولوں کا دور واپس آ گیا ہو ... اور اس دور کو واپس لانے میں ایک شخص کا کردار بہت اہم ہے ... میں اس کا نام لکھنا چاہتا تھا بلکہ لکھا بھی تھا لیکن پھر مٹا دیا ... کیونکہ یہ دو باتیں لکھ کر میں نے اس شخص کو فون پر بتایا تو کہنے لگا: ''آپ دو باتیں سے میرا نام نکال دیں ... نام میں کیا رکھا ہے۔'' اس کی خواہش پر میں نے اس کا نام نہیں لکھا ... جی ہاں ... نام میں کیا رکھا ہے ... اصل تو کام ہیں ... جو کام آتے ہیں ... یاد رہتے ہیں اور خلوص کی خوشبو بکھیرتے ہیں ... اور درویش کی صدا کیا ہے ...

خطرے کی گھنٹی

''ارے باپ رے۔'' چائے کا گھونٹ بھرتے ہی فاروق کے منہ سے مارے گھبراہٹ کے نکلا۔

''کیا بات ہے ... تم نے چائے کا گھونٹ بھرا ہے ... یا کسی بچھو سے خود کو کٹوایا ہے۔'' محمود نے اسے گھورا۔

''ایسا ہی لگتا ہے۔'' فاروق نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیسا لگتا ہے ... دماغ تو نہیں چل گیا۔'' فرزانہ جھلا اٹھی۔

''ایسا لگتا ہے چائے سے خطرے کی گھنٹی سنائی دے رہی ہے۔''

''میں سمجھ گیا۔'' محمود نے فوراً کہا۔

''کیا سمجھ گئے۔'' فاروق نے چونک کر کہا۔

''یہ کہ تمہارا دماغ چل گیا ہے ... بھلے آدمی ... وہمی قسم کے لوگ یہ تو کہتے سنے گئے ہیں کہ آج میری بائیں آنکھ پھڑک رہی ہے، لہٰذا کوئی نہ کوئی ناخوش گوار واقعہ ضرور پیش آئے گا ... یا یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ آج میری دائیں ہتھیلی میں کھجلی ہو رہی ہے ... لہٰذا مجھے آج

Scanned and Uploaded By M N

کہیں سے بہت سا مال ملے گا... لوگ یہ بھی کہتے سنے گئے ہیں ،آج کالی بلی میرا راستہ کاٹ گئی...لہٰذا یہ بڑا شگون ہے ... اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں وہمی لوگ کرتے ہیں ، لیکن کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ چائے کے گھونٹ سے خطرے کی گھنٹی سنائی دے رہی ہے ... شاید دنیا میں تم واحد انسان ہو گے جس نے یہ انوکھی بات کہی ہے۔''

محمود جھلاہٹ کے عالم میں کہتا چلا گیا ۔ اس کے خاموش ہوتے ہی فرزانہ کی آواز سنائی دی :

'' میں محمود کی مکمل طور پر تائید کرتی ہوں ۔''

'' تم اور تائید نہیں کرو گی ، وہ بھی محمود کی۔'' فاروق نے طنزیہ کہا۔

''لیکن بھئی تم خود سوچو ... کس قدر بے تکی بات کہی ہے تم نے۔''

'' اور اگر میں اپنی بات دلیل سے پیش کر دوں ۔'' فاروق مسکرایا۔

'' بھلا اس سے اچھی کیا بات ہو سکتی ہے ۔''

'' تو پھر سنو ... یہ بات تو تم بھی مانتے ہو نا ... اور کہتے بھی رہتے ہو نا...'' وہ کہتے کہتے رک گیا ۔

'' کون سی بات ؟''

''یہ کہ ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا ہے ۔''

'' اچھا تو پھر ۔'' دونوں کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ۔

'' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چائے کے گھونٹ سے خطرے کی گھنٹی سنائی دینے لگے ... خالی چائے کے کپ سے بھی آواز آ سکتی ہے۔''

'' ہے کوئی تک ۔'' محمود جل گیا ۔

'' پپ... پتا نہیں۔'' فاروق ہکلایا ۔

'' کیا پتا نہیں ۔''

'' کوئی تک ہے یا نہیں ... یہ تم جانو ... میں نے تو چائے کے گھونٹ کی بات کی ہے ... تک یا بے تک کی بات نہیں کی ۔''

'' میرا خیال ہے ... تم بالکل فضول بات میں الجھ گئے ہو اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ،اگر فاروق کو ایسی بات محسوس ہوئی ہے تو یہ کوئی ناممکن بات نہیں ... اور فاروق کو بھی چاہیے ، اس بات پر اڑ نہ جائے بلکہ یہ کہہ کر اس بات کو ختم کر دے کہ ہو سکتا ہے ، مجھے وہم ہوا ہو ۔''

'' آپ... آپ نے بالکل ٹھیک کہا امی جان ۔'' تینوں ایک ساتھ بول پڑے۔

عین اس لمحے دروازے پر دستک ہوئی ... تینوں چونکے... ساتھ ہی فاروق نے کہا :

'' امی جان نے منع کر دیا ... ورنہ میں یہ ضرور کہتا کہ یہی وہ خطرے کی گھنٹی ہے جو مجھے چائے کے گھونٹ میں سنائی دی تھی ۔''

'' دیکھا ... کہہ بھی گیا اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں یہ ضرور کہتا ۔''

''ہاں دیکھا ... اب تم جا کر دروازہ کھولو ... ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے ۔'' ان کی والدہ نے جھلا کر کہا ۔

محمود فوراً دروازے پر پہنچا ... لیکن کھولنے سے پہلے اس نے کہا:

Scanned and Uploaded By M N

"کون صاحب۔"

"پوسٹ مین۔"

آواز پوسٹ مین ہی کی تھی... محمود نے ایک نظر فاروق پر ڈالی... اور ساتھ ہی بُرا سا منہ بھی بنایا... گویا وہ کہہ رہا تھا:

"دھت تیرے کی... پوسٹ مین کو خطرے کی گھنٹی کہہ رہے تھے۔"

ادھر فاروق بھی مسکرایا... اس نے خاموش رہتے ہوئے اشارے میں کہا: "دیکھ ہی لو گے۔"

محمود نے دروازہ کھول دیا... کیونکہ پوسٹ مین کی آواز جانی پہچانی تھی اور باہر کھڑا شخص آواز بدل کر بھی نہیں بول رہا تھا:

"آپ کی ڈاک۔" اس کی آواز سنائی دی۔

اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا پیکٹ تھا... وہ اس نے محمود کو دے دیا... اور اس کے دستخط لے لیے... ساتھ ہی یہ جا وہ جا۔ محمود وہ لفافہ لیے اندر آ گیا... ساتھ ہی اس نے طنزیہ لہجے میں کہا:

"لو بھئی فاروق... یہ ہے جسے تم خطرے کی گھنٹی کہہ رہے تھے۔"

"پہلے دیکھ تو لو... اس میں ہے کیا۔"

"گویا اب بھی یہ خیال ہے کہ اس میں کوئی خطرناک چیز ہے۔"

"نہیں... ایسی کوئی بات نہیں... لیکن جو چیز اس میں سے برآمد ہوگی، خطرے کی گھنٹی ہو سکتی ہے۔"

"خیر... اللہ مالک ہے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"ہاں یہ بات کی ہے تم نے۔" فرزانہ نے اس کی تائید کی۔

محمود نے دروازہ اندر سے بند کیا اور ان کے پاس آ گیا... وہ اس وقت چائے کی میز پر بیٹھے اپنے والد کا انتظار کر رہے تھے... پانچ بجنے والے تھے۔

انہوں نے دیکھا... لفافے پر انسپکٹر جمشید کا نام لکھا تھا:

"ابا جان کے نام ہے گویا ہم اسے کھول نہیں سکتے۔" فاروق بولا۔

"لیکن ابا جان نے ہمیں یہ بھی کہہ رکھا ہے کہ ضرورت محسوس ہو تو ہم ایسے لفافے یا پیکٹ کھول سکتے ہیں یعنی خطرہ ہو تو کھول لیا جائے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"گویا تم یہ چاہتے ہو کہ لفافہ کھول لیا جائے۔"

"ہاں اس طرح فاروق کے وہم کی بات بھی ختم ہو جائے گی۔" فرزانہ نے کہا۔

"اوکے میں اسے کھول رہا ہوں... ویسے اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے... کوئی چیز ہے۔" محمود نے بتایا۔

"خیر... تم کھولو۔"

محمود نے لفافہ چاک کر ڈالا... اس میں سے ایک گولی سی چیز نکلی۔ وہ پلاسٹک کی تھی... پلاسٹک کی گول ٹکیہ... پہلی نظر میں وہ انہیں شیشے کا گول ٹکڑا نظر آیا یعنی گیند نہیں بلکہ گول ٹکیہ جیسا... وہی جو مائیں اپنے چھوٹے بچوں کو خوش کرنے کیلئے چھوٹی سی روٹی پکا دیا کرتی ہیں:

Scanned and Uploaded By M N

"تم دیکھ رہے ہو اس ٹکڑے کو۔" فاروق کی آواز ابھری۔

"ہاں دیکھ رہے ہیں اس لیے کہ اللہ نے ہمیں آنکھیں دی ہیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"تو پھر بتاؤ... یہ کیا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ایک گول تکیہ۔"

"اوہو... یہ ہے کیا چیز، ہمیں کیوں بھیجی گئی ہے..."

"یہ دیکھو... یہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک آئی ہے... اس پر بھیجنے والے کا نام تمیز الدین خان تمیز لکھا ہے۔"

"تمیز الدین خان تمیز۔" بیگم جمشید کی باورچی خانے سے حیرت بھری آواز ابھری... اس پر انہوں نے بھی چونک کر اس طرف دیکھا۔

"کیا مطلب امی جان؟ آپ اس نام کے کسی شخص کو جانتی ہیں۔"

"میری یادداشت میں یہ نام سنا ہوا سا لگا ہے... شاید میں نے زندگی میں کہیں یہ نام سنا ہوگا... لیکن مجھے کچھ یاد نہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں... اس شخص کا پتا لفافے پر لکھا ہے... ہے بھی اسی شہر کا لہٰذا ہم آسانی سے وہاں جا کر معلوم کر لیں گے کہ کون شخص ہے، کیا کرتا ہے اور اس نے یہ چوکور ٹکڑا ہمیں کیوں بھیجا ہے یا وہاں اس نام کا کوئی شخص نہیں رہتا اور یہ کسی اور کا مذاق ہے... یا پھر یہ کوئی جاسوسی چکر ہے... ویسے لگتا یہی ہے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا لگتا یہی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"یہ کہ کوئی جاسوسی چکر ہے... میرا مطلب ہے جاسوسی چکر شروع ہوگیا اور چائے کے گھونٹ نے سچ کہا تھا۔" فاروق کہتے ہوئے مسکرایا۔

"حد ہوگئی... پھر چائے کی بات درمیان میں لے آئے۔" محمود جھلا گیا۔

"دیکھ لینا... اس معاملے کا تعلق چائے کے گھونٹ سے نکلے گا۔" فاروق بولا

"اچھا دیکھ لیں گے..." فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

ادھر محمود اس گول تکیہ کا غور سے جائزہ لے رہا تھا... پھر اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا: "کہیں یہ کوئی ڈبیا تو نہیں ہے..."

"اس میں کوئی جوڑ تو نظر نہیں آ رہا... یعنی اس کے کھلنے کے امکانات تو نظر نہیں آ رہے۔"

"ہو سکتا ہے ہم اسے کھول لیں... ویسے میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔" فاروق نے سوچ میں گم انداز میں کہا۔

"چلو... وہ بھی کہہ دو۔"

"کیوں نہ اسے پروفیسر انکل سے چیک کرالیں... اگر یہ کوئی ڈبیا ہے اور اس میں کچھ ہے... تو وہ آسانی سے بتا سکیں گے۔"

"بات تو مناسب ہے... لیکن پہلے ہم ابا جان سے اجازت لیں گے... پھر چیک کرائیں گے، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ابا جان ہی اسے کھول لیں... وہ بھی تو پروفیسر انکل سے آدھے سائنس دان ہیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"یہ زیادہ مناسب رہے گا۔"

"پانچ بجنے میں چند سیکنڈ باقی ہیں ... ابا جان آیا ہی چاہتے ہیں۔"

عین اس وقت موبائل کی گھنٹی بجی ... انہوں نے دیکھا، فون ان کے والد کا تھا۔

"اوہ ... اس کا مطلب ہے ... انہیں کوئی کام آ پڑا ہے ... اور وہ پانچ بجے نہیں آ رہے ... شاید کچھ دیر سے آئیں گے۔"

یہ کہتے ہوئے محمود نے موبائل آن کر کے کان سے لگا لیا:

"السلام علیکم ابا جان!"

"وعلیکم السلام! بھئی مجھے دفتر کا کچھ کام ہے ... میرا انتظار ابھی نہ کرنا ... نہ جانے کب آنے کے قابل ہو سکوں ...۔"

"جی اچھا! ویسے ادھر بھی لگتا ہے ... کچھ کام نکل آیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ڈاک سے ایک رجسٹرڈ لفافہ موصول ہے اور اس میں سے پلاسٹک کی ایک گول ٹکیہ نکلی ہے۔"

"پلاسٹک کی گول ٹکیہ۔" ان کے لہجے میں قدرے حیرت تھی۔

"جی ہاں ایسا لگتا ہے جیسے شیشے کی ہو ... لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شیشے کی نہ ہو۔" محمود نے بتایا۔

"تو کیا اس میں کوئی خط ساتھ ہے۔"

"جی نہیں کوئی خط ساتھ نہیں ہے ... بھیجنے والے نے یہ نہیں لکھا کہ

یہ کیا چیز ہے اور کیوں بھیج رہا ہے ... البتہ لفافے پر بھیجنے والے کا نام ضرور موجود ہے۔"

"اور وہ نام کیا ہے۔"

"تمیز الدین خان تمیز۔"

"کیا!!!" انسپکٹر جمشید کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔

"تت ... تو آپ اس نام کے آدمی کو جانتے ہیں۔"

"نہیں ... میں نہیں جانتا۔"

"تب پھر ... آپ چونکے کیوں۔"

"نام عجیب سا لگا ہے۔"

"اور امی جان کو یہ نام جانا پہچانا لگا ہے۔"

"اوہ ... نہیں۔" اس بار انہوں نے خوب حیران ہو کر کہا۔

"تو آپ کو یہ سن کر حیرت ہوئی ہے۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"ہاں ہوئی ہے ... اپنی امی سے کہو وہ یاد کرنے کی کوشش کریں کہ یہ نام انہوں نے کہاں اور کس سلسلے میں سنا ہے کیونکہ میں الجھن محسوس کر رہا ہوں۔"

"جی اچھا۔"

ساتھ ہی انہوں نے فون بند کر دیا:

"امی جان! ابا جان نے کہا ہے ..."

"میں سن چکی ہوں۔" ان کی آواز سنائی دی۔

Scanned and Uploaded By M N

"تو پھر آپ یاد کرنے کی کوشش شروع کر دیں ... ہم پہلے پروفیسر انکل کے ہاں جا رہے ہیں ... اس کے بعد ضرورت ہوئی تو ہم تمیز الدین تمیز کے پتے پر جائیں گے ... یہ بھی تو دیکھنا پڑے گا کہ وہاں اس نام کا شخص رہتا بھی ہے یا نہیں۔"

وہ اسی وقت تجربہ گاہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے ... لیکن وہاں شائستہ نے ان کا منہ چڑایا ... وہ کہہ رہی تھی:

"ابا جان نہیں ہیں ... انہیں کسی دوست نے بلایا ہے ... رات آٹھ بجے سے پہلے نہیں آئیں گے۔"

"اوہ اچھا خیر کوئی بات نہیں ... ہم آٹھ بجے آ جائیں گے ... پہلے ہم ایک اور کام سے فارغ ہو لیں۔"

"میرا خیال تھا ... تم آج ان کے آنے تک یہیں ٹھہرو گے اور ہم اکٹھے چائے پئیں گے۔"

"ہم ایسا ضرور کرتے لیکن ایک بن بلایا مہمان آ ٹپکا ہے۔"

"بن بلایا مہمان؟"

"میرا مطلب ہے ... ایک عدد کیس۔"

"دھت تیرے کی۔" شائستہ نے بُرا سا منہ بنایا ... اسے کیسوں سے بالکل بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"کیا خیال ہے... تم چلو گی ہمارے ساتھ۔" فاروق مسکرایا۔

"شکریہ۔" اس نے شوخ آواز میں کہا۔

اور وہ وہیں سے واپس مڑ گئے ... تمیز الدین کا پتا لفافے پر درج تھا ... انہیں ارباب کالونی نمبر 31 تلاش کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی... انہوں نے دیکھا ... وہ ایک بہت چھوٹا سا اور سیدھا سادا گھر تھا ... اس سے غربت ٹپک رہی تھی ... محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی ... جلد ہی ایک لمبے قد کا دبلا پتلا آدمی باہر آیا ... اس کی آنکھوں میں حیرت تھی اور الجھن بھی ... ویسے وہ کوئی بہت ہی پریشان حال آدمی لگتا تھا ... پیروں میں بہت پرانے اور گھسے ہوئے چپل تھے:

"جی فرمایئے۔" اس کے منہ سے مشکل سے آواز نکلی۔

"آپ کا نام تمیز الدین تمیز ہے۔"

"جی ... جی ہاں ... کوئی نظم لکھوانا چاہتے ہیں۔"

"نظم... تو آپ شاعر ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے ... آپ نظم لکھوانے نہیں آئے۔" اس نے حد درجے مایوسی کے عالم میں کہا۔

"ضرور لکھوائیں گے ... ہم تو تصدیق کر رہے تھے کہ آپ نظمیں لکھتے ہیں، میرا مطلب ہے... آپ شاعر ہیں نا۔"

"جی ... بالکل ہوں ..."

"اچھی بات ہے ... میں بیٹھک کا دروازہ کھول دوں۔"

"جی ... ضرور کیوں نہیں۔"

وہ اندر چلا گیا ... تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... ان کی

Scanned and Uploaded By M N

آنکھوں میں ہمدردی کے جذبات صاف نظر آرہے تھے ... جلد ہی اس نے پھر دروازہ کھولا۔ وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا ... بالکل چھوٹا سا صحن تھا اور اس کے بعد ایک کمرہ تھا، کمرے کا دروازہ بند تھا ... صحن میں ایک چارپائی بچھی تھی :

" بیٹھیے ۔" اس نے چارپائی کی طرف اشارہ کیا ۔

تینوں بیٹھ گئے ... پھر محمود نے کہا :

" آپ بھی بیٹھیے ۔"

وہ چارپائی کی دوسری پٹی پر بیٹھ گیا ... پھر اس نے کہا:

" اب بتائیے ... آپ مجھ سے کیا لکھوانا چاہتے ہیں ۔"

" اس وقت آپ کے پاس کچھ تیار نظمیں ہوں گی ۔"

"وہ تو ہر وقت ہوتی ہیں... کیونکہ رسالوں والے کسی وقت بھی نظم لینے کے لیے آسکتے ہیں ... اس لیے میں ان کے لیے پہلے ہی لکھ کر رکھ لیتا ہوں... کیا آپ کو دکھاؤں ۔"

"ہاں ضرور ۔"

وہ فوراً اٹھ کر اندر چلا گیا ... واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چند کاغذ تھے۔ انہوں نے وہ اس سے لے لیے اور نظمیں پڑھنے لگے ... فوراً ہی انہیں محسوس ہوا... وہ ایک بہت منجھا ہوا شاعر تھا ... اب ان کی سمجھ میں بات آئی... ان کے گھر میں بہت سے رسالے آتے تھے اور ان کے والد اور والدہ شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے ... لہٰذا انہوں نے

ضرور ان کی نظمیں پڑھی ہوں گی ... اسی لیے اس شخص کا نام انہیں جانا پہچانا لگا تھا ... جب کہ ان تینوں کو صرف نثر سے دلچسپی تھی ... وہ کتابیں صرف نثر میں پڑھنا پسند کرتے تھے :

" آپ بہت اچھے شاعر ہیں ... یہ رسائل والے حضرات آپ کو ایک نظم کے کتنے پیسے دے دیتے ہوں گے ۔"

" ایک نظم کے دو تین سو روپے مل جاتے ہیں ۔"

"اور یہ کتنی نظمیں ہیں ۔"

" جی پانچ ۔"

" ٹھیک ہے ... آپ یہ اڑھائی ہزار روپے رکھ لیں پانچ سو روپے فی نظم کے حساب سے ... ہم آپ کو اپنا پتا نوٹ کروا دیتے ہیں... آئندہ بھی نظمیں خریدیں گے ۔"

" آپ کا تعلق کس اخبار یا رسالے سے ہے ۔"

" روزنامہ وطن ۔" محمود نے کہا ... اور یہ بات جھوٹ نہیں تھی... روزنامہ وطن کے ایڈیٹر سے ان کی گہری علیک سلیک تھی ... انہوں نے سوچا تھا... وہ اسے نظمیں دے دیا کریں گے ... اس طرح بے چارے کی ہر ماہ کچھ مدد ہو ہی جایا کرے گی ۔"

" بہت بہت شکریہ ۔" اس کے چہرے پر خوشی پھیل گئی ... انہوں نے اپنا پتا بھی اسے نوٹ کروا دیا ... اب محمود نے وہ تکیہ نکالی ... اور اس کی نظروں کے سامنے اسے گھمانے لگا ... وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس

Scanned and Uploaded By M N

تکیہ کو دیکھ کر وہ کوئی بات کرتا ہے یا نہیں ... چونکتا ہے یا نہیں ... لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے کوئی آثار نظر نہ آئے ... اب محمود نے کہا:

" آپ اس تکیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

" جی کیا مطلب ... آپ اس تکیہ کی بات کر رہے ہیں جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

" جی ہاں۔"

" آپ کی تکیہ ہے ... اور آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں اس کے بارے میں؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

" جی ہاں! اس لیے کہ یہ ہمیں آپ کے نام سے ملی ہے۔"

" جی ... کیا مطلب؟" مارے حیرت کے اس کی آواز گونج اٹھی۔

محمود نے لفافہ نکال کر سامنے کر دیا ... وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا ... اس کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی ... پھر اس نے کہا:

" آپ کو یہ تکیہ ... اس لفافے میں ملی ... یعنی ڈاک سے اس پر بھیجنے والے کا نام میرا تھا ... یہی بات ہے۔"

" جی ہاں۔"

" اور آپ مجھ سے پوچھنے کے لیے آئے ہیں ... میں نے آپ کو یہ تکیہ کیوں بھیجی۔"

" ہاں! یہی بات ہے۔"

" لیکن میں اس تکیہ کو زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں ... میں نہیں

جانتا یہ کس نے آپ کو بھیجی ... اور اس نے اپنا نام لکھنے کی بجائے ... میرا نام کیوں لکھا ہے ... یا یہ تکیہ کیا چیز ہے۔"

" ہوں... خیر ... آپ بس شاعری کرتے ہیں یا کوئی اور کام بھی کرتے ہیں۔"

" بس ... شاعری۔" اس نے کہا۔

" آپ کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے یا کسی اور تنظیم وغیرہ سے تو نہیں ہے۔"

" بالکل نہیں ... میں تو دنیا سے الگ تھلگ رہتا ہوں ... میرا اپنی بیوی کے علاوہ اس دنیا میں کوئی نہیں ... میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں... اور اس بے چاری کے بھی... میں نے کئی جگہ ملازمت کی کوشش کی... بس ہر جگہ رشوت اور سفارش چل رہی ہے ..."

" آپ کہاں تک پڑھے ہوئے ہیں۔"

" میں نے بی اے کیا تھا۔"

" ہم آپ کو ملازمت دلوانے کی کوشش کریں گے، فکر نہ کریں۔"

" کک ... واقعی ... لیکن بھلا آپ یہ کام کس طرح کر سکیں گے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

" اس طرح کے ہمارے والد صاحب ایک سرکاری ملازم ہیں... دوسرے یہ کہ ان کے بہت دوست ہیں ... کسی بھی دوست سے کہہ دیں گے اور آپ کو ملازمت مل جائے گی۔"

Scanned and Uploaded By M N

"اللہ کرے ایسا ہو جائے ... میں تو نہ جانے کب سے ملازمت کے لیے ترس رہا ہوں۔"

"اچھا شکریہ! ہم چلتے ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے ہم نے آپ کو کچھ پلایا بھی نہیں ... گھر میں کچھ نہیں ہے ... بس یہی پیسے ہیں جو آپ سے ملے ہیں لیکن چیزیں لینے کے لیے مجھے گھر سے باہر جانا پڑے گا ... اور آپ کو انتظار ..."

"اس کی ضرورت نہیں ... پھر سہی ... اب ہم چلتے ہیں۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے:

"آپ کا پتا ہمارے پاس ہے ... اور ہمارا اب آپ کے پاس ... آپ کے پاس موبائل ہے۔"

"جی ... جی نہیں۔"

"اوہ ... آپ سے رابطہ کرنا تو پھر مشکل ہوگا۔"

"میں پڑوسی کا نمبر آپ کو دے دیتا ہوں ... آپ انہیں پیغام تو نوٹ کروا ہی سکتے ہیں... میرے پڑوسی بہت اچھے ہیں ... ایک پڑوسی ہونے کے ناطے ہمدردی سے بات کر لیتے ہیں ... اور موبائل پر ملنے والا پیغام بھی دے دیتے ہیں۔"

"یہ اچھی بات ہے ... آپ ان کا نام اور نمبر نوٹ کروا دیں... ویسے کیا یہ آپ کی مالی مدد نہیں کرتے۔" فاروق نے پوچھ لیا۔

"نہیں یہ انہوں نے کبھی نہیں پوچھا کہ ہم پر کیا بیت رہی ہے۔"

"اوہ ... اچھا خیر ... آپ نام اور نمبر لکھوا دیں۔" محمود نے قدرے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"ان کا نام زوبان داؤدی ہے۔"

"زوبان داؤدی۔" محمود نے نام دہرایا۔

نام انہیں بہت عجیب سا لگا تھا۔

"جی ہاں یہی نام ہے۔"

"عجیب سا نام ہے... یہ کرتے کیا ہیں۔"

"مجھے معلوم نہیں ... میں نے کبھی پوچھا نہیں ... ویسے بہت مال دار لوگ ہیں ... دو تین تو ان کے پاس گاڑیاں ہیں۔"

"تب پھر یہ لوگ آپ کو پیغام کیسے دے دیتے ہیں ... اتنے مال دار لوگ تو ایسے کام کم ہی کرتے ہیں۔"

"جی ہاں! لیکن پتا نہیں کس طرح ... لحاظ کر لیتے ہیں... اپنے ملازم کے ہاتھ پیغام دے دیتے ہیں ... یعنی ملازم آکر بتا دیتا ہے کہ فلاں شخص نے آپ کو یہ پیغام بھیجا ہے ... اور میرے پیغام آگے دے دیتے ہیں ... ایک دو بار ہی ایسا ہوا ہے ... یعنی کوئی رسالے والا نظم لکھنے کا پیغام دے دیتا ہے اور بس۔"

"خیر! ہم آپ کے لیے ایک عدد موبائل فون کا انتظام بھی کر دیں گے ... یہ کم از کم آپ کی ضرورت میں کام آئے گا۔"

"آپ ... آپ یہ سب کریں گے میرے لیے ... جبکہ میرا آپ

Scanned and Uploaded By M N

سے کوئی تعلق نہیں ۔"

"ہاں بس ... اللہ نے چاہا تو ہم کریں گے ۔"

"اور میں کس قدر بے وقوف ہوں ... میں نے اب تک آپ کے نام نہیں پوچھے ۔"

"کوئی بات نہیں ... اب پوچھ لیں ۔" فاروق مسکرایا ۔

"چلیے پھر بتا دیں ۔" وہ بھی مسکرایا ۔

"میں محمود ہوں ... یہ فاروق اور فرزانہ ۔"

"محمود ، فاروق ، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید ۔" اس نے چونک کر کہا ... پھر اس کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا :

"ن ... نہیں ... نہیں ۔"

☆☆☆☆☆

لاش

انہوں نے حیران ہو کر تمیز الدین تمیز کو دیکھا ... کیونکہ اگر وہ انہیں جانتا تھا تو بھی اس میں خوف زدہ ہونے والی کوئی بات نہیں تھی ... جب کہ وہ اچھا بھلا خوف زدہ نظر آ رہا تھا :

"خیر تو ہے ... آپ ڈر سے گئے ... کیا ہم جن بھوت ہیں ۔"

"یہ ... یہ بات نہیں ۔" اس نے فوراً کہا ۔

"اچھا تو جو بات ہے ، وہ بتا دیں ۔"

"تکیہ والی بات بھی کچھ کم حیران کن نہیں تھی کہ اب یہ دوسری بات سامنے آ گئی... یعنی آپ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں... انسپکٹر جمشید کے بچے ... اور وہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں ... بین الاقوامی شہرت یافتہ شخص ہیں ... اور ادھر میں ایک غریب بے چارہ اور آپ میرے گھر میں ... یہ سب باتیں مجھے خوفزدہ کرنے کے لیے کافی ہیں ... آخر وہ کیا چاہتا ہے ... اس نے پیکٹ ارسال کرنے کے لیے میرا نام کیوں استعمال کیا ، کہیں یہ کوئی ایسا چکر تو نہیں جس میں مجھے پھانسا جا رہا ہو۔"

Scanned and Uploaded By M N

"اگر ایسی کوئی بات ہے تو بھی آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں... کیونکہ معاملہ اب ہمارے علم میں ہے ...دوسرے یہ کہ کوئی بھلا آپ کو کیوں الجھانے لگا۔"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں اس قسم کے چکروں کو نہیں سمجھتا... میں تو روزگار کے چکروں میں چکراتا رہتا ہوں ... آپ خود سوچیں۔"

"ہم سمجھتے ہیں آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں اور اب ..."

محمود کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ... عین اسی وقت اس کے موبائل کی گھنٹی بجی تھی ، اس نے دیکھا، فون اس کے والد کا تھا ... اس نے بٹن دبایا تو ان کی آواز سنائی دی :

"محمود تم تینوں فوراً آچاری ہاؤس پہنچو ... سیٹھ اکمل اچاری کو قتل کر دیا گیا ہے ... اکرام دفتر سے روانہ ہو رہا ہے جب کہ اچاری کے علاقے کا انسپکٹر نوشاہی وہاں پہلے ہی پہنچ چکا ہے بلکہ اسی نے مجھے فون کیا ہے۔"

"آپ کو فون کیوں کیا؟" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"اس نے کہا ہے ... وہ وہیں بتائے گا کہ اس نے مجھے کیوں فون کیا ہے لیکن میں اس وقت ایک میٹنگ میں ہوں ... میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی وہاں پہنچوں گا اور امید ہے ... ہماری ملاقات وہیں ہوگی۔"

"کیا ہم انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کو فون کر دیں۔"

میرے خیال میں تو فی الحال کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"جی بہتر!"

فون بند کر کے وہ تمیز الدین کی طرف مڑے :

"لو جی تمیز صاحب... ہمیں تو جانا پڑ گیا ہے...ایک عدد جائے واردات پر ...کوئی قتل ہو گیا ہے ..."

"اور ... میں نے ہلکی سی آواز سنی ہے ،آپ کے والد صاحب کی تھی... وہ کچھ بتا رہے تھے ... کوئی اچاری صاحب قتل ہو گئے ہیں۔" تمیز الدین خان تمیز نے کانپتی آواز میں کہا۔

"جی ہاں! ماشاء اللہ آپ کے کان بھی بہت تیز ہیں۔"

"آپ نے بھی کا لفظ کیوں بولا۔"

"اس لیے کہا کہ ہماری فرزانہ کے کان بھی بہت زیادہ تیز ہیں۔"

"اوہ اچھا ... ہاں تو انہوں نے کیا کہا ہے بھلا ... اچاری صاحب قتل ہو گئے ہیں۔" وہ بے چینی کے عالم میں بولا۔

"ہاں! لیکن آپ کیوں پریشان ہو گئے ہیں۔"

"اس لیے کہ میں کل اچاری صاحب سے ملا تھا۔"

"کیا!!!" انہوں نے ایک ساتھ کہا۔

"جی ہاں! لیکن یہ کوئی ایسی عجیب بات نہیں ... ایک اخبار میں ان کی طرف سے ایک ملازم کی ضرورت کا اشتہار چھپا تھا ، میں اخبار میں دی گئی شرائط پر پورا اترتا تھا، اس لیے انٹرویو دینے گیا تھا۔"

"تب پھر اس کا نتیجہ کیا نکلا تھا۔"

Scanned and Uploaded By M N

"انہوں نے بتایا تھا، انٹرویو دینے سات افراد آئے ہیں ... ان میں سے ایک کو رکھا جائے گا لہٰذا جس کے حق میں فیصلہ ہوا، اسے بلا لیا جائے گا اور ایسا ایک ہفتے کے اندر اندر ہو جائے گا یعنی جن لوگوں کو ہفتے کے اندر اندر خط نہ ملا ... وہ سمجھ لیں کہ وہ کامیاب نہیں ہوئے۔"

"اس کا مطلب ہے ... ابھی اس انٹرویو کا فیصلہ نہیں ہوا ..."

"جی ہاں..."

"اور یہ ملازمت کس عہدے کے لیے تھی۔"

"انہیں ایک عدد اکاؤنٹنٹ کی ضرورت تھی۔"

"تو کیا آپ اکاؤنٹس جانتے ہیں۔"

"جی ہاں بالکل ... میں نے بتایا نا ... ان گنت جگہ انٹرویو دے چکا ہوں، لیکن کہیں کام نہیں بنا۔"

"ہوں ... ملازمت تو خیر ہم دلوا دیں گے ... قتل کے معاملے سے نبٹ لیں اور اگر اس معاملے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر آپ کو فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"جی ... میرا کسی جرم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ..."

"اب ہم چلتے ہیں۔"

"جی اچھا۔"

اب وہ سیٹھ اچاری کی کوٹھی پہنچے ...

سیٹھ اچاری شہر کے مشہور و معروف آدمی تھے ... شہر میں ان کی

کپڑے کی اور صابن کی بڑی بڑی ملیں اور فیکٹریاں تھیں۔ انہوں نے کبھی اچار کا کام نہیں کیا تھا، پھر بھی وہ سیٹھ اچاری کے نام سے مشہور تھے اور کسی کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ان کا یہ نام کیوں ہے ... وہ شہر کی سب سے اچھی آبادی بلیومون میں رہتے تھے ... کوٹھی کا نمبر 11 تھا... وہ اگرچہ اس سے پہلے کبھی وہاں نہیں گئے تھے، لیکن پھر بھی بہت آسانی سے وہاں پہنچ گئے اور اس وقت انہوں نے دیکھا... وہ کوٹھی نہیں، ایک عالی شان محل تھا۔

اس وقت وہاں سوگ کی حالت طاری تھی... انہوں نے دروازے پر کھڑے پہرے داروں کی آنکھوں میں آنسو دیکھے ... اکرام کا ایک ماتحت تیزی سے ان کی طرف آیا:

"صاحب اندر ہی ہیں ... انہوں نے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو ان کے پاس پہنچا دوں۔"

"اچھی بات ہے ... پہنچا دیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"آیئے میرے ساتھ۔"

وہ اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا ... کمرہ شاہانہ انداز میں سجا تھا ... وہ کسی اور موقعے پر آتے تو اس کمرے کی تعریف کیے بغیر نہ رہتے ... لیکن اس وقت مسئلہ تھا کہ ایک لاش ان کے سامنے پڑی تھی اور وہ لاش تھی بھی اچاری صاحب کی ... اندر اکرام موجود تھا، اس نے ان کی طرف بڑھ کر ہاتھ ملایا ... پھر بولا:

Scanned and Uploaded By M N

"تم لاش کو دیکھ لو ... باقی کمرے کا جائزہ بھی لے لو ... ہم اپنا کام کر چکے ہیں... لاش کی اور کمرے کی ہر رخ سے تصاویر لی جا چکی ہیں ... نقشہ بنا لیا گیا ہے ... بس تم لوگوں کا انتظار تھا ... انسپکٹر صاحب نے کہا تھا ... تم تینوں کو بھی لاش کا اور کمرے کا جائزہ لے لینے دو ... پھر لاش ٹھوانا۔"

"آپ کا اور ابا جان کا شکریہ کہ ہمیں یہ موقع دیا گیا۔"

"چلو ٹھیک ہے ... جو کرنا ہے کر لو۔"

انہوں نے سرسری انداز میں لاش کو دیکھا ... لاش اوندھے منہ پڑی تھی ... اس کی کمر میں خنجر موجود تھا ... خنجر کا صرف دستہ باہر رہ گیا تھا ... پھل پورا جسم میں اتر گیا تھا اور فرش کے قالین پر چاروں طرف خون پھیلا ہوا تھا ... اکمل اچاری کافی لمبے چوڑے آدمی تھے اور بھاری بھرکم بھی تھے ... زندہ حالت میں جب وہ کھڑے ہوتے ہوں گے تو پورے دیو نظر آتے ہوں گے لیکن اب وہ اپنے کمرے میں ہی بے بسی کی حالت میں پڑے تھے :

"تفصیلات کیا ہیں انکل۔" محمود نے پوچھا۔

"آج صبح کسی وقت ان کو قتل کیا گیا ... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ درست وقت بتا دے گی ... ملازم بارہ بج کر ایک منٹ پر ان کے کمرے میں آیا تو چیخیں مارتا ہوا باہر نکل گیا اور گھر کے سب لوگ وہاں جمع ہو گئے ... پولیس کو فون کیا گیا ... علاقے کے انسپکٹر نوشاہی صاحب

فوراً آ گئے ... پھر انہوں نے سر کو فون کیا ... سر نے مجھے ادھر بھیج دیا۔"

"ہوں ... انسپکٹر نوشاہی ہمیں یہاں کیا بتانا چاہتے ہیں۔"

"انہیں کمرے سے ایک چیز ملی ہے ... لاش کے پاس ... لیکن اس پر خون لگا ہوا ہے ... اس کا مطلب ہے ... قتل کے بعد وہ چیز خود گرائی گئی ہے ... وہ قاتل کی غلطی سے نہیں گری۔"

"ہوں ... اور وہ چیز کیا ہے۔"

"انہوں نے دکھائی نہیں ... وہ کوٹھی کا جائزہ لینے کے لیے گئے ہوئے ہیں ... مطلب یہ کہ ابھی ان کی ملاقات مجھ سے نہیں ہوئی۔"

"اوہ اچھا ... آپ کا اس قتل کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"دن کے وقت قتل ہوا ہے ... باہر سے کوئی آیا نہ گیا ... چوکیدار بھی کہتے ہیں ... آج دن میں کوئی اچاری صاحب سے ملنے کے لیے نہیں آیا ... نہ وہ کہیں باہر گئے ... ان حالات میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کام گھر کے ہی کسی فرد کا ہو سکتا ہے۔"

"ہوں ... اور گھر میں کون کون رہتا ہے۔"

"سبھی رہتے ہیں۔"

"سبھی میں کون کون شامل ہیں۔"

"ان کے بھائی ... بہنیں ... یہ تفصیل ابھی ہمیں معلوم نہیں ... ابھی ہم نے گھر کے کسی فرد سے کوئی بات نہیں کی۔"

"ہم لاش کا بغور جائزہ لے لیں ، پہلے تو سرسری سا دیکھا تھا۔"

Scanned and Uploaded By M N

"ہاں! ٹھیک ہے۔"

"انکل ابھی لاش کو سیدھا تو کیا نہیں گیا... کیا خبر کوئی چیز اس کے نیچے سے بھی نکل آئے۔"

"تم لوگوں کا انتظار تھا... ورنہ ہم باقی کارروائی پوری کر چکے ہیں... اس پوزیشن میں تمام تصاویر لی جا چکی ہیں۔"

"تو پھر ایک ماتحت سے کہیں... لاش کو سیدھا کر دیں۔" محمود نے کہا۔

"ایک منٹ محمود پہلے یہ دیکھ لو... لاش کا رخ دروازے کے سامنے والی دیوار کی طرف ہے، اس میں ایک کھڑکی باغ کی طرف کھلتی ہے گویا جب ان کا قتل ہوا، وہ اس کھڑکی کی طرف منہ کرکے کھڑے تھے لیکن کھڑکی کے نزدیک نہیں تھے... ورنہ وہ کھڑکی کے عین قریب گرے ملتے... یہ کمرے کے عین درمیان میں کھڑے تھے... ایسے میں قاتل اندر داخل ہوا... اور ظاہر ہے، وہ بہت دبے پاؤں اندر آیا... اس طرح کہ اچاری صاحب کو پتا تک نہ چلا اور قاتل نے خنجر ان کی کمر میں گھونپ دیا... وہ اوندھے منہ گرے اور سیدھے بھی نہ ہو سکے۔"

"لیکن کیوں۔" فاروق نے یہ کہتے ہوئے چھت کی طرف دیکھا۔

"لیکن کیوں کیا؟" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"آخر خنجر لگنے کے بعد یہ تڑپے کیوں نہیں... ہلے جلے کیوں نہیں... انسان کی جان ایسے ہی تو نہیں نکل جاتی، جب جان نکلتی ہے تو

مرنے والا نہ جانے کتنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے... دیکھو نا... جب قربانی کے دنوں میں ہم جانور قربان کرتے ہیں تو کیفیت کیا ہوتی ہے... کتنے لوگ اسے مضبوطی سے پکڑتے ہیں... وہ ان کے ہاتھوں سے نکلنے کے لیے پورا زور لگاتا ہے تو اچاری صاحب خنجر لگنے پر کیوں اسی طرح پڑے رہ گئے۔" فاروق یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

انہوں نے پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

پھر محمود نے کہا: "فاروق کی بات میں بہت وزن ہے۔"

"اس میں شک نہیں۔" فرزانہ نے سر ہلایا۔

"تب پھر... ہم اس سے کیا نتیجہ نکالیں۔" محمود بڑبڑایا۔

"جو بھی نکال سکتے ہیں کیونکہ کچھ نہ کچھ نتیجہ تو نکالنا ہی پڑے گا۔"

"تب پھر میں بتاتا ہوں اور بتاتا کیا ہوں... تمہیں دکھاتا ہوں۔"

"کیا کہا... دکھاتا ہوں... بھلا تم کیا دکھاؤ گے ہمیں..." محمود نے بڑا سا منہ بنایا۔

"یہ کہ سیٹھ اکمل اچاری کی موت یہاں واقع نہیں ہوئی۔"

"کیا!!!" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

عین اسی وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی:

☆☆☆ ☆☆

Scanned and Uploaded By M N

پھر وہی

انہوں نے دیکھا ...ایک انسپکٹر صاحب چلے آ رہے تھے... وہ سمجھ گئے، یہ انسپکٹر نوشاہی ہیں ۔ انہوں نے قریب آتے ہی کہا :

'' تو آپ لوگ آگئے ... مجھے خوشی ہے ... میرا کام آسان ہو جائے گا ... میں محکمے میں نیا ہوں پھر بھی میں آپ لوگوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں ... میں نے انسپکٹر صاحب کو درخواست کی تھی کہ یہ کیس دیکھ لیں یا میری رہنمائی کر دیں ... غالباً وہ مصروف ہیں ... خود نہیں آ سکے اور آپ کو بھیج دیا ۔'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے ۔

'' جی ہاں یہی بات ہے۔'' محمود نے فوراً کہا ۔

'' خیر ... وہ بعد میں آجائیں گے ... اس وقت تک کی صورتِ حال تو اکرام صاحب نے آپ لوگوں کو بتا ہی دی ہوگی ۔''

'' جی ہاں... ہم نے ساری بات سن لی ہے اور صورتِ حال بھی دیکھ لی ہے ... سنا ہے ،آپ ہمیں کوئی چیز دکھانا چاہتے ہیں ۔''

'' جی ہاں... میں نے اس چیز کا ذکر ابھی تک کسی سے نہیں کیا ... کیونکہ یہ قتل کا کیس ہے اور ہمارے پاس جس قدر خفیہ معلومات ہوں ،

ہمارے حق میں اتنا ہی بہتر ہے ۔''

'' یہ آپ نے سو فیصد درست کہا ۔'' فرزانہ نے فوراً کہا ۔

'' شکریہ ! جب میں یہاں آیا...''

'' ایک منٹ ...پہلے یہ فرمائیں... آپ کو کس نے اس واردات کی اطلاع دی تھی ۔'' محمود اس کی بات کاٹ کر بولا ۔

'' پہرے دار نواب خان نے ...یہاں دو پہرے دار ہیں ... دونوں یہیں ... سرونٹ کوارٹر میں رہتے ہیں ... باری باری ڈیوٹی دیتے ہیں ... ان میں سے ایک کا نام نواب خان اور دوسرے کا سراب خان ہے ... نواب خان نے فون کیا تھا ۔''

'' شکریہ ...اور آپ ہمیں کیا دکھانا چاہتے ہیں ۔''

'' جب میں یہاں آیا اور میں نے موقع واردات کا معائنہ کیا تو مجھے لاش کے پاس سے یہ چیز ملی لیکن میں سمجھ نہیں سکا کہ وہ کیا چیز ہے ... آپ بھی دیکھ لیں ۔''

یہ کہہ کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ کمرہ بھاری قدموں کی آواز سے گونج اٹھا ... انسپکٹر نوشاہی وہیں رک گئے ... انہوں نے خالی ہاتھ جیب سے نکال لیا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگے ۔

عین اس لمحے تین آدمی اندر داخل ہوئے ...ان کے چہروں پر شدید ناراضگی کے آثار تھے ۔ آتے ہی ان میں سے ایک نے کہا :

'' یہ یہاں کیا ہو رہا ہے ۔''

Scanned and Uploaded By M N

"وہی ہو رہا ہے ... جو ہونا چاہیے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"آپ کی تعریف؟"

"تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا آپ لوگوں میں کوئی سنجیدہ آدمی نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ... آپ نے پوچھا، یہاں کیا ہو رہا ہے ... تو سن لیں ... یہاں قتل کی ابتدائی تفتیش ہو رہی ہے۔"

"اوہو آپ ہیں کون ... محکمہ پولیس نے اپنے محکمے میں بچے کب سے رکھنا شروع کر دیے۔" ان میں سے ایک نے بھنا کر کہا۔

"ہاں تو آپ پاگل ہیں ... یا آپ اندھے ہیں ... آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ یہاں پولیس افسران موجود ہیں ... اگر آپ نے اب بدتمیزی سے بات کی تو میں آپ کو قتل کی تفتیش میں رکاوٹ ڈالنے کے الزام میں گرفتار کر لوں گا ... آپ جیسے احمقوں سے نمٹنا مجھے خوب آتا ہے ..."

انسپکٹر اچاری غصے کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

"ن ... م ..." وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"دیکھیے ... آپ جو کوئی بھی ہیں ... تمیز سے بات نہیں کر سکتے تو باہر نکل جائیں ... جب آپ کی ضرورت ہوگی بلا لیا جائے گا ... اور ہاں ... آپ میری اجازت کے بغیر کوٹھی سے قدم باہر نہیں نکالیں گے ... میں ہوں ایس ایچ او اس علاقے کا، یعنی انسپکٹر پولیس ... اور میرا نام ہے ... انسپکٹر نوشاہی۔"

"م ... میں معافی چاہتا ہوں ..." وہ گڑبڑا کر بولا۔

"آپ کون ہیں ... پہلے اپنا تعارف کروائیں۔"

"اوہ ہاں ... ضرور کیوں نہیں ... میرا نام جاوید ریاضی ہے ... اور میں سیٹھ اکمل آچاری کا چیف اکاؤنٹنٹ ہوں۔"

"آپ کا یہاں کیا کام ... آپ یہاں کیسے آ گئے ... آپ کو تو ان کی مل میں ہونا چاہیے تھا نا۔"

"آچاری صاحب نے مجھے بلایا تھا ... آج کل ان کی طبیعت خراب تھی اس لیے کہ مجھے ہی مل کے معاملات دیکھنے تھے ... انہوں نے رات مجھے فون کیا تھا کہ میں کل سات بجے یہاں آ جاؤں ... سو میں یہاں حاضر ہو گیا ... پہرے داروں نے بتایا کہ آچاری صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے، مجھے جھٹکا لگا ... لہٰذا میں فوراً یہاں آ گیا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ نے یہاں آتے ہی یہ کیوں کہا تھا ... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"آپ اس بات کو چھوڑیں ... میں نے معافی تو مانگ لی ہے۔"

"لیکن جناب کیوں چھوڑیں ... آپ نے پوچھا تھا یہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور اب کہہ رہے ہیں اس بات کو چھوڑ دیں۔"

"دراصل یہ ... یہ میرا تکیہ کلام ہے۔"

"تکیہ کلام ... اوہ اچھا۔" مارے حیرت کے محمود کے منہ سے نکلا۔

"نواب آچاری بہت ہی اہم آدمی تھے ... حکمرانوں سے ان کی

Scanned and Uploaded By M N

بہت علیک سلیک تھی۔"

"ہم اپنی پوری کوشش کریں گے، پریشان نہ ہوں۔" انسپکٹر نوشاہی نے فوراً کہا۔

"آپ نے کیا فرمایا... وہ بہت اہم آدمی تھے... تو پھر... اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ہاں! آپ کو نہیں معلوم وہ کتنے بڑے آدمی تھے... ان کے تعلقات کتنے بڑے لوگوں سے تھے... ابھی تو ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ آچاری صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے... جونہی انہیں معلوم ہوگا بس سمجھ لیں طوفان آجائے گا۔"

"آجائے طوفان... ہمارا کیا جاتا ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"لگتا ہے یہاں میرا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔" اس نے تلملا کر کہا۔

"بدتمیزی سے بات کرنے والوں کا مذاق ہی اڑانا چاہیے۔" فاروق جل کر بولا۔

"جی نہیں... اڑانے کو اور تھوڑی چیزیں ہیں... آپ کا مذاق کیوں اڑائیں گے ہم۔" محمود نے ٹکڑا لگایا۔

"آپ... آپ سن رہے ہیں خاور صاحب۔" اس نے اپنے ساتھ آئے ہوئے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں سن رہا ہوں... آپ فکر نہ کریں... لیکن سوال اس وقت کا ہے... یہ کہ سیٹھ آچاری صاحب کو کس نے قتل کیا ہے۔"

"یہ تو یہ لوگ ہی پتا چلائیں گے... کیونکہ کام جو ان کا ہے... ہمارا تو ہے نہیں... ہمارے تو باپ دادا نے کبھی یہ کام نہیں کیا۔"

"تب پھر آپ وہی کام کریں جو آپ کے باپ دادا نے کیا تھا... ہمارے کام میں ٹانگ نہ اڑائیں۔"

"خاور صاحب... آپ کریں آئی جی صاحب کو فون... یہ لوگ تو اسی صورت میں تیزی دکھائیں گے، جب اوپر کا دباؤ پڑے گا۔"

"آپ کی مرضی... آپ فون کر لیں۔" انسپکٹر نوشاہی نے منہ بنایا۔

"آخر آئی جی صاحب کے گھر... مل سے کتنا کپڑا جاتا ہے... آج ہی تو موقع آیا ہے... ان سے کام لینے کا۔"

"کیا کہا آپ نے... آئی جی صاحب کے گھر مل سے کپڑا جاتا ہے... سو فیصد غلط۔" محمود پوری قوت سے چلا اٹھا... کیونکہ اسے سخت طیش آگیا تھا... شیخ صاحب کے بارے میں ایسی بات انہوں نے زندگی میں پہلی بار سنی تھی... اور یہ یقیناً غلط بات تھی:

"لڑکے... آرام سے بات کرو... ہم سیٹھ آچاری کے ملازم ہیں... آج سیٹھ آچاری دنیا میں نہیں رہے تو کیا ہوا... ان کے بیٹے اور بیٹیاں تو ہیں... وہ ہمارے علاوہ کسی کی نہیں سنیں گے۔" خاور بولا۔

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں... آئی جی صاحب کے بارے میں، بہرحال آپ نے بہت غلط بات کہی ہے... ان کی دیانت داری کی تو مثالیں دی جاتی ہیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"تو ہم نے انہیں بددیانت کب کہا۔"

"ان پر رشوت لینے کا الزام تو لگایا ہے۔" فاروق تلملا اٹھا۔

"رشوت ... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا ... آچاری صاحب تو انہیں تحفے بھیجتے تھے۔"

"وہ تحفے بھی نہیں لیتے۔"

"اچھی بات ہے ... میں تم لوگوں کے سامنے انہیں فون کر رہا ہوں، اب تم خود اپنے کانوں سے ساری بات سن لو گے۔"

"اچھی بات ہے۔" تینوں نے ایک ساتھ کہا۔" مارے غصے کے ان کا بُرا حال تھا ... یہ دونوں ہی آدمی ان کی برداشت سے باہر تھے... اور انہیں اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ نواب آچاری نے کیسے لوگوں کو ملازم رکھا ہوا تھا... لیکن وہ ان کے بارے میں بھی تو کچھ نہیں جانتے تھے ... وہ آج زندگی میں پہلی بار یہاں آئے تھے... انہوں نے دیکھا ... خاور آئی جی صاحب کے نمبر ملا رہا تھا ... پھر جونہی سلسلہ ملا ... اس نے کہا:

"شیخ صاحب! خاور جلیس بات کر رہا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اسپیکر آن کر دیا۔

"جناب! جلیس صاحب ... سنائیے کیا حال ہے ... کیسے فون کیا ... اور سیٹھ صاحب کا کیا حال ہے۔"

"تو آپ کو ابھی تک اطلاع نہیں ملی۔"

"کیسی اطلاع... کیا ان کے بارے میں کوئی اطلاع ہے۔" ان کی پریشان کن آواز سنائی دی۔

"شیخ صاحب ... انہیں کسی ظالم اور سنگدل نے قتل کر دیا ہے رات کسی وقت۔"

"کیا!!!" آئی جی صاحب چلا اٹھے۔

"تو آپ کو ابھی تک اطلاع نہیں ملی۔"

"نن نہیں... جلیس صاحب... کیا آپ واقعی ..."

"جی بالکل ... اب آگے کی سنیے... ان کے قتل کی تفتیش کے سلسلے میں آئے ہیں انسپکٹر نوشاہی صاحب... اور ان کے علاوہ تین بچے۔"

"تین بچے ... کیا مطلب؟"

"یعنی دو لڑکے اور ایک لڑکی۔"

"اوہ ... آپ شاید محمود، فاروق اور فرزانہ کے بارے میں بتا رہے ہیں ... مجھے نہیں معلوم وہ کیسے پہنچ گئے لیکن اگر یہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں تو اچھی بات ہے ... قاتل کا بہت جلد پتا چلا لیں گے۔"

"ہمیں تو نہیں لگتا۔" خاور جلیس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"کیا نہیں لگتا۔"

"یہ کہ یہ لوگ قاتل کا سراغ لگا لیں گے۔"

"یہ بات آپ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ آپ انہیں نہیں جانتے۔"

"لیکن ہم چاہتے ہیں ... آپ ذرا انہیں سخت لہجے میں کہہ دیں کہ

Scanned and Uploaded By M N

یہ اپنا کام جلد از جلد کر دکھائیں۔"

"کیا کہا آپ نے ... میں ان سے سخت لہجے میں کہہ دوں ... نہیں جلیس صاحب اس کی ضرورت نہیں ... انہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں آپ خود دیکھ لیں گے۔"

"تو آپ انہیں سخت لہجے میں حکم نہیں دیں گے۔"

"بالکل نہیں ... اس لیے کہ اس کی ضرورت نہیں ... پھر یہ محکمے کے ملازم نہیں ہیں اور نہ اس کیس پر کام کرنا ان کی ذمے داری ہے ... یہ تو رضا کارانہ طور پر آئے ہوں گے ... آپ یہ بات رہنے دیں ... انہیں میں جانتا ہوں، آپ نہیں۔"

"اگر یہ بات ہے شیخ صاحب تو پھر ہم صدر صاحب سے بات کر لیتے ہیں۔"

"میں نے کہا نا اس کی ضرورت نہیں ... آپ ایسا نہ کریں۔"

"کیوں نہ کریں ... یہ جو اتنا کپڑا مل سے آپ لوگوں کو جاتا ہے کیا ہم ایسے ہی بھیج دیتے ہیں۔" خاور جلیس نے جھلا کر کہا۔

"کک ... کیا ... یہ میں نے کیا سنا ... میرے کان مجھے دھوکا تو نہیں دے رہے ... آپ اپنے الفاظ ذرا پھر سے تو دہرائیں۔"

"آپ میرے الفاظ پھر سننا چاہتے ہیں شیخ صاحب؟" خاور جلیس نے منہ بنا کر کہا۔

"کیونکہ میں نے زندگی میں ایسے الفاظ پہلی بار سنے ہیں ... میں

چاہتا ہوں آپ یہ الفاظ پھر کہیں۔"

"اچھی بات ہے شیخ صاحب ... ہماری طرف سے آپ کو اور صدر صاحب کو ... اور بھی خاص خاص لوگوں کو ہر سال، ہر سیزن پر بے شمار اعلیٰ درجے کا کپڑا بھیجا جاتا ہے ... آج اگر آپ کے مہربان سیٹھ اکمل آچاری صاحب کو کسی نے قتل کر دیا ہے تو کیا آپ تفتیش کرنے والوں کو سخت لہجے میں حکم نہیں دے سکتے۔"

"اب معاملہ حکم دینے کا نہیں رہ گیا ہے ... اس الزام کو ثابت کرنے کا رہ گیا ہے ... میں نے آپ کے الفاظ ریکارڈ کر لیے ہیں ... یہاں موجود انسپکٹر جمشید کے تینوں بچوں اور انسپکٹر نوشاہی نے بھی آپ کے الفاظ سنے ہیں ... آپ کو اپنی بات ثابت کرنا پڑے گی ورنہ اب میں اپنے اوپر اس الزام کی تحقیقات کرواؤں گا۔"

"اور شیخ صاحب! یہ بات ثابت کرنا کیا مشکل ہے بھلا۔"

"بس ٹھیک ہے ... آپ ثبوت سمیت میرے دفتر آ جائیں۔"

"لیکن ہم آپ کے دفتر کیوں آ جائیں ... آپ ہمارے خلاف رپورٹ درج کرنے کا حکم دیں ... عدالت ہمیں طلب کرے ... ہم وہاں کیوں یہ بات ثابت نہ کریں۔" اس نے پر غرور لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے ... اگر آپ کی خواہش عدالت میں جانے کی ہے تو یونہی سہی ... اس وقت یہ لوگ یہاں سیٹھ اکمل آچاری کے قتل کے سلسلے میں آئے ہیں ... آپ انہیں اپنا کام کرنے دیں ... ہم انہیں سخت

Scanned and Uploaded By M N

لہجے میں حکم نہیں دے سکتے ... آپ کو اگر انہیں ضرور ہی سخت لہجے میں حکم دلوانا ہے تو صدر صاحب سے بات کرلیں اور اپنا کپڑے والا الزام صدر صاحب کو بھی سنا دیں تاکہ انہیں بھی پتا چل جائے کہ ان پر ایک الزام لگایا گیا ہے۔"

"میں ضرور ایسا کروں گا ... ان لوگوں کو سخت لہجے میں حکم دلوا کر رہوں گا۔"

"میرے خیال میں انکل! آپ ہمیں سخت لہجے میں حکم دے دیں... ہم بالکل محسوس نہیں کریں گے۔"

"لیکن کیوں بھی ... آخر میں ایسا کیوں کروں ... تم لوگوں نے اب تک کون سی سستی کی ہے ... کیا میں جانتا نہیں کہ تم تو دن رات ایک کر دیتے ہو وہ بھی کسی لالچ میں نہیں، بغیر کسی لالچ کے ... اب تو الٹا ان دونوں حضرات کو تم سے معافی مانگنی پڑے گی۔"

"ارے واہ ہم کیوں مانگیں معافی ... شیخ صاحب اس خیال کو دل سے نکال دیں۔"

"آپ لوگوں کو دماغ کے علاج کی ضرورت ہے ... انتہائی گھٹیا لوگ ہیں آپ ... میں آپ لوگوں سے کوئی بات نہیں کروں گا۔" یہ کہتے ہی آئی جی صاحب نے فون بند کر دیا۔

"ارے واہ ... شیخ صاحب نے تو فون ہی بند کر دیا ... لگتا ہے یہ تینوں ان کے بہت چہیتے ہیں۔"

"میرے خیال میں بات بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ... آپ خود ہی ہم سے سخت لہجے میں بات کرلیں... ہمیں حکم دے دیں۔"

"نہیں اس طرح کیا خاک مزہ آئے گا ... مزہ تو تب ہے جب صدر صاحب تم کو کڑا حکم دیں۔"

"آپ کی مرضی ... آپ پہلے ہمیں حکم دلوا لیں ... پھر ہم کام شروع کریں گے اگرچہ ہم کام روکنا نہیں چاہتے۔"

"پہلے ہم صدر صاحب سے بات کریں گے۔"

اب خاور جلیس نے صدر کے نمبر ملائے اور سلسلہ ملنے پر فوراً ہی کہنے لگا:

"صدر محترم ... آپ کا خادم خاور جلیس بات کر رہا ہوں، بلیو مون کپڑا ملز سے۔"

"جی ... فرمایئے جلیس صاحب۔"

"آپ کے لیے دکھ بھری خبر ہے ... سیٹھ اکمل آچاری کو ان کی کوٹھی پر آج صبح سے پہلے کسی نے خنجر مار کر ہلاک کر دیا ہے۔"

"کیا!!!" نہیں۔" صدر صاحب کی آواز گونج اٹھی۔

"ہاں جناب! یہاں قتل کی تحقیقات کے سلسلے میں، موقع واردات پر اپنی کارروائی کرنے کے لیے ... انسپکٹر نوشاہی کے ساتھ انسپکٹر جمشید کے تینوں بچے بھی آئے ہیں ... مہربانی فرما کر انہیں سخت لہجے میں حکم دیں کہ یہ اپنی کارروائی کو جلد مکمل کر لیں اور قاتل کو پکڑنے کے سلسلے

Scanned and Uploaded By M N

میں بہت تیزی دکھائیں۔"

"کیا کہا آپ نے ... میں انہیں سخت لہجے میں حکم دوں؟" مارے حیرت کے صدر صاحب کے منہ سے نکلا۔

"ہاں شیخ صاحب! آج تو آپ کو یہ کام کرنا ہی ہوگا۔"

"سنیے! خاور جلیس صاحب... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں... انہوں نے انسپکٹر کے عہدے پر کام کرتے ہوئے کبھی ترقی نہیں ... ہر بار اپنی ترقی کے احکامات خود رکوا دیے، ان لوگوں کو کام کا جنون ہے ... انہیں آج تک کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی... یہ وہ لوگ ہیں جو ملک وقوم کے لیے دن رات ایک کر دیتے ہیں ... اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لیے پھرتے ہیں... لہٰذا میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ انہیں سخت لہجے میں حکم دوں ... میں تو انہیں نرم لہجے میں بھی کوئی حکم نہیں دوں گا ... آپ ہیں کس خیال میں۔"

"اچھی بات ہے ... کل کے اخبارات آپ کو نئی نئی کہانیاں سنائیں گے ... ان میں یہ کہانی بھی شامل ہوگی کہ ہماری مل کا کتنا کپڑا آپ کے ہاں جاتا ہے ...آپ کے وزیروں کے ہاں جاتا ہے ... آپ کے آئی جی صاحبان کے ہاں جاتا ہے۔"

"کیا ... کیا کہا آپ نے... ذرا پھر سے کہیں۔"

"پھر سے کہنے کی کیا ضرورت ہے ... اخبار میں پڑھ لیجیے گا۔"

"اب آپ کو الزام ثابت کرنا ہوگا ورنہ آپ جیل میں ہوں گے۔"

"نہیں صدر صاحب!" خاور جلیس نے طنزیہ لہجہ اختیار کیا۔

"آپ کا مطلب ہے ... آپ کو جیل نہیں بھیجا جا سکے گا۔"

"ہاں بالکل۔"

"میں آئی جی صاحب کو بھیج رہا ہوں ... وہ اسی وقت آپ کو گرفتار کر رہے ہیں، آپ نے ملک کے صدر پر رشوت کا الزام لگایا ہے۔"

"لیکن ہمیں اپنی بات ثابت کرنے کا موقع دیے بغیر آپ ہمیں گرفتار کس طرح کر سکتے ہیں۔"

"یہ میرے وکیل بتائیں گے کہ ہم آپ کو گرفتار کر سکتے ہیں یا نہیں ... اگر انہوں نے کہا کہ نہیں کر سکتے تو ہم آپ کو الزام ثابت کرنے کا حکم دیں گے ... آپ نے الزام ثابت کر دیا تو ٹھیک ورنہ آپ کو گرفتاری سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

"ہمارا خیال ہے ... آپ ہمیں پھر بھی گرفتار نہیں کر سکیں گے۔"

"آج ملک کے صدر کو یہ بھی سننا تھا ... خیر اللہ مالک ہے ... میں سمجھتا ہوں، آپ خود نہیں بول رہے، آپ کے پیچھے کوئی طاقت بول رہی ہے اور بہت جلد وہ طاقت سامنے آنے والی ہے ... آئی جی صاحب اور میرے وکیل یہاں آ رہے ہیں ... آپ یہیں ٹھہریں... غالباً آپ اس وقت اکمل آچاری کی کوٹھی میں ہیں۔"

"ہاں صدر صاحب! ہم یہیں ہیں... ہمارا یہاں سے فرار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ... ہم آپ کے بھیجے ہوؤں کا انتظار کریں گے۔"

Scanned and Uploaded By M N

ادھر سے فون بند کر دیا گیا :

" یہ کیا شروع ہو گیا۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

" اچھا ہی ہو گیا ، جو بھی شروع ہو گیا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

" اب معاملہ ہمارے ہاتھ میں نہیں رہ گیا ... بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھوں میں آ گیا ہے لہٰذا اب ہم بھی اس کیس پر مزید کارروائی نہیں کریں گے ... ہاں ... صدر صاحب یا کوئی اور صاحب اجازت دیں گے تو ہم کام کریں گے۔" فاروق نے کہا۔

" کوئی پروا نہیں ... آپ لوگ ہمارے سیٹھ صاحب کو تو واپس لا نہیں دیں گے لہٰذا ہمیں اس بات کی کیا پروا ہو سکتی ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں۔"

" انسپکٹر نوشاہی صاحب! آپ کیا کہتے ہیں۔"

" یہ میرے علاقے کا کیس ہے ... مجھے تو اس پر کام کرنا ہوگا ... لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوانا ہوگا۔"

" آپ کی بات ٹھیک ہے... آپ کام کریں ہم جاتے ہیں ... جب آئی جی صاحب یا صدر صاحب ہمیں حکم دیں گے ... آ جائیں گے اور اس کیس پر کام شروع کر دیں گے۔"

" بالکل ٹھیک ہے۔" انسپکٹر نوشاہی نے فوراً کہا ... انہیں یوں لگا جیسے وہ ان کے وہاں سے نکل جانے کے لیے بے چین ہوں ... اس بات پر انہیں حیرت سی ہوئی۔

" تب پھر ہم چلتے ہیں۔"

" اچھی بات ہے ... مجھے بہت افسوس ہے ایک بالکل نئی صورتِ حال سامنے آ گئی ہے۔" انسپکٹر نوشاہی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں یاد آیا ... آپ کو لاش کے پاس سے کوئی چیز ملی تھی... آپ وہ ہمیں دکھانے والے تھے کہ یہ صاحبان آ گئے تھے اور وہ آپ دکھا نہیں سکے تھے... جانے سے پہلے آپ ہمیں وہ دکھا دیں۔"

" ضرور کیوں نہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا ہاتھ باہر آیا تو وہ چیز ان کے سامنے تھی ... انہیں حیرت کا ایک زبردست جھٹکا لگا ... کیونکہ کم از کم اس چیز کے دیکھنے کی انہیں ایک فیصد بھی امید نہیں تھی ... اور وہ تھی ... بالکل ویسی پلاسٹک کی گول ٹکیہ ... جیسی انہیں ڈاک سے ملی تھی :

☆☆☆☆☆

Scanned and Uploaded By M N

نو عدد

گھنٹی کی آواز سن کر انسپکٹر جمشید نے دروازہ کھول دیا... تینوں کے منہ سے نکلا: "آپ آگئے..."

"ہاں دفتر میں میٹنگ تھی... ختم ہو گئی تو وہاں رہ کر کیا کرتا..." انہوں نے کہا، پھر فوراً ہی بولے: "تم کیا کر آئے۔"

"آپ نے وہ تکیہ دیکھی... جو ہمیں ڈاک سے ملی ہے۔"

"وہ تم ساتھ لے گئے تھے... میں کیسے دیکھ لیتا۔"

اب وہ اندر آئے... اور صحن والی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اس وقت رات کے نو بج چلے تھے:

"تب پھر پہلے آپ اس تکیہ کو دیکھ لیں... کیونکہ اب یہ تکیہ بہت اہمیت اختیار کر گئی ہے۔" محمود نے جیب سے تکیہ نکالتے ہوئے کہا۔

"تو کیا لاش کے پاس سے ایسی دوسری تکیہ ملی ہے۔" وہ چونکے۔

"اوہ! آپ نے اتنی جلدی یہ بات جان لی۔"

"تمہارے جملے سے یہ اندازہ ہوا ہے۔" وہ مسکرائے۔

اس نے تکیہ ان کے سامنے رکھ دی... وہ اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھتے رہے... آخر انہوں نے کہا:

"میرا اندازہ ہے کہ یہ ایک ڈبیا ہے... اور اس کے اندر کچھ ہے... لیکن ہمیں اس کے کھولنے کا طریقہ معلوم نہیں... لہٰذا پہلے ہم اسے کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"بہت خوب!" فرزانہ مسکرائی۔

اب انسپکٹر جمشید نے اسے کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ پندرہ منٹ تک وہ کوشش کرتے رہے لیکن کامیاب نہ ہو سکے... آخر بولے:

"ہو سکتا ہے... میرا خیال غلط ہو اور یہ ڈبیا نہ ہو... لہٰذا پروفیسر داؤد صاحب کو بلا لیتے ہیں... ہو سکتا ہے... وہ اسے کھول سکیں... یا کم از کم اتنا تو بتا ہی دیں گے کہ اس میں کچھ ہے یا نہیں۔"

"جی ٹھیک ہے۔"

انہوں نے فوراً پروفیسر داؤد کو فون کر دیا، فون بند کر کے بولے:

"ہاں! اب ہو جائیں تفصیلات قتل کے کیس کی اور وہاں جو کچھ کر آئے ہو، اس کی۔"

"جی بہتر!" محمود نے کہا اور شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی سنا دی۔ تمیز الدین تمیز کے بارے میں بھی بتا دیا... آخر میں جو وہاں جھگڑا ہوا، محمود نے اس کے بارے میں بھی بتا دیا... انسپکٹر جمشید حد درجے دلچسپی سے سنتے رہے۔ آخر انہوں نے پوچھا:

Scanned and Uploaded By M N

"پھر ان دونوں کا کیا بنا ... انہیں گرفتار کیا گیا یا نہیں۔"

"پتا نہیں ابا جان! ہم تو وہاں سے چلے آئے تھے ... معاملہ اتنا اوپر پہنچ گیا تھا ... البتہ انسپکٹر نوشاہی وہاں ٹھہر گئے تھے... ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کو گرفتار کیا گیا یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے پہلے ہمیں یہ بات معلوم کرنی چاہیے لیکن میرے پاس انسپکٹر نوشاہی کے نمبر نہیں ہیں ... خیر میں معلوم کر لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے پہلے نمبر معلوم کیے ... پھر اسے فون کیا اور اپنا نام بتانے کے بعد بولے:

"ہاں انسپکٹر صاحب... ان دونوں کا کیا بنا۔"

"آپ کا مطلب ہے جاوید ریاضی اور خاور جلیس کا۔"

"جی ہاں!"

"فوری طور پر صدر صاحب کی خصوصی پولیس پہنچ گئی تھی لیکن اس سے بھی پہلے ان دونوں کے وکیل وہاں آ گئے تھے... اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ وہ ملک کے کامیاب ترین وکیل وجاہت عبائبہ تھے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا...

کیونکہ وجاہت عبائبہ چوٹی کے وکیل تھے اور ان کی فیس بڑے لوگ ہی ادا کر سکتے تھے ... دوسرے یہ کہ سپریم کورٹ تک کے جسٹس صاحبان ان کی عزت کرتے تھے اور جب وہ کس کیس کے سلسلے میں عدالت میں پیش ہوتے تو عدالت پر سناٹا چھا جاتا تھا۔

انہوں نے سنا، انسپکٹر نوشاہی کہہ رہے تھے:

"جی ہاں! انہوں نے آتے ہی صدر کی خصوصی پولیس سے کہا ... آپ ان دونوں کو گرفتار نہیں کر سکتے ... جب ان سے پوچھا گیا کہ کیوں نہیں کر سکتے تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں نے جو الزام لگایا ہے ... اگر یہ اس الزام کو عدالت میں ثابت نہ کر سکے، تب انہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں... پولیس آفیسر نے صدر کے خصوصی وکیل کو فون کر کے صورتِ حال بتائی اور ان سے پوچھا کہ کیا وہ ان دونوں کو گرفتار کر لیں ... انہوں نے بھی ادھر سے یہی کہا کہ اگر وہ لگایا گیا الزام ثابت نہ کر سکے تب انہیں گرفتار کیا جائے گا، اس سے پہلے نہیں ... اس پر وہاں سے پولیس واپس چلی گئی ... اب ظاہر ہے بات عدالت تک جا پہنچی ہے لہٰذا عدالت میں معلوم ہوگا کہ وہ انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔"

"بہت خوب ... صورتِ حال دلچسپ ہے لہٰذا ہم بھی عدالت پہنچیں گے اور دیکھیں گے کہ عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے اور وکیل وجاہت عبائبہ اپنے مؤکلوں کے لیے کیا کرتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ابا جان ... ویسے ہم گئے تھے ہم سیٹھ اکمل آچاری کے قتل کے سلسلے میں ... اور پھنس گئے، دوسرے معاملے میں۔"

"کوئی بات نہیں ...ایک کیس ایسا بھی سہی ... ویسے میں تو بہت دلچسپی محسوس کر رہا ہوں ... ملک کے صدر اور ہمارے صوبے کے آئی جی

Scanned and Uploaded By M N

پر ایک ملز کے منیجر اور اکاؤنٹنٹ الزام لگا رہے ہیں کہ وہ ہر سیزن پر ان بڑے حضرات کو اپنی مل کا کپڑا بڑی مقدار میں دیتے ہیں ... یہ بات انہوں نے ایک ایسے وقت میں کہی جب ملز کے مالک کو قتل کر دیا گیا ہے اور ابھی اس کی لاش اٹھوائی نہیں گئی تھی کہ وہیں یہ الزام عاید کر دیا گیا ... لہٰذا کل تک تو اس کیس کے بارے میں بچے بچے کو معلوم ہو چکا ہوگا اور ملک ایک عجیب کیفیت کا شکار ہو جائے گا ... جو لوگ صدر صاحب کے ہمدرد ہیں، انہیں اچھا سمجھتے ہیں وہ الزام لگانے والوں کو بُرا بھلا کہیں گے اور جو لوگ صدر صاحب کے مخالف ہیں... وہ خوب شور مچائیں گے اور خوشیاں منائیں گے ... اللہ کرے کہیں کوئی بد امنی نہ ہو... مجھے تو یہ ملک کے خلاف کوئی سازش لگتی ہے۔"

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"اس میں شک نہیں کہ معاملہ حد درجے دلچسپ ہے اور میں ابھی سے عدالت میں جانے کے لیے بے چین ہو رہا ہوں۔" فاروق نے پرزور انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے... تم ابھی چلے جاؤ۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

فاروق اسے گھور کر رہ گیا ... اسی وقت انہوں نے ہارن کی آواز سنی ... انداز خان رحمان کا تھا ... اس کا مطلب تھا وہ آ گئے... محمود نے دروازہ کھولا اور انہیں اندر لے آیا:

"لگتا ہے کوئی فوری مسئلہ پیش آ گیا ہے۔" خان رحمان مسکرائے۔

"آپ کا خیال ٹھیک ہے انکل۔"

"بس تو پھر بتاؤ۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"پہلے آرام سے بیٹھ تو جائیں ... بلکہ اسٹڈی میں چلتے ہیں... کھانے پینے کی چیزیں وہیں آ جائیں گی۔"

"اچھی بات ہے۔"

"بیگم تم نے سن لی ہے نا بات۔"

"تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں نہ سنوں۔"

وہ ہنس دیے اور لائبریری میں آ کر قالین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے ... وہ لائبریری میں اسی طرح بیٹھنے کے عادی تھے۔

اب انسپکٹر جمشید نے جیب سے وہ ڈبیا نکالی ... اور ان کے سامنے رکھ دی: "پہلے تو آپ اسے چیک کریں ... یہ کیا ہے ... پھر ہم آپ کو اس کے بارے میں بتائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

پروفیسر داؤد نے کہا اور اس ڈبیا کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے ... اس کے بعد انہوں نے اسے آلات کے ذریعے چیک کیا ... پھر بولے:

"یہ کوئی خاص چیز نہیں ہے... بس پلاسٹک کی ایک ٹکیہ ہے ... یہ ڈبیا وغیرہ نہیں ہے ... نہ اس میں کوئی چیز موجود ہے۔"

"یہ بہت پراسرار حالات میں ہمارے پاس آئی ہے ... لہٰذا میری درخواست ہے کہ آپ اسے ایک بار پھر چیک کر لیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"اچھا جمشید ... اگر تم کہتے ہو تو کر لیتا ہوں چیک ورنہ اس میں ہے کچھ نہیں۔"

"لیکن حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اس میں کچھ ہے۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"اوہو اچھا... یہ حالات نے کب سے پکارنا شروع کر دیا۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا اور وہ مسکرا دیے۔

اب انہوں نے زیادہ باریک بینی سے اس کا جائزہ شروع کیا... چند منٹ بعد انہوں نے سر اوپر اٹھایا اور بولے:

"ہو نہ ہو... یہ پیغام رسانی کا آلہ ہے۔"

"کیا فرمایا... پیغام رسانی کا آلہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"یا پھر آوازیں سننے کا آلہ... یہاں جو گفتگو ہو رہی ہے وہ اس کے دوسرے حصے کے ذریعے کہیں اور سنی جا رہی ہے۔"

"اوہ..." ان کے منہ سے نکلا۔

"میں اس پر مزید کام کروں گا اور امید ہے کوئی نہ کوئی بات معلوم کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا... لیکن اسے تجربہ گاہ لے جانا ہوگا۔"

"تب یہ کام کل شام پر رکھیں کیونکہ صبح مجھے عدالت جانا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

☆

دوسرے دن کے اخبارات اور چینل اسی سنسنی خیز خبر سے بھرے

پڑے تھے... ملک کے صدر پر رشوت میں قیمتی ملبوسات وصول کرنا کوئی چھوٹی خبر نہیں تھی جب کہ الزام لگانے والے بھی سامنے تھے اور ان کا وکیل بھی ملک کا سب سے بڑا وکیل تھا... ادھر صدر صاحب نے ابھی تک اپنے وکیل کا نام ظاہر نہیں کیا تھا...

اخبارات میں ان کا یہ بیان شائع ہوا تھا:

"یہ سراسر الزام ہے... عدالت میں میرا وکیل اس الزام کو ہوا میں اڑا دے گا۔"

اس روز صبح سے ہی عدالت کے چاروں طرف لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے... لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لیے پولیس اور فوج کی خدمات حاصل کی گئی تھیں...

صدر صاحب نے عدالت سے درخواست کی تھی کہ معاملہ بہت ہیجان خیز ہے اس لیے اسے فوراً ہی سن لیا جائے۔

عدالت کو بھی اس کا احساس تھا... انہوں نے صبح سب سے پہلے اسی کیس کو سننے کا فیصلہ کیا تھا... اور پھر لوگوں نے ملک کے سب سے بڑے وکیل وجاہت عبائیہ کی کار کو آتے دیکھا... شاہی قسم کی کار کے ارد گرد لوگ نعرے لگا رہے تھے... ظاہر ہے، یہ لوگ ان سیاسی جماعتوں کے تھے جو صدر صاحب کے خلاف تھیں۔

آخر عدالت کے احاطے میں وکیل صاحب اپنی کار سے اترے... وہ بہت لمبے چوڑے اور بہت بارعب آدمی تھے... خوب طمطراق والے

Scanned and Uploaded By M N

تھے... ان کی چال بھی زبردست تھی... بڑے وقار انداز میں عدالت کے دروازے پر آئے ... اور رکے بغیر اندر چلے گئے... ان کی کرسی خالی تھی ... باقی سب کرسیوں پر لوگ بیٹھے تھے ... ان میں انسپکٹر جمشید، محمود ، فاروق ، فرزانہ ، پروفیسر داؤد اور خان رحمان بھی تھے۔

انسپکٹر جمشید چونکہ سرکاری ملازم تھے ، اس لیے ان کے لیے ملازمین کی جگہ میں کرسیاں محفوظ تھیں ... پھر جج صاحب تشریف لے آئے۔

وہ سیشن کورٹ جج تھے ... اور یہ مقدمہ پہلے مرحلے پر سیشن کورٹ جج ہی سن سکتے تھے ... سپریم کورٹ کی باری بعد میں آ سکتی تھی ... جج صاحب نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی بے قراری آواز میں کہنا شروع کیا:

" آج ہم جو مقدمہ سن رہے ہیں ... اپنی نوعیت کا انوکھا ترین مقدمہ ہے... ہم نے آج سے پہلے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا کوئی کیس بھی عدالت میں آ سکتا ہے ... لیکن چونکہ معاملہ انصاف کا ہے ... اور انصاف کسی سوچ کی بنیاد پر تو کیا نہیں جا سکتا ... اس میں ثبوت کو دیکھنا ہوتا ہے یا پھر شہادتوں کو ... لہٰذا ہم آج یہی دیکھیں گے... ہاں تو کارروائی کا آغاز کیا جائے ... کیس کے مدعی آچاری ملز کے منیجر خاور جلیس اور ان کے اکاؤنٹنٹ جاوید ریاضی ہیں... ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہیزلن پر اپنی مل سے اعلیٰ ترین کپڑا صدر صاحب کو ... ان کے کئی وزرا کو اور آئی جی صاحب کو بھیجا جاتا ہے... اور یہ کہ اس کا ثبوت ان کے پاس موجود ہے... جب کہ صدر صاحب اور ان کے ساتھی اپنی

صفائی دیں گے اور اس الزام کو غلط ثابت کریں گے ... خاور جلیس اور جاوید ریاضی صاحبان اپنا کیس پیش کریں۔"

اس کے فوراً بعد وکیل وجاہت عبائبہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کٹہرے سے آ گئے... انہوں نے کہا:

" جناب والا ! ان حضرات کی وکالت کی ذمے داری مجھے سونپی گئی ہے... لہٰذا آپ مجھے اجازت دیں ، اپنا کیس پیش کروں۔"

" اجازت ہے۔" جج صاحب کی آواز ابھری۔

" شکریہ جناب والا ... دراصل یہ سیدھا سادہ کیس ہے... میرے موکل ملز کے منیجر اور اکاؤنٹنٹ ہیں... جو چیز بھی کہیں بھیجی جاتی ہے ، اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتے ہیں ... یہاں عدالت میں دو رجسٹر موجود ہیں... جن پر کپڑے کی تفصیل لکھی ہے ... یہ صرف وہ رجسٹر ہیں جن میں مل کی طرف سے تحفے تحائف کی تفصیل لکھی جاتی ہے ... اس رجسٹر کا تعلق کاروبار سے نہیں ، اس میں جگہ جگہ ان حضرات کو کپڑا بھیجا گیا ہے ... اس کی تفصیل بھی یہاں درج ہے ... مل سے لے کر جانے والے ملازم کے دستخط موجود ہیں ... وہ ملازم آگے جن ملازمین کے حوالے کپڑا کرتے رہے ہیں ... ان کے نام اور دستخط موجود ہیں ... یہ تمام ثبوت میں آپ کی خدمت میں رکھ رہا ہوں ... اب عدالت ان حضرات سے یہ سب چیک کرا سکتی ہیں ... جو اس کام پر مامور ہیں، بس جناب والا مجھے یہی کہنا تھا۔"

Scanned and Uploaded By M N

"بہت اچھا! عدالتی کارروائی آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی کی جاتی ہے... آدھ گھنٹے تک ان کاغذات کی چیکنگ کر لی جائے۔"

یہ کہتے ہی جج صاحب اٹھ کھڑے ہوئے... باقی لوگ بھی عدالت سے باہر آنے لگے جب کہ انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی وہیں رہے، کیونکہ آدھ گھنٹے بعد پھر جو آنا تھا... تو باہر جا کر کیا کرتے۔"

"آپ کا اس کیس کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"جو حضرات رجسٹروں پر دستخط کرتے رہے ہیں... کیس اب ان پر جا پڑا ہے... دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔"

"ہوں... لیکن صدر صاحب وغیرہ کے وکیل اب تک نظر نہیں آئے..." فرزانہ نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"وہ بھی یہیں ہوں گے۔"

"میں بہت بے چینی محسوس کر رہی ہوں۔" فرزانہ کی آواز ابھری۔

"کیوں۔" انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے۔

"مجھے معلوم نہیں ابا جان... ویسے میرا خیال ہے۔"

"ہاں! کہو... کیا خیال ہے۔"

"جن لوگوں نے دستخط کیے ہیں ان کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

انسپکٹر جمشید نے فوراً اکرام کے نمبر ملائے... اس کی آواز سنتے ہی انہوں نے کہا: "اکرام! تم کہاں ہو۔"

"جی میں کمرۂ عدالت کے باہر ہوں... میرے سب ماتحت بھی یہاں چوکس موجود ہیں کیونکہ کسی وقت بھی کوئی بات سامنے آسکتی ہے۔"

"بالکل ٹھیک... اچھا سنو... میں خفیہ فورس کو بھی بلا رہا ہوں... وہ بھی اور تمہارے ماتحت بھی ان راستوں پر چلے جائیں... جہاں سے ان لوگوں کو آنا ہوگا۔"

"جی... کن لوگوں کو۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان لوگوں کو جنہوں نے کپڑا وصول کر کے رجسٹر پر دستخط کیے ہیں کیونکہ ساری بات ان کی گواہی پر جا پڑی ہے... اگر وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم کپڑا وصول کر کے صدر صاحب وغیرہ کو پہنچاتے رہے ہیں یا ان کے کسی خاص کارندے کو دیتے رہے ہیں تو الزام ثابت ہو جائے گا اگرچہ بعد میں ان لوگوں کو بھی بلایا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ کیس کہاں تک جاتا ہے لیکن فی الحال ان لوگوں کی زندگیوں کو خطرہ ہے جنہوں نے دستخط کر کے کپڑا وصول کیا ہے... اب عدالت ظاہر ہے... ان لوگوں کو طلب کرے گی... اگر عدالت ان کو طلب کرتی ہے تو ظاہر ہے عدالت ایک یا دو گھنٹے کی مہلت دے گی... بس ان ایک یا دو گھنٹے میں جو کچھ ہونا ہے، ہو جائے گا... تم سمجھ رہے ہو نا۔"

"آپ کا مطلب ہے... ان لوگوں کو ٹھکانے لگا دیا جائے گا۔"

"ہاں اکرام...۔"

"ہم ان شاء اللہ ایسا نہیں ہونے دیں گے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"بس ٹھیک ہے مجھے یہی کہنا تھا۔"

"اوکے سر!"

اب انہوں نے خفیہ فورس سے رابطہ کیا۔ فوراً ہی نمبر ایک کی آواز سنائی دی: "نمبر ایک کہاں ہو۔"

"عدالت کے باہر ہم سب موجود ہیں سر۔"

"بہت خوب... جن لوگوں کو عدالت اب طلب کرے گی... ان کی زندگیاں خطرے میں ہیں... انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔"

"ہم جان پر کھیل کر بھی انہیں بچانے کی کوشش کریں گے۔"

"ویری گڈ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا... نصف گھنٹا گزرتے ہی جج صاحب اپنی کرسی پر آبیٹھے... متعلقہ لوگ پہلے ہی عدالت میں حاضر ہو چکے تھے... انہوں نے عدالت کے افراد سے پوچھا:

"ہاں تو کیا رہا اس سلسلے میں۔"

"سر! ان لوگوں نے دستخط کر کے کپڑے وصول کیے ہیں۔"

ان کے سامنے ناموں کی فہرست رکھ دی گئی:

"ان کا تعلق کن لوگوں سے ہے۔"

"یہ ایوان صدر کے ملازم ہیں... اور محکمہ پولیس کے بھی کچھ لوگ ہیں جنہوں نے دستخط کیے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... ان سب لوگوں کو عدالت میں طلب کر لیا جائے...

عدالت اب دو گھنٹے بعد لگے گی۔"

"جنابِ عالی... کیا ان لوگوں کے ناموں کا اعلان کر دیا جائے۔" عدالتی عہدے دار نے پوچھا۔

"نام خفیہ رکھے جانے سے شکوک اور شبہات پیدا ہوں گے۔"

"عدالت کے باہر ان لوگوں کے ناموں کا اعلان کر دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ کہتے ہوئے جج صاحب اٹھ گئے۔

باقی لوگ عدالت سے باہر آگئے... اب وہ بھی باہر آگئے کیونکہ عدالت دو گھنٹے بعد لگنا تھی... دو گھنٹے وہاں بیٹھے رہ کر کیا کرتے... ویسے بھی انہوں نے سوچا تھا... وہ بھی ان لوگوں کو نوٹ کر لیتے ہیں... اور ہو سکا تو وہ بھی ان کی حفاظت کے سلسلے میں حرکت میں آجائیں۔

باہر جلد ہی یہ اعلان کیا جانے لگا... اخباری نمایندوں اور چینلوں کے رپورٹر سب ساتھ ساتھ ان لوگوں کے نام لکھنے لگے... انہوں نے بھی یہ نام لکھے... ان کی کل تعداد نو تھی اور نو کے نو کو مختلف جگہوں سے آنا تھا، وہ نو راستوں پر تو جا کر کھڑے ہو نہیں سکتے تھے... اس لیے اس جگہ پہنچ گئے جہاں سڑک ایک ہو جاتی تھی... البتہ انسپکٹر جمشید کی خفیہ فورس اور اکرام کے ماتحت ضرور ان راستوں پر پہنچ گئے اور انہیں یقین تھا کہ اگر ان میں سے کسی پر یا سب پر حملہ ہوا تو وہ حملہ آوروں کو نشانہ بنا سکیں گے۔

خود انسپکٹر جمشید اپنی جیپ میں ان سڑکوں کا چکر لگانے کے لیے

Scanned and Uploaded By M N

نکلے ... انہوں نے ایک دائرے میں نو کی نو سڑکوں کا جائزہ لیا ... اس وقت تک دور دور تک کسی حملے کے کوئی آثار نہیں تھے ...ایسا لگتا تھا جیسے ان کا خیال غلط ثابت ہوگا اور کوئی حملہ کسی پر نہیں ہوگا لیکن اس صورت میں صدر اور ان کے ساتھی بے گناہ ثابت ہو جاتے ... ان کی بے گناہی انہی نو لوگوں کے ذریعے ثابت ہو سکتی تھی ۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا ، ان سب کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا... سرکاری گاڑیاں ان لوگوں کو لینے کے لیے جا چکی تھیں اور ان کے گھروں سے عدالت کا راستہ 30 سے 45 منٹ کا تھا اور عدالت نے دو گھنٹے کا وقت دیا ہوا تھا ۔

آہستہ آہستہ عدالت کا وقت ہو گیا لیکن ان لوگوں کو کوئی گاڑی کسی بھی راستے سے آتی دکھائی نہ دی ... اب تو سب کی حیرت بڑھنے لگی ... انسپکٹر جمشید تو رہ نہ سکے ... انہوں نے ان میں سے ایک کے گھر کا رخ کیا کیونکہ وہ یہ جاننے کے لیے بے چین ہو چکے تھے کہ آخر اب تک وہ لوگ کیوں نہیں آئے...وہ تیزی رفتاری سے جیپ چلاتے گئے ... انہیں راستے میں پولیس والوں نے روکنے کی کوشش کی ... لیکن وہ نہ رکے... انہیں اشارہ دیتے چلے گئے ۔

اور پھر وہ ایک گھر کے بالکل سامنے پہنچ گئے ، وہاں سرکاری گاڑی موجود تھی اور دروازے پر بہت سے لوگ حیران پریشان کھڑے تھے۔

☆☆☆☆☆

قتل

یہ دیکھ کر ان کا ماتھا ٹھنکا ... وہ سمجھ گئے کہ ضرور کوئی گڑ بڑ ہے... جیپ سے اتر کر وہ آگے بڑھے تو پولیس نے انہیں روک لیا :

" آپ آگے نہیں جا سکتے سر۔"

انہوں نے فوراً اپنا کارڈ دکھایا ... کیونکہ وقت کم تھا ...اندر پتا نہیں کیا معاملہ تھا ... آخر وہ اندر پہنچے ...اندر عورتیں ، مرد اور بچے رو رہے تھے... اور ان کے درمیان بستر پر ایک شخص ابدی نیند سو رہا تھا ۔

وہ الٹے قدموں باہر نکل آئے... عدالت کی گاڑی جو لوگ لے کر آئے تھے... ان سے اپنا تعارف کرانے کے بعد انہوں نے پوچھا :

" یہ کیسے ہوا ۔"

" ہمیں نہیں معلوم جناب ! ہم تو انہیں لینے کے لیے آئے تھے... جب یہ نہ نکلے تو دستک دی گئی ..."

"کیا مطلب... کیا آپ لوگوں نے یہاں پہنچتے ہی دستک نہیں دی تھی۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

Scanned and Uploaded By M N

"جی بالکل دی تھی اور اندر سے ان کے بھائی آئے تھے۔ انہوں نے کہا ... وہ عدالت میں پیش ہونے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔"

"پھر جب وقت کم رہ گیا تو ہم نے دستک دی، گھر والوں نے بتایا کہ وہ تیار ہو رہے تھے ... اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی اور وہ لیٹ گئے ... پھر ان کی آنکھ لگ گئی ... اب وہ اٹھا رہے ہیں لیکن وہ اٹھ نہیں رہے ... ہم لوگوں نے اندر جا کر دیکھا تو ان میں زندگی کے آثار نہیں تھے ... فوراً ڈاکٹر کو بلایا گیا ... انہوں نے موت کی تصدیق کر دی ... ہم نے اس علاقے کے پولیس اسٹیشن فون کر دیا ہے ... اب ان کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں ... جونہی وہ آئیں گے، ہم عدالت پہنچ جائیں گے اور عدالت کو بتا دیں گے کہ کیا ہوا ہے۔"

"ہوں ... آپ لوگ جائیں ... ہم یہاں موجود ہیں۔"

"جی اچھا۔"

وہ تو گاڑی لے کر وہاں سے فوراً روانہ ہو گئے ... اب انہوں نے گھر کے افراد سے کہا:

"دیکھیے یہ عام موت کا کیس نہیں ہے ... انہیں قتل کیا گیا ہے ... اس لیے آپ لوگ ہمیں اپنا کام کرنے دیں ... پھر یہاں آ جائیے گا ... ہم زیادہ دیر نہیں لگائیں گے۔"

انہوں نے جواب میں کچھ نہ کہا ... بس سر ہلا دیے اور اٹھ کر اندرونی حصے میں چلے گئے ... انہوں نے لاش کا معائنہ کیا ... لاش پر

کوئی زخم نہیں تھا نہ زہر کے آثار تھے ... البتہ لاش کے پاس ایک چیز پڑی تھی ... اسے وہاں دیکھ کر ان کی حیرت یک دم بہت بڑھ گئی:

"ارے وہی تکیہ ... یہ یہاں بھی موجود ہے۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن ابا جان! ہمیں عدالت بھی پہنچنا ہے۔"

"ہم وہاں چلتے ہیں ... یہاں اکرام اور اس کے ماتحت آ کر اپنا کام کر لیں گے۔"

انہوں نے گھر والوں کو یہ بات بتائی اور باہر نکل آئے ... تکیہ وہ پہلے ہی جیب میں ڈال چکے تھے ... اب وہ عدالت میں پہنچے ... وہاں شدید بے چینی پھیل چکی تھی ... ایک ماتحت نے قریب آ کر بتایا:

"نو میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچ سکا۔"

"ن... نہیں۔" مارے خوف کے ان کے منہ سے نکلا۔

وہ سکتے میں آ گئے ... ادھر لوگ عدالت کے کمرے میں جا رہے تھے ... انہوں نے بھی فوراً اندر کا رخ کیا ... جلد ہی جج صاحب کمرۂ عدالت میں آ گئے ... شاید انہیں پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ کیا ہو گیا ہے ... پھر بھی انہوں نے کہا:

"ان نو افراد کو حاضر کیا جائے۔"

وجاہت عبائیہ اٹھے۔ انہوں نے کہا:

"جناب والا! صورت حال بہت عجیب ہے ... نو کے نو افراد

Scanned and Uploaded By M N

اپنے گھروں میں مردہ پائے گئے ہیں ...اور یہ ایسی بات ہے کہ پورے ملک میں سنسنی دوڑ گئی ہے ،اب جب تک ان کی موت کا سبب سامنے نہیں آجاتا اور اگر انہیں قتل کیا گیا ہے تو جب تک ان کے قاتل پکڑے نہیں جاتے ، اس وقت تک اس کیس میں کچھ نہیں ہو سکتا ، میرا خیال ہے ... صدر صاحب کے وکیل بھی یہی بات کہیں گے ۔"

" لیکن ان کے وکیل ہیں کون ، ابھی تک تو انہیں پکارا نہیں گیا۔"

" ان کے وکیل حاضر ہیں جناب۔" انسپکٹر جمشید نے اٹھ کر کٹہرے کے قریب آتے ہوئے کہا ۔

" کیا مطلب ؟" وجاہت عبابنہ نے حیران ہو کر کہا ۔

" کیا مطلب!" جج صاحب نے بھی چلا کر کہا کیونکہ وہ بھی انہیں اچھی طرح پہچانتے تھے۔ آخر انہوں نے کہا :

" کیا صدر صاحب نے آپ کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے اور اپنے ساتھیوں کا بھی۔"

" جی ہاں جناب والا۔"

"بہت خوب ! تو آپ اس معاملے میں کیا کہتے ہیں ۔"

" ان لوگوں کے قتل کی وجہ جاننے تک ... یا اگر انہیں قتل کیا گیا ہے تو قاتلوں کی گرفتاری تک مہلت دی جانی چاہیے جناب والا ۔"

"ٹھیک ہے ۔" جج صاحب نے سر ہلایا ... پھر یہی فیصلہ سنا دیا ... اب وہ عدالت سے باہر آئے تو میڈیا کے نمائندوں نے انہیں گھیر لیا ...

وجاہت عبابنہ کو بھی گھیر لیا گیا ... وہ انہیں بتاتے رہے ...

آخر ان سے جان چھڑا کر وہ وہاں سے روانہ ہوئے ... عین اس وقت صدر صاحب کا فون آگیا :

" یس سر۔" انہوں نے فوراً کہا ۔

" خبریں مجھ تک پہنچ چکی ہیں ... تمہارا کیا خیال ہے ۔"

" ان سب کو قتل کیا گیا ہے ۔"

" میرا خیال بھی یہی تھا ... کیس کو خراب کر دیا گیا ہے تاکہ میں بے گناہ ثابت نہ ہو سکوں ۔"

" اور آپ کے ساتھی بھی ۔" انہوں نے مسکرا کر کہا ۔

" ہاں جمشید لیکن اب تمہارا کام ہے ان لوگوں کو گرفتار کرو۔"

" ان سے پہلے یہ لوگ ایک قتل اور کر چکے ہیں۔"

" کیا مطلب ... اور کسے !" صدر صاحب نے پوچھا۔

" آچاری ملز کے مالک سیٹھ اکمل آچاری کو ... اسی کی ملز کے منیجر اور اکاؤنٹنٹ نے تو الزام لگایا ہے ... یہ کہ یہ ہر سال ہر سیزن پر آپ لوگوں کو تحفہ دیا جاتا ہے ... جسے اب رشوت کہا جا رہا ہے ۔"

" ہوں... جمشید کیا تم ان لوگوں کے قاتلوں کو گرفتار کر لو گے۔"

" کیوں نہیں سر ... ضرور ... ہم دن رات ایک کر دیں گے ... آپ فکر نہ کریں ۔"

"بس ٹھیک ہے ... تم یہ بات ذہن میں رکھ کر کام کرنا کہ یہ صرف

Scanned and Uploaded By M N

اور صرف میرے خلاف سازش ہے اور اس سازش کی تیاریاں پہلے ہی کر لی گئی تھیں۔"

"اس میں تو کوئی شک ہی نہیں سر ... ہمیں ایک چیز لاش کے پاس سے ملی ہے، اور اس سے پہلے وہ چیز سیٹھ اکمل آچاری کی لاش کے پاس سے مل چکی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"بلکہ اس سے پہلے وہی چیز ہمیں بذریعہ ڈاک مل چکی ہے۔"

"کیا کہا ... جمشید ... کیا وہ چیز تمہارے پاس موجود ہے۔"

"جی ہاں سر۔"

"بس تو پھر پہلے میرے پاس آجاؤ۔" ان کی آواز میں کپکپی تھی۔

"جی بہتر! ہم ابھی آرہے ہیں۔" انہوں نے کہا۔

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑے۔

"صدر محترم اس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ ... اس کا مطلب ہے اب ہمیں وہاں جانا پڑے گا ... ویسے ابھی تک ہم نے یہ بات معلوم نہیں کی کہ نو کے نو مقتولوں کے پاس سے یہ تکیہ ملی ہے یا صرف ہمارے والے مقتول سے۔"

"یہ بات تو اکرام اور خفیہ فورس کا انچارج بتا دیں گے کیونکہ انہوں نے ان گھروں کی باقاعدہ نگرانی کی ہے۔"

"تو پھر جمشید ... تم ان سے پوچھ لو۔"

انہوں نے اسی وقت اکرام کو اور نمبر ایک کو فون کیے ... پھر فون بند کر کے ان کی طرف مڑے:

"ان سب کے پاس سے ایک ایک تکیہ ملی ہے۔"

"اوہ!" سب کے منہ سے نکلا۔

○

جونہی وہ صدر صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے ... ان کی میز پر رکھی تکیہ کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے ...

گویا ان سے پہلے ہی تکیہ یہاں بھی پہنچ گئی تھی:

"لگتا ہے، یہ تکیہ ضرور کوئی طوفان لائے گی۔"

"تو یہی چیز ملی ہے تمہیں۔" صدر بولے۔

"جی ہاں۔"

"اور پروفیسر صاحب کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں۔"

"یہی کہ اس کے ذریعے ہماری بات کہیں اور سنی جا رہی ہے۔"

"اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"لیکن یہ بات ابھی یقینی نہیں ... ابھی انکل نے صرف خیال ظاہر کیا ہے ... مزید کام اس تکیہ پر تجربہ گاہ میں کریں گے۔"

"اوہ اچھا ... اگر یہ خیال درست ہے ... تو پھر ان تکیوں کو کہیں

Scanned and Uploaded By M N

دور رکھ دینا چاہیے۔"

"جی ہاں... ایسا تو کرنا ہوگا۔"

انہوں نے بٹن دبایا تو فوراً ہی ایک ملازم اندر آ گیا:

"یس سر۔" اس نے کہا:

"ان ٹکیوں کو کسی ایسی جگہ رکھ دیں... جہاں سے انہیں کوئی لے جا نہ سکے... اور ہماری گفتگو ان تک نہ پہنچ سکے۔"

"جی بہتر!" اس نے کہا اور ٹکیوں کو لے کر چلا گیا۔

"اب کہو جمشید۔"

"سر ان نو افراد کے قتل نے معاملے کو بہت الجھا دیا ہے... اب آپ کے لیے اپنی بے گناہی ثابت کرنا مشکل ہوگیا ہے لیکن بہرحال عدالت بھی آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں دے سکے گی، اب فیصلہ ان نو افراد کے قتل کی تحقیقات کے بعد ہی ہو سکے گا... ان کے قاتل کو گرفتار کرنا ہوگا ورنہ یہ راز راز ہی رہ جائے گا اور آپ پر اٹھنے والی انگلیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جائے گی۔"

"مجھے اپنی فکر نہیں جمشید۔" صدر صاحب کی پرسکون آواز ابھری۔

"تب پھر سر۔"

"میں چاہتا ہوں... دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، اس کیس میں جو شخص بھی مجرم ہے وہ پکڑا جائے... اگر یہ میرے خلاف سازش ہے تو سازش کرنے والے پکڑے جائیں اور اگر میں نے کچھ

لوگوں کے خلاف کوئی سازش کی ہے تو میں پکڑا جاؤں۔"

"فی الحال تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ آپ کے خلاف سازش ہے کیونکہ اس کی زد میں آپ اور آپ کے قریبی ساتھی آ رہے ہیں۔"

"اللہ مالک ہے۔" انہوں نے فوراً کہا۔

اب ہمیں اجازت دیں سر۔"

"ٹھیک ہے جمشید۔"

اور پھر وہ وہاں سے چلے آئے... آتے ہوئے انہوں نے وہ ٹکیاں لے لی تھیں۔ ایوان صدر سے سیدھے تجربہ گاہ میں آئے... پروفیسر ان ٹکیوں کو تجربہ گاہ لے گئے اور یہ لوگ ان کے ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے:

"سازش کا جال بہت سوچ سمجھ کر بنایا گیا ہے۔" فاروق نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"سازش کے جال سوچ سمجھ کر ہی بنائے جاتے ہیں... سوچے سمجھے بغیر تو بنے جا ہی نہیں سکتے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"بالکل ٹھیک۔" محمود نے اس کی تائید کی اور فاروق کا منہ بن گیا۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس کیس کا سرا مقتول سیٹھ اکمل آچاری سے ہی ملے گا کیونکہ یہ کیس شروع بھی تو انہی سے ہوا ہے۔" محمود کی آواز گونجی۔

"بلکہ تمیز الدین خان تمیز سے شروع ہوا ہے۔" فاروق چونکا۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"اس میں عجیب ترین بات یہ ہے کہ لفافے پر تمیز الدین خان کا نام لکھا ہے یعنی بھیجنے والے کی جگہ جب کہ انہوں نے وہ تکیہ ہمیں ہرگز نہیں بھیجی تھی ... آخر مجرم کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" فرزانہ کہتی چلی گئی۔

"یہ تمام کا تمام معاملہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مجرم الجھاووں میں مبتلا کر کے اپنا کام نکالنا چاہتا ہے یا پھر کچھ لوگوں نہیں مل بیٹھ کر صدر صاحب کے خلاف سازش تیار کی ہے اور وہ اس طرح انہیں صدارت سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہوں ... نظر یہی آرہا ہے۔"

اسی وقت تجربہ گاہ کا دروازہ کھلا اور پروفیسر داؤد آتے نظر آئے۔ ان کے چہرے پر کوئی عجیب سی بات تھی:

"لگتا ہے ... آپ کو کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے۔"

"شاید یہی بات ہے۔" انہوں نے پرجوش انداز میں کہا۔

"لیکن شاید کیوں اور یقیناً کیوں نہیں۔" فاروق نے پوچھا اور وہ مسکرا دیئے۔

"کچھ تم بھی عقل سے گھوڑے دوڑا لیا کرو۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"بے چارے کے پاس ہوں تو دوڑائے نا۔" محمود بولا۔

"کک ... کیا دوڑائے؟" پروفیسر بے دھیانی کے عالم میں بولے۔

"جی ... عقل کے گھوڑے۔"

"اوہ اچھا عقل کے گھوڑے ... ہائیں کیا کہا تم نے۔" وہ چونکے۔

"انکل پہلے آپ اس تکیہ کے بارے میں بتائیں ... یہ باتیں تو پھر بھی ہوتی رہیں گی۔"

"تکیاں ... کون سی تکیاں۔" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"حد ہوگئی یعنی کہ آپ پوچھ رہے ہیں ... تکیاں ... کون سی تکیاں ... یہ کیا بات ہوئی ... آپ انہی کے بارے میں تو معلوم کرنے گئے تھے۔"

"اوہو اچھا ... میں ان تکیوں کے بارے میں جاننے کیلئے گیا تھا۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں ... کیا ہو گیا آپ کو۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔"

"ہاں! الحمدللہ گھبراؤ نہیں ... میں تو مذاق کر رہا تھا۔"

"اللہ کا شکر ہے ... ہم تو گھبرا ہی گئے تھے۔"

"خیر ... اب بتائیں ... ان تکیوں کے بارے میں۔"

"وہ حیرت انگیز ہیں ... میں ان کو کھول نہیں سکا ... اور وہ کھلنے کے قابل ہیں ہی نہیں ... وہ تو یک جان چیز ہیں۔"

"اوہ۔"

"لیکن بہرحال تجربہ گاہ کے آلات کی بعض سوئیوں نے اسے قریب کرنے سے حرکت کی ہے۔"

"اوہ!" وہ حیران رہ گئے۔

Scanned and Uploaded By M N

"ہاں! اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بے جان کھلونا نہیں ہیں... ان میں ضرور کوئی خاص بات ہے لیکن ..."

"لیکن کیا ..."

"یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ... اس کا کوئی دوسرا حصہ بھی ضرور ہوگا ... اگر ہمارے پاس ہوتا تو بہت جلد اصل بات سامنے جاتی۔"

"تب تو پھر ہمارے لیے ایک راستہ نکل آیا ہے۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں جوش تھا۔

"جی ... راستہ ... کیا مطلب؟"

"ہاں! راستہ۔"

"ہم سمجھے نہیں۔" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"ایوانِ صدر میں یہ کس طرح آگئی۔"

"اوہ ہاں واقعی۔"

ان کے چہروں پہ حیرت دوڑ گئی ... پھر انسپکٹر جمشید اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے تیز آواز میں کہا:

"آیئے چلیں۔"

☆☆☆☆☆

پھر وہی

صدر صاحب نے انہیں حیران ہو کر دیکھا ... ادھر وہ نظریں جمائے ہوئے ان کی طرف دیکھ رہے تھے:

"کیا ہوا بھئی ... کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔"

"جی ... نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پر زور انداز میں کہا۔

"تب پھر؟"

"وہ تکیہ آپ تک کیسے پہنچی تھی۔"

"ڈاک سے۔"

"اور لفافے پر بھیجنے والے کا نام کیا لکھا تھا۔"

"میں نے پوچھا نہیں ... لفافے کھولنے والے سے پوچھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ایک بٹن دبایا ... فوراً ہی آواز سنائی دی:

"یس سر۔"

"جس لفافے سے پلاسٹک کی تکیہ نکلی تھی ... اس پر بھیجنے والے کا کیا نام لکھا تھا بھلا۔"

Scanned and Uploaded By M N

"جی ... اس کا نام ... اس کا نام ہے ... تمیز الدین خان تمیز۔"

"کیا !!!" مارے حیرت کے ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ... اور ان کے چہروں پر حیرت دوڑ گئی۔

"پوری سازش پہلے ہی طے کر رکھی ہے۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔ پھر انہوں نے کہا: "مجھے تمیز الدین خان تمیز سے ملنا ہی پڑے گا۔"

"تو کیا آپ اس پر شک کر رہے ہیں۔"

"شک سے بری تو ہم کسی کو سمجھتے ہی نہیں۔"

"اوہ ہاں ... واقعی۔"

"معاف کیجیے گا سر ... ہم یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ تکیہ آپ کو ایوان صدر میں ہی کہیں سے ملی تھی... اس لیے ہم نے سوچا کہ تفتیش کر کے اس آدمی تک پہنچا جا سکتا ہے ... لیکن ایسا نہیں ہے ... تکیہ یہاں بھی ڈاک سے آئی ہے جیسے کہ ہمارے پاس آئی ہے۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"بس تو پھر ہمیں اجازت دیں۔"

وہ رخصت ہو کر باہر آئے...

اس وقت انسپکٹر جمشید نے اکرام کو فون کیا:

"ہاں اکرام! کیا خبر ہے۔"

"سر! سیٹھ اکمل آچاری کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آگئی ہے ... ان کی موت دن میں گیارہ بجے ہوئی تھی ... جب کہ ہم لوگ وہاں شام

کو پہنچے تھے ... یعنی قتل کی اطلاع شام سات بجے ملی تھی ... وہ بھی آپ کے ذریعے ... لیکن قتل دن میں گیارہ بجے ہوا ... اب سوال یہ ہے کہ آٹھ گھنٹے بعد کیوں خبر ملی ... اس وقت تک کسی کو ان کے قتل کے بارے میں کیوں معلوم نہیں ہوا ... دوسری بات سر ... کمرے میں پھیلا ہوا خون بھی ان کا نہیں ہے۔"

"کیا !!!" مارے حیرت کے ان سب کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں سر ... وہ خون ایک بکرے کا ہے ..."

"اکرام ... تم تو بہت زور دار خبریں سنا رہے ہو۔"

"کیا کیا جائے سر ... مجبوری ہے۔" اکرام نے ہنس کر کہا۔

"خیر خیر ... آگے چلو۔"

"جی ہاں ... ان کی کمر میں خنجر لگا تھا لیکن کمرے میں تڑپنے کے کوئی آثار نہیں ... وہاں تو بالکل ایسا لگ رہا تھا جیسے خنجر لگنے کے بعد وہ ہلے بھی نہ ہوں اور ان کی جان نکل گئی ہو لیکن یہ ناممکن ہے۔"

"ہاں ... یہ بات تو ان تینوں نے بھی نوٹ کر لی تھی۔"

"بالکل سر ... اب اور سنیے۔"

"مطلب یہ ہے کہ اور بھی سنانے کو تمہارے پاس کچھ ہے۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"جی ہاں سر ... ان کی موت خنجر لگنے سے ہی ہوئی ہے... لیکن جو خنجر ان کے جسم میں ملا ہے ... موت اس خنجر سے نہیں ہوئی۔"

Scanned and Uploaded By M N

"کیا مطلب؟"

"موت کسی اور خنجر سے ہوئی تھی ... یہ خنجر تو بعد میں اس زخم میں داخل کیا گیا ہے ... یہ بات بھی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہوئی ہے ... کیونکہ زخم اس خنجر کی لمبائی سے کہیں زیادہ گہرا ہے اس لیے یہ خنجر تو اس کی گہرائی تک پہنچ ہی نہیں سکا۔" اکرام کے لہجے میں جوش تھا۔

"حیرت، کمال، اور افسوس نہیں ہے کیونکہ یہ باتیں ہمارے لیے بہت کام کی ہیں۔"

"اب اس کا مطلب یہ ہوا سر کہ اس بے چارے آچاری کی موت کہیں اور واقع ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کوٹھی کے کسی اور کمرے میں یہ واقعہ پیش آیا ہو لیکن قاتل نے یا قاتلوں نے اپنی کسی ضرورت کے تحت یا خود کو بچانے کے لیے وہاں سے لاش کو اس کمرے میں پہنچایا ہے۔"

"لیکن خنجر تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"معاملہ انگلیوں سے نشانات کا ہو سکتا ہے سر ... مطلب یہ کہ قاتل کی انگلیوں کے نشانات پہلے خنجر پر موجود تھے لیکن قاتل کسی اور کو پھنسانا چاہتا تھا تاکہ وہ تو بچ جائے اور کوئی دوسرا پھنس جائے ... اب جو خنجر لاش میں ملا ... اس پر انگلیوں کے بہت واضح نشانات ہیں لہٰذا اس شخص کا پتا چلانا کیا مشکل ہے بھلا ... لیکن وہ قاتل نہیں ہو سکتا ... اور اگر ہے ... تو پھر یہ ساری سازش اسی کی ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے ... اور کوئی خبر ..."

"خبریں تو ختم ہو گئیں سر ... کیا یہ کافی نہیں ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں ... کافی سے بھی زیادہ ہیں ... تم ایسا کرو کہ سیٹھ اکمل آچاری کی کوٹھی آ جاؤ ... ہم وہیں پہنچ رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں تم ہم سے دروازے پر ملو ... اور ہاں ... انگلیوں کے نشانات کے ریکارڈ کی فائل ساتھ لیتے آنا۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"جی اچھا!"

وہ وہاں سے سیدھے سیٹھ اکمل آچاری کی کوٹھی پہنچے ...

اسی وقت اکرام بھی پہنچا تھا۔ دونوں چوکیدار بالکل چوکس کھڑے تھے ... تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے کوٹھی کے اندر باغ میں انتظام کیا گیا تھا ... ایک چوکیدار نے انہیں اندر پہنچا دیا۔

دو نوجوانوں کی نظریں ان پر پڑیں تو وہ ان کی طرف آئے ... پہلے تو ان سے ہاتھ ملائے، پھر ایک نے کہا:

"آپ تو پوچھ گچھ کے لیے آئے ہوں گے جب کہ یہاں ہمارے رشتے دار اور دوست احباب بیٹھے ہیں ... اس لیے ہم آپ کو ڈرائنگ روم میں لے چلتے ہیں۔"

"ہمیں افسوس ہے کہ آپ کو زحمت دے رہے ہیں ... سیٹھ صاحب سے آپ کا کیا تعلق ہے بھلا۔"

"وہ ہمارے سگے بھائی تھے۔" ایک نے کہا۔

"اوہ اچھا ... اپنے نام بھی بتا دیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"جی میں اجمل آچاری ہوں اور یہ ہے تجمل آچاری۔"

"اکمل آچاری صاحب کے کتنے بھائی ہیں۔"

"ہم دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔"

"آپ کے خیال میں ... ان کا قاتل کون ہے۔"

"بھلا ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔" اجمل نے کہا۔

"دیکھیے معاملات بہت الجھے ہوئے ہیں ... کیا اکمل صاحب روزانہ اپنی مل میں جاتے تھے۔"

"جی ہاں! بلا ناغہ۔"

"اور کل بھی گئے تھے۔"

"جی بالکل گئے تھے۔"

"وہ واپس کس وقت آئے تھے۔"

"شام سے پہلے تو آتے نہیں تھے۔" اجمل نے کہا۔

"تو کیا کل وہ جلدی آ گئے تھے۔"

"یہ اس کیس کی عجیب ترین بات ہے۔" اجمل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کیا مطلب؟" انہوں نے چونک کر کہا۔

"کل بھی بھائی جان معمول کے مطابق گئے تھے... لیکن دوپہر کے بعد ہمیں لاش ان کے کمرے میں ملی... ہم اب تک حیرت زدہ ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے ... وہ تو اپنی مل صبح سویرے چلے گئے تھے ... تب

پھر وہ وہاں سے کس وقت واپس آئے ... ان کے واپس آنے کا کسی کو کیوں پتا نہیں چلا ... پھر وہ زندہ... جیتے جاگتے انسان ... بالکل صحت مند انسان لاش میں کیسے تبدیل ہو گئے... ان سوالات کے ہمارے پاس بالکل جوابات نہیں ہیں۔"

"ہم آپ کو بہت آپ کے ہر سوال کا جواب دیں گے۔"

پھر وہ کارام کی طرف مڑے:

اکرام ... گھر کے تمام افراد کے فنگر پرنٹ لے لو۔"

"جی بہتر!" اکرام نے کہا۔

سب سے پہلے ان دونوں کے نشانات لیے گئے ... ان کے سامنے ان کے نام لکھے گئے... ان کے بعد ان کی دونوں بہنیں باری باری آئیں ... انہوں نے بھی نشانات دیئے اور نام بتائے ... ان کے نام رضوانہ اور آصفہ تھے۔

"اور گھر میں کون کون ہیں۔"

"ہماری والدہ ... لیکن وہ اس وقت سکتے میں ہیں۔"

"انگلیوں کے نشانات تو لینے ہوں گے ... یہ میری بیٹی اندر جا کر لے آئے گی۔"

"جی ٹھیک ہے۔" ایک لڑکی نے کہا۔

"جاؤ فرزانہ۔"

"آپ کوئی سوالات نہیں کریں گے ابا جان۔" فرزانہ نے قدرے

Scanned and Uploaded By M N

حیران ہو کر کہا۔

"سوالات کی باری بعد میں ... پہلے نشانات ..."

"جی اچھا ..."

فرزانہ ایک بہن کے ساتھ اندر چلی گئی ... اور نشانات لے کر واپس لوٹ آئی:

"ہاں! کیا دیکھا۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"سکتے میں ہیں ... ان کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر دیکھے تھے۔"

"بہت خوب فرزانہ! مجھے تم سے یہی امید تھی ..."

"جی... کیا مطلب... کیا امید تھی۔"

"یہ کہ یہ آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر دیکھ آئے گی کہ وہ واقعی سکتے کی حالت میں ہیں یا نہیں۔"

"اوہ ... اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

کیونکہ یہ خیال انہیں نہیں آیا تھا اور اگر وہ انگلیوں کے نشانات لینے جاتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے ... اس لحاظ سے فرزانہ ان سے چھوٹی ہونے کے باوجود زیادہ تیز ثابت ہوئی تھی۔

"مان گئے فرزانہ۔" خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"اور میں تو پہلے ہی مانتا ہوں۔" پروفیسر داؤد جلدی سے بولے۔

ادھر محمود، فاروق کے منہ بن گئے ... یہ دیکھ کر فرزانہ مسکرا دی، لیکن فوراً ہی اس کی مسکراہٹ بجھ گئی ...

اسے خیال آ گیا تھا کہ وہ ایک ایسے گھر میں ہیں جس میں ایک دن پہلے قتل کی واردات ہو چکی ہے۔"

"گھر کے پانچ افراد کے نشانات ہم لے چکے ہیں ... ان نشانات کو خنجر پر پائے جانے والے نشانات۔"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... عین اسی لمحے ان کے موبائل کی گھنٹی بجی... انہوں نے دیکھا فون صدر صاحب کا تھا:

"السلام علیکم سر۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"جمشید تم فوراً میرے پاس آجاؤ ... کیس کے سلسلے میں اگر وہاں کام ہو رہا ہے تو باقی لوگ وہاں ٹھہر سکتے ہیں۔"

"جی بہتر سر ... میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا:

"لو بھئی... مجھے تو ایوانِ صدر جانا پڑ گیا ہے... اب یہاں کی تم جانو ... تمہیں کیا کرنا ہے ... میں کچھ نہیں کہوں گا ... البتہ اگر تم لوگ محسوس نہ کرو تو میں خان رحمان کو اپنے ساتھ لے جانا پسند کروں گا۔"

"ٹھیک ہے ... ضرورت ہوئی تو ہم فون پر مشورہ لے لیں گے۔"

"ہاں ضرور ... کیوں نہیں۔"

انسپکٹر جمشید اسی وقت خان رحمان کو ساتھ لیے روانہ ہو گئے۔ اب انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ... پھر فرزانہ نے کہا:

"گھر کے افراد کے نشانات ہم لے چکے ... ہمیں دونوں

Scanned and Uploaded By M N

چوکیداروں کے نشانات بھی لینے چاہییں ... کیا خیال ہے۔"

بہت نیک خیال ہے... یہ تم اتنی نیک کب سے ہو گئی ہو۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"جب سے تم نے یہ بات محسوس کرنی شروع کی ہے۔" وہ مسکرائی۔

"میں انہیں بلا کر لاتا ہوں ... کمرے میں نشانات لینے چاہیں نہ کہ دروازے پر۔" محمود نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

محمود گیا اور ان میں سے ایک کو لے آیا:

"اس جگہ انگلیوں کے نشانات دے دیں ... سیاہی کا پیڈ یہ رہا۔"

"کیا مطلب؟" وہ بہت زور سے اچھلا ... اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

☆☆☆☆☆

نشانات

اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر انہیں بہت حیرت ہوئی ... کیونکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ اس گھر میں قتل کی ایک واردات ہوئی تھی۔ قتل بھی کسی عام آدمی کا نہیں تھا، گھر کے سربراہ کا ہوا تھا ... ان حالات میں سب متعلقہ لوگوں کی انگلیوں کے نشانات لیے جا رہے تھے تو اس میں چونکنے کی کیا بات تھی:

"کیا ہوا! آپ گھبرا گئے ... خیر تو ہے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"ہم تو اس گھر کے چوکیدار ہیں ... آپ ہماری انگلیوں کے نشانات کیوں لے رہے ہیں ... ہمارا اس معاملے سے کیا تعلق ... تعلق ہوگا تو گھرانے کے افراد سے ہوگا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

اس کے بات کرنے کا انداز بہت سنبھلا ہوا تھا ... انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اچھا بھلا پڑھا لکھا ہے۔

"انگلیوں کے نشانات گھر کے ہر فرد کے لیے جائیں گے ... اور آپ بھی گھر کے فرد ہیں۔" محمود نے کہا۔

Scanned and Uploaded By M N

"لیکن ہم لوگ گھر کے اندر نہیں جاتے۔"

"اس وقت یہ سوال نہیں ہے کہ آپ گھر کے اندر جاتے ہیں یا نہیں ... ہم لوگ ہر رخ سے تفتیش کرنے کے عادی ہیں ... اگر آپ کا اس جرم سے کوئی تعلق نہیں ہے تو آپ کو نشانات دینے سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہونی چاہیے۔"

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے ... میں بلا وجہ ہی گھبرا گیا تھا۔"

"شکریہ!!" محمود نے فوراً کہا۔

اس نے انگلیاں پیڈ پر لگائیں اور کاغذ پر نشانات بنا دیئے۔"

"آپ نواب خان یا سہراب خان۔"

"نواب خان۔"

"آپ دونوں بھائی تو نہیں ہیں۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ... آپ کا اندازہ درست ہے ... ہم دونوں سگے بھائی ہیں۔"

"آپ اس گھر میں کب سے ملازم ہیں۔"

"تین سال تو ہو ہی گئے ہوں گے۔"

"بہت خوب! اور آپ پہلے کیا کرتے ہیں۔"

"جو کام ملتا کر لیتے تھے ... یہ ملازمت ملنے کے بعد سکون ملا ... اس کے بعد کوئی اور ملازمت نہیں کی۔"

"اب آپ اپنے بھائی کو بھیج دیں۔"

"میں نے نشانات دے تو دیئے ہیں ... اب اس کے نشانات لینے

کی کیا ضرورت؟" اس نے منہ بنایا۔

"سب کے نشانات لیے جائیں گے جناب۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور باہر چلا گیا۔

جلد ہی اس کا بھائی بھی آ گیا۔ اس نے بھی نشانات دے دیئے پھر بولا: "میں! اب جاؤں۔"

"ہاں جاؤ۔" انہوں نے کہا۔

"اب ان نشانات کا جائزہ لینا ہوگا۔"

"انکل اکرام ... آپ نشانات کی فائل ساتھ لائے ہیں نا۔"

اکرام کا رنگ فق ہو گیا ... ماتھے پر ہاتھ مار کر بولا:

"ارے وہ ... نکال کر میز پر رکھ لی تھی ... چلتے وقت اٹھانا بھول گیا ... ابھی پندرہ منٹ میں لے آتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔

واپس آ کر اکرام نے جیپ سے اتر کر گھنٹی کا بٹن دبا دیا ... اسے قدرے حیرت سی محسوس ہو رہی تھی ... ایک منٹ گزر گیا ... لیکن کوئی باہر نہ آیا ... اس نے پھر گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔

اندر محمود، فاروق اور فرزانہ نے گھنٹی کی آواز سنی تو وہ چونک اٹھے:

"یہ کیا ... دروازے پر تو چوکیدار موجود رہتے ہیں۔"

"اندر کسی کام سے آئے ہوں گے ... گھنٹی بجانے کا انداز تو بالکل انکل اکرام کا ہے ... جاؤ فاروق دروازہ کھول دو۔"

"تمہیں کیا ہے ... تم کیوں نہیں کھول آتے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"ہے کوئی تک ... دونوں ٹھہرو ... میں جاتی ہوں۔"

فرزانہ نے پاؤں پٹخے اور باہر کی طرف چلی ... کمرے کے دروازے پر آکر اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا:

"اب مڑ کر کیا دیکھ رہی ہو۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"خیال تھا کہ مجھے باہر جاتے دیکھ کر کہو گے ... بس رہنے دو ... میں چلا جاتا ہوں لیکن تم ٹس سے مس نہیں ہوئے۔"

"جتنی دیر رک کر یہ بات کہی اتنی دیر میں تم باہر بھی ہو آتیں۔" فاروق مسکرایا۔

"توبہ ہے تم سے ... لو میں جاتا ہوں۔" پروفیسر داؤد جھلا اٹھے۔

"نن ... نہیں انکل ... آپ نہیں ... میں جاتا ہوں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"بس رہنے دو۔" فرزانہ اور تیزی سے باہر کی طرف چلی گئی۔

واپس آئی تو اکرام ساتھ تھا:

"معاف کیجیے گا انکل آپ کو دروازے پر رکنا پڑا ... لیکن چوکیدار کہاں چلے گئے۔"

"آخر گھر میں قتل کی واردات ہوئی ہے ... لوگ آجا رہے ہیں ... اندر کہیں مصروف ہوں گے۔" اکرام نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"رجسٹر لے آیا ہوں ... ابھی چیک ہو جاتے ہیں نشانات ..."

انہوں نے نشانات اکرام کی طرف بڑھا دیے ... اب اکرام اپنے کام میں مصروف ہو گیا ... وہ اس کی طرف دیکھتے رہے ... نہ جانے کیا بات تھی، انہیں بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی ...

آخر اکرام کی آواز ابھری: "اُف یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"ہائیں تو آپ کو کچھ نظر آگیا ... وہ مارا پھر تو۔"

"ہاں یہی بات ہے ... دونوں چوکیداروں کی انگلیوں کے نشانات ریکارڈ میں موجود ہیں ... یہ دونوں پرانے جرائم پیشہ ہیں۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے چیخنے کے انداز میں نکلا۔

"ارے باپ رے ... اور وہ دونوں دروازے پر نہیں ہیں ... اور جب ہم نے ان سے نشانات مانگے تھے ... تو وہ چونک گئے تھے۔

اب تو انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی ... انہیں اس طرح دوڑتے دیکھ کر اجمل اور تجمل ان کی طرف دوڑ پڑے ...

وہ گھبرا گئے تھے، نہ جانے انہیں کیا ہو گیا ہے۔"

"کیا ہوا ... خیر تو ہے۔"

"آپ کے دونوں چوکیدار کہاں ہیں۔"

"یہیں ہوں گے ... وہ کہاں جائیں گے ... یہیں رہتے ہیں۔"

"وہ اس وقت دروازے پر نہیں ہیں۔"

"کسی کام سے اپنے کوارٹر میں گئے ہوں گے۔"

"آیئے ہمارے ساتھ ... جلدی کریں ... کس طرف ہے کوارٹر۔"

Scanned and Uploaded By M N

محمود نے گھبرا کر کہا۔

پھر انہوں نے کوارٹر کی طرف دوڑ لگا دی اور پھر اس کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ دھک سے رہ گئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور وہ دونوں اس میں نہیں تھے:

"لگتا ہے وہ گئے ہاتھ سے ... ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔" محمود نے افسوس ناک لہجے میں کہا۔

"غلطی ... کیسی غلطی؟"

"ہم نے ان میں سے ایک کو اندر بلایا تھا ... جب میں نے اس سے کہا کہ انگلیوں کے نشانات دے دیں تو وہ زور سے چونکا تھا ... ہمیں اسی وقت ہوشیار ہو جانا چاہیے تھا لیکن ہم سے چوک ہو گئی ... ہم ہوشیار نہیں ہوئے ... دونوں کی انگلیوں کے نشانات لینے کے بعد انہیں جانا دیا حالانکہ نشانات کے ذکر پر انہیں چونکنے کی ضرورت نہیں تھی اور اگر وہ چونکے تھے تو معاملہ گڑبڑ تھا ... بس یہ بھانپنے میں ہم سے چوک ہو گئی۔"

"یعنی ان کا اس قتل سے کوئی تعلق ہے۔" اکرام بڑبڑایا۔

"یہ تو معلوم نہیں لیکن اس بات کا ضرور یقین ہو گیا ہے کہ وہ چھپے ہوئے جرائم پیشہ ہیں ... ورنہ نشانات دینے پر اس طرح نہ چونکتے۔"

"ہوں ... واقعی ... افسوس!"

انہوں نے پوری کوٹھی میں انہیں تلاش کیا ... اجمل اور تجمل نے بھی اس سلسلے میں ان کی مدد کی ... کوٹھی سے باہر آس پاس بھی انہیں دیکھا ...

لیکن ان کا کہیں نام و نشان تک نظر نہ آیا ... اس کا مطلب تھا کہ انگلیوں کے نشانات دینے کے فوراً بعد انہوں نے وہاں سے نکلنے کی ٹھانی تھی ... وہ سمجھ گئے تھے کہ جونہی نشانات چیک کیے گئے، انہیں گرفتار کر لیا جائے گا کیونکہ گھر میں قتل کی واردات ہو چکی ہے اور ان کا تعلق جرائم سے ثابت ہوتے ہی پہلا شک ان پر جائے گا ... ان کے فرار کا مطلب یہ بھی تھا کہ ان کا تعلق اس جرم سے تھا ... اگر نہیں تھا تو بھی سب سے زیادہ شک کیا جاتا تھا۔"

"یہ بڑا ہوا ہے۔" اکرام نے بڑا سا منہ بنایا۔

"لیکن انکل ... ایسا ہی ہونا تھا ..." محمود نے فوراً کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے ... خیر اللہ مالک ہے ... آپ کے ریکارڈ میں ان کے بارے میں کیا کچھ ہے؟"

"آؤ ... بیٹھ کر دیکھتے ہیں ... رجسٹر میں دیکھ کر ہی بتا سکوں گا۔"

"چلیے۔"

وہ ڈرائنگ روم میں آ گئے ... اکرام نے ان نشانات کو چیک کرنا شروع کیا ... پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا:

"ان کے نام راجہ کالی اور سفید گھوڑا ہے ... دونوں بھائی ہیں ... ماہر چور ہیں ... بے شمار وارداتیں کر چکے ہیں ... کئی بار پکڑے بھی گئے ... اور سزا پوری ہونے پر پھر وارداتیں شروع کر دیں ... تین سال سے بہرحال ان کی کوئی واردات سامنے نہیں آئی ... اور اس کا مطلب یہ ہے

Scanned and Uploaded By M N

کہ تین سال پہلے جب یہ دونوں رہا ہوئے تھے تو انہوں نے سیٹھ اکمل آچاری کی طرف سے دیے گئے اشتہار کو پڑھ کر فیصلہ کیا تھا کہ یہاں ملازمت کر لیتے ہیں ... گویا لمبا اور آرام دہ ہاتھ مارنے کے چکر میں تھے ... اب یہ معلوم نہیں کہ اس واردات میں ان کا ہاتھ ہے یا نہیں۔''

''یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر بغیر کسی کی تصدیق کے سیٹھ اکمل مرحوم نے انہیں ملازم کس طرح رکھ لیا۔''

''اس کا جواب میرے پاس ہے۔'' ان کے بیٹے اجمل نے کہا۔

''بتائیے۔'' وہ اس کی طرف مڑے۔

''ابا جان جب بھی کسی کو ملازم رکھتے تھے ... تو اس سے کوئی گارنٹی ضرور لیتے تھے ... یعنی کوئی ذمے دار شخص اس کی ضمانت دیتا تھا ... تب ملازم رکھتے تھے ... انہوں نے ملازمین کے رجسٹر میں ضرور لکھا ہوگا کہ ان کی سفارش کس نے کی تھی۔''

''بہت خوب! وہ رجسٹر کہاں ہوتا ہے۔''

''مل میں ... ان کے دفتر میں۔''

''لیکن ... ملازم تو گھر کے لیے رکھے گئے تھے۔''

''جی ہاں لیکن ان کا انٹرویو بھی انہوں نے وہیں لیا ہوگا ... یہ سب کام وہ وہیں کرتے تھے۔''

''اچھی بات ہے ... آپ وہ رجسٹر یہاں منگوا لیں ...''

''ضرور کیوں نہیں۔''

اجمل آچاری نے اسی وقت فون پر نمبر ملایا اور بولے:

''ہیلو خاور جلیس صاحب۔''

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ محمود نے ان کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ لیا اور فوری طور پر اسے آف کر دیا:

''یہ کیا کیا آپ نے ... آپ نے ہی تو کہا تھا کہ رجسٹر منگا لیں۔''

''لیکن رجسٹر خاور جلیس یا جاوید ریاضی کے ذریعے نہیں منگوایا جائے گا ... آپ تو جانتے ہی ہیں انہوں نے ہمارے ملک کے صدر اور چند نیک نام لوگوں پر رشوت کا الزام لگایا ہے۔''

''لیکن بھئی ... وہ اور معاملہ ہے۔''

''ہوگا ... ہم رجسٹر ان کے ذریعے نہیں منگائیں گے ... ہم خود وہاں چلتے ہیں ... آپ ہمارے ساتھ چلیں۔''

''ویسے مل تو بند ہے ... خاور جلیس کو بھی گھر سے لینا پڑے گا ... اور میں آپ کو ان کے گھر پہنچا کر گھر لوٹ آؤں گا ...۔''

''کوئی پروا نہیں ... ہم یہاں سے ان کے گھر جائیں گے ... انہیں ساتھ لے کر مل جائیں گے اور وہاں سے رجسٹر نکلوائیں گے۔''

''بہت بہتر ... چلیے پھر۔''

وہ اسی وقت خان رحمان کی کار میں روانہ ہوئے ... خاور جلیس کا گھر کافی فاصلے پر تھا ... انہوں نے دیکھا ... وہ ایک عالی شان کوٹھی تھی ... ظاہر ہے وہ مل کا منیجر تھا اور تنخواہ معقول ہوگی ... گھنٹی کے جواب

Scanned and Uploaded By M N

میں ایک ملازم باہر آیا:

"خاور جلیس صاحب سے ملنا ہے ... ہمارا تعلق پولیس سے ہے۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور اندر چلا گیا۔

اس دوران اجمل آچاری رخصت ہو چکا تھا ...

ادھر جلد ہی ملازم کی واپسی ہوئی:

"آیئے ... ڈرائنگ روم میں بیٹھیے ... وہ ابھی آتے ہیں۔"

"ان سے کہہ دیں کہ ہم جلدی میں ہیں ... معاملہ نازک ہے۔"

"جی میں کہہ دیتا ہوں۔" ملازم چلا گیا ... آخر خاور جلیس اندر داخل ہوا ... انہیں حیران ہو کر دیکھا ... ساتھ ہی اس کا منہ بنایا گیا:

"فرمایئے ... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"سیٹھ اکمل آچاری جب کسی کو ملازم رکھتے تھے تو رجسٹر میں اس کا اندراج کرتے تھے۔ اس رجسٹر میں یہ بھی لکھتے تھے کہ اس شخص کی ضمانت کس نے دی ہے یا سفارش کس نے کی ہے۔"

"جی ہاں! یہ بات درست ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"ہمیں اس رجسٹر کی ضرورت ہے ... سیٹھ صاحب کی وفات کی وجہ سے مل چونکہ بند ہے، اس لیے آپ کو ہمارے ساتھ چل کر وہ رجسٹر دینا ہوگا۔"

"اس کی ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ... پرسوں مل کھل جائے گی ... آپ لے لیجیے گا آ کر۔"

"جی نہیں ... معاملہ سیٹھ صاحب کے قتل کا ہے ... اور ہم ان کے قاتل کی تلاش میں ہیں ... اس لیے آپ اسی وقت چل کر رجسٹر دیں۔" محمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"اور اگر میں اس وقت نہ جاؤں۔"

"تو پھر یہاں باقاعدہ پولیس آئے گی ... وہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائے گی اور رجسٹر حاصل کرے گی۔"

"یہ اچھی زبردستی ہے۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"ہوگی ... ہمیں تو اپنے کام سے غرض ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا ... پھر اس نے کہا:

"اچھی بات ہے ... میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں ... میں کپڑے تبدیل کر لوں۔"

"جی نہیں ..." فرزانہ نے زور دار انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"کیا کہا آپ نے نہیں ... میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔" اس نے فرزانہ کو گھورا۔

"آپ کپڑے رہنے دیں ... اچھے بھلے ہیں ... اسی طرح ہمارے ساتھ چلیں۔"

"آپ یہ کیوں چاہتی ہیں ..."

"ہو سکتا ہے ... آپ اندر جا کر کسی کو فون کر دیں ... اپنے اکاؤنٹنٹ کو فون کر دیں کہ آپ کپڑے تبدیل کرنے میں کچھ وقت لگا

Scanned and Uploaded By M N

دیں گے ... آپ جا کر وہاں سے رجسٹر غائب کر دیں۔"

"اوہ آپ ایسا سوچ رہے ہیں۔" اس نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"تب پھر ایسا کرتے ہیں... اسی وقت نکل چلتے ہیں... آپ میں سے کوئی تیز رفتاری سے کار چلانا جانتا ہے۔"

"سبھی جانتے ہیں، یہ کیوں پوچھا آپ نے۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"راستہ میں بتاؤں گا ... فی الحال تو آپ جلد از جلد مل تک پہنچنے کی کوشش کریں ... آیئے... جلدی کریں۔"

وہ اسی وقت باہر آئے ... محمود نے گاڑی چلانا شروع کی ... اور رفتار بڑھاتا چلا گیا... اگرچہ وہ بہت تیز چلا رہا تھا لیکن ان میں سے کسی کو ڈر نہیں لگ رہا تھا ... وہ کوئی گھبراہٹ محسوس نہیں کر رہے تھے ... آخر وہ مل کے دروازے پر پہنچ گئے:

"دیکھ لیں ... تالا لگا ہوا ہے نا۔" خاور جلیس نے فوراً کہا۔

"نظر تو آ رہا ہے۔"

"جتنی دیر میں ہم پہنچے ... کوئی اور تو نہیں پہنچ سکتا تھا یہاں۔"

"یہ تو ہمیں پتا نہیں... کیونکہ بات تو فاصلے کی ہے۔"

"میرے ساتھی جاوید ریاضی کا گھر یہاں سے زیادہ دور ہے میرے گھر کی نسبت ... یہاں سے واپسی پر اس کا گھر بھی دیکھ لیجیے گا۔"

"اچھی بات ہے ... تو اس لیے آپ تیز ترین رفتار سے یہاں آنا چاہتے تھے۔"

"جی ہاں! ورنہ آپ مجھ پر بھی شک کرتے رہتے۔"

"وہ تو ہم اب بھی کر رہے ہیں۔"

"کرتے رہیں میری بلا سے... میں نے تیز ترین رفتار سے یہاں آ کر یہ بات ثابت کر دی کہ ہم سے پہلے یہاں کوئی نہیں آیا اور میں فون پر کسی کو پیغام نہیں دے سکا، جب کہ میں وہیں سے آپ کے ساتھ روانہ ہوا ہوں۔"

"ہاں! یہ بات آپ کی درست ہے۔"

"اب آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں نے پہلے ہی کسی کو یہاں بھیج کر رجسٹر غائب کر دیا ہے۔"

"ٹھیک ہے ... ہم یہ نہیں کہیں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"بہت خوب! آیئے! اندر چلتے ہیں۔"

مل کے دروازے پر مسلح پہرے دار موجود تھے اور دروازے پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا ... خاور جلیس کو دیکھتے ہی انہوں نے اسے سلام کیا ... اس نے سر ہلا کر پرغرور انداز میں سلام کا جواب دیا ... اس نے ایک بڑی سی چابی ان میں سے ایک کو دیتے ہوئے کہا: "کھولو۔"

اس نے تالا کھول دیا ... دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"آیئے۔" وہ بولا۔

اب سب اندر کی طرف چلے ... یہاں تک کہ وہ انہیں ایک دفتر میں لے آیا۔ دفتر میں تمام چیزیں شان دار تھیں اور قیمتی بھی:

Scanned and Uploaded By M N

"یہ ہے وہ سیف جس میں رجسٹر ہوتا ہے۔"

"یہ دفتر آپ کا ہے؟" محمود نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"نہیں ... یہ مرحوم سیٹھ صاحب کا دفتر ہے۔"

"اوہ اچھا ... اور وہ رجسٹر اس سیف میں رکھتے تھے۔"

"جی ہاں!"

"ابھی آپ الماری کو نہ کھولیں۔" فرزانہ بول پڑی۔

"کیوں... اب کیا ہو گیا۔" اس نے فرزانہ کو گھورا۔

"اپنے اکاؤنٹنٹ کو فون کریں ... ان سے کہیں یہاں آ جائیں۔"

"اس کی یہاں کیا ضرورت ہے ... میں جو آ گیا ہوں۔"

"نہیں! آپ انہیں فون کریں کہ وہ یہاں آ جائیں۔" فرزانہ کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"عجیب ہیں آپ لوگ ... کم از کم میری سمجھ میں تو آئے نہیں۔"

"اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں... بات آپ کی سمجھ کی ہے۔"

"خیر خیر ... مجھے کوئی پروا نہیں... یہ لیجیے میں آپ کے سامنے فون کر رہا ہوں۔"

"شکریہ!"

اس نے نمبر ملایا ... انہیں اسکرین پر لکھا نام دکھایا ... وہ واقعی جاوید ریاضی کا نام تھا۔ سلسلہ ملتے ہی اس نے کہا:

"جاوید ریاضی صاحب!... آپ ذرا مل آ جائیں۔"

"مل تو آج بند ہے ... اگر ہم نے کھولی تو لوگ کیا کہیں گے۔"

"لوگ کچھ نہیں کہیں گے ... قانون کے محافظ ہمارے ساتھ ہیں ... آپ بس آ جائیں اور جلدی آ جائیں۔"

"اوہ سمجھا... قتل کی تفتیش ہو رہی ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"میں پہنچ رہا ہوں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ اب محمود نے اس سے کہا:

"جی ہاں! اب کھولیں سیف ... اور نکال لیں وہ رجسٹر"

"اچھی بات ہے ... پتا نہیں آپ کے ذہن میں کیا ہے۔"

"آپ اس بات کو چھوڑیں۔"

اس نے سیف کا دروازہ کھول دیا ... پھر فائل نکالنے کے لیے اس میں ہاتھ ڈالا ... فوراً ہی اس کے منہ سے نکلا۔

"ارے باپ رے ... یہ ... یہ کیا؟"

وہ بری طرح اچھلے ...

اور پھر مارے حیرت کے ان کی آنکھیں پھیل گئیں:

☆☆☆☆☆

Scanned and Uploaded By M N

رجسٹر

سیف کے خانے میں کوئی فائل نہیں تھی ... بلکہ اس میں اور بھی کوئی چیز نہیں تھی :

"تو فائل غائب ہے ..." فرزانہ نے اسے گھورا ۔

"ہاں!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا ۔

"کیا یہ بات حیران کن ہے۔" محمود کی آواز سنائی دی ۔

"اس سارے معاملے میں حیران کن بات کون سی نہیں ہے بھلا۔" خاور جلیس نے گہرے طنزیہ انداز میں کہا ۔

"آپ بھول تو نہیں رہے۔" پروفیسر داؤد نے اچانک پوچھا ۔

"کیا مطلب میں کیا بھول گیا ۔"

"سیٹھ صاحب فائل اس خانے میں نہ رکھتے ہوں بلکہ کسی اور میں رکھتے ہوں۔"

"جی نہیں ...وہ فائل اسی میں رکھتے تھے ۔" خاور جلیس بھنا اٹھا۔

"اوہ ... اچھا ۔" پروفیسر داؤد کندھے اچکا کر رہ گئے ۔

"تب تو پھر ... ہمیں ۔" فرزانہ کہتی کہتی رک گئی ۔

"ہاں ہاں... کہیے... تب تو پھر ہمیں کیا ؟"

"تب تو پھر ہمیں... جاوید ریاضی کا انتظار کرنا ہوگا ۔"

"آخر آپ ان سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں ۔"

"ان کے آنے پر آپ کو پتا چل ہی جائے گا ۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی ۔" اس نے کندھے اچکا دیے ۔

آخر بھاری قدموں کی آواز سنائی دی :

"مسٹر خاور جلیس ... آپ میرے ساتھ آئیں ... جلدی ۔" فرزانہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا ۔

"کیا مطلب ؟"

"سیٹھ صاحب کے آرام کرنے والے کمرے میں چلیں۔"

"آپ لوگ کر کیا رہے ہیں ۔" اس نے بوکھلا کر کہا ۔

"اوہو آپ آئیں بھی تو ...بتاتے ہیں ہم ابھی آپ کو ۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا ۔

وہ اندر داخل ہو گیا ... ساتھ ہی فرزانہ نے فاروق کو اشارہ کیا... وہ اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا اور فرزانہ نے ادھر سے دروازہ کھٹ سے بند کر دیا۔ فاروق نے اندر جاتے ہی خاور جلیس سے کہا :

"آپ بالکل خاموش رہیے گا ورنہ آپ کو نقصان ہوگا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے پستول نکال لیا ۔

Scanned and Uploaded By M N

"کیا ... کک ... کیا مطلب؟" اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔ آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

"ہم لوگ سیٹھ اکمل آچاری کے قتل کی تفتیش کر رہے ہیں ... اس معاملے کا تعلق ملک کے صدر تک جا پہنچا ہے ... ہمیں ہر حال میں قاتل کو گرفتار کرنا ہے اور جلد از جلد کرنا ہے ورنہ ملک کے صدر تک اس کیس میں بالکل پھنس جائیں گے ... اس لیے ..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔

"اس لیے کیا ؟؟" خاور جلیس نے نفرت زدہ انداز میں کہا ... اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں، یوں لگتا تھا اس کا بس نہیں چل رہا ورنہ وہ فاروق کو کچا چبا جاتا۔

"اس لیے ..." فاروق مسکرایا ... آگے کچھ نہ بولا۔

"اس لیے کیا ... آپ آگے بات کیوں نہیں کرتے۔"

"اوہ ہاں آگے ... آگے کی بات یہ ہے کہ ہم آپ کو یہاں لے کر آئے تھے تاکہ اس رجسٹر کو دیکھ سکیں جس میں سیٹھ اکمل آچاری صاحب ملازمین کے نام پتے لکھتے تھے اور یہ بھی درج کرتے تھے کہ اس شخص کی ضمانت کس نے دی ہے یا سفارش کس نے کی ہے۔"

"ہاں تو پھر ... ہم یہاں وہی رجسٹر دیکھنے کے لیے آئے تھے لیکن وہ اس سے پہلے ہی یہاں سے اڑا لیا گیا ہے۔"

"مل آپ کی ہے، آپ ہی بتائیں رجسٹر کس نے غائب کیا ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم ... میں آپ کے ساتھ یہاں آیا ہوں ... آپ کے سامنے تالا کھولا گیا ہے اور آپ کے سامنے اس سیف کو کھولا ہے۔"

"سیف کی چابی بھی تو آپ کے پاس تھی ... پھر سیف کس نے کھول لیا۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"کیونکہ جب ہم آئے ہیں تو سیف بند تھا اور آپ نے ہی اسے کھولا تھا ... اس کا مطلب ہے آپ پہلے ہی رجسٹر غائب کر چکے ہیں۔"

"اور مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی ... ذرا یہ بھی بتا دیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔" فاروق بھرپور انداز میں مسکرایا ... "ضرورت یہ تھی کہ اس رجسٹر میں درج تھا کہ ان چوکیداروں کی سفارش کس نے کی تھی ... کیونکہ وہ دونوں غائب ہیں ... اور ان کے غائب ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان کا تعلق اس واردات سے ہے، ورنہ وہ کیوں غائب ہو جاتے ... جب ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کی سفارش کس نے کی تھی تو ظاہر ہے ہم اسے پکڑ لیں گے ... اب جس نے وہ رجسٹر غائب کیا ہے ... اسی نے اس کی سفارش کی تھی ... کیا سمجھے!"

"تب پھر پہلے آپ رجسٹر برآمد کر لیں۔" اس نے جل کر کہا۔

"اسی لیے تو یہاں آئے ہیں۔"

"تب پھر مجھے اس کمرے میں کیوں لے آئے اور مجھ پر پستول کیوں تانا ... ویسے اس طرح پستول تاننا غیر قانونی حرکت ہے ... میں

Scanned and Uploaded By M N

اپنے وکیل سے بات کروں گا اور آپ پر مقدمہ کروں گا۔"

"آپ کو ایسا کرنے کی اجازت ہے..."

"آپ دروازہ کھول لیجے... جاوید ریاضی صاحب بھی آ چکے ہوں گے اور میرے بارے میں پریشان ہو رہے ہوں گے۔"

"نہیں... میرے ساتھیوں نے بتا دیا ہوگا کہ آپ اندر ہیں... ایک ضروری کام کے سلسلے میں۔"

"آخر مجھے یہاں لا کر بند کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اس کی ایک خاص وجہ ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ایک تو آپ کے مسکرانے کا انداز بہت غصہ دلانے والا ہے۔"

"اچھی بات ہے... اگر آپ کو میرے مسکرانے کا انداز پسند نہیں تو میں آپ کے سامنے نہیں مسکراؤں گا... اگر کسی بات پر مسکرانا پڑ گیا تو بھی اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ لوں گا۔" یہ کہتے ہوئے فاروق مسکرایا۔

"پتا نہیں آپ کیا چیز ہیں۔"

"یہ تو آپ مجھ سے پوچھ لیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا پوچھ لوں۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"یہ کہ میں ہوں کیا چیز۔"

"چلیے پھر آپ خود ہی بتا دیں... آپ ہیں کیا چیز؟"

"میں الحمدللہ انسان ہوں۔"

"حد ہوگئی... کس سے پالا پڑ گیا۔" وہ جھلا اٹھا۔

"جی... فاروق سے۔"

"اچھا بس اب کان نہ کھاؤ... دروازے نہیں کھولنا نہ کھولیں۔"

"شکریہ!"

"کس بات کا شکریہ؟"

"اس بات کا کہ آپ نے میری بات مان لی..."

عین اسی وقت دروازے پر زوردار انداز میں دستک ہوئی... دونوں زور سے چونکے۔

O

ادھر فرزانہ نے دروازہ بند کیا... ادھر جاوید ریاضی کمرے میں داخل ہوا، ساتھ ہی اس کے منہ سے نکلا:

"ہائیں... یہ کیا؟"

"کہاں کیا؟" محمود نے خلا میں نظریں گاڑ دیں۔

"یہاں... میرا مطلب ہے یہاں خاور جلیس کیوں نہیں ہیں۔"

"وہ بھی آجائیں گے... ایک ضروری کام سے دوسری طرف مصروف ہیں... آپ سے ایک سلسلے میں مدد کی درخواست ہے۔"

"فرمائیں... کیا مدد کر سکتا ہوں۔"

"ہمارے... سیٹھ اکمل آچاری صاحب... جب کسی کو ملازم رکھتے تھے... تو ملازمین کے رجسٹر میں یہ ضرور درج کرتے تھے کہ اس شخص کی ضمانت کس نے دی ہے یا سفارش کس نے کی ہے... ان دونوں یا ان

Scanned and Uploaded By M N

میں سے ایک بات کے بغیر ملازم نہیں رکھتے تھے ... کیا آپ یہ بات مانتے ہیں۔"

"جی ہاں ... ان کی اس بات کے بارے میں سب جانتے ہیں"

"شکریہ! آپ جانتے ہیں... سیٹھ اکمل آچاری صاحب کو کسی نے قتل کر دیا ... قاتل نے اپنے جرم کے تمام نشانات مٹا دیے ہیں۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"شکریہ! لیکن دیکھیے...اب سیٹھ اکمل صاحب کے دونوں چوکیدار غائب ہو گئے ہیں... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق اس واردات سے ہے... ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی ضمانت کس نے دی تھی۔"

"اوہ! زبردست پوائنٹ۔" جاوید ریاضی نے پرجوش انداز میں کہا

"بس ہمیں وہ جسٹر چاہیے ..."

"اس رجسٹر سے میرا کوئی تعلق نہیں ... سیٹھ صاحب ہی اسے رکھتے تھے... یا پھر منیجر صاحب کو معلوم ہوگا کہ وہ رجسٹر کہاں ہے..."

"جی نہیں۔" محمود نے زور دار انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"کیا مطلب ... کیا جی نہیں۔"

"مطلب یہ کہ آپ کو معلوم ہے کہ رجسٹر کہاں رکھا جاتا ہے کیونکہ تنخواہوں کا تعلق بھی تو اس رجسٹر سے بنتا ہے اور وہ کوئی ایسا خفیہ رجسٹر بھی نہیں کہ اس کی حفاظت کا خاص طور پر اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔"

جاوید ریاضی کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا ... اس نے

قدرے گھبرا کر کہا:

"آپ نے خاور جلیس سے نہیں پوچھا۔

"ان سے پوچھا ... انہوں نے جو بتایا ہے ... ہم اس کا موازنہ آپ کے بیان سے کرنا چاہتے ہیں اور یاد رکھیے گا ... یہ معاملہ قتل کے کیس کا ہے ... اگر آپ نے غلط بیانی کی تو آپ پر قاتل ہونے کا شبہ کیا جائے گا۔"

"ارے باپ رے۔" مارے خوف کے وہ چلا اٹھا۔

"ارے باپ رے ... ورے باپ رے کو چھوڑیں...فوراً سے پہلے بتائیں... وہ رجسٹر کہاں ہے۔"

"وہ ... وہ میرے دفتر میں ہوتا ہے۔"

"کیا!!!" مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! وہ رجسٹر میرے کمرے میں ہوتا ہے۔"

"اور یہ کمرہ ہے خاور جلیس کا ہے"

"جی ہاں! یہ کمرہ انہی کا ہے۔"

"تو وہ رجسٹر ان کے کمرے میں نہیں ہوتا۔"

"نہیں ... تنخواہیں بنانے میں اس کی ضرورت مجھے پڑتی ہے ... سیٹھ صاحب تو وہ رجسٹر مجھ سے اس وقت منگاتے ہیں جب کسی کو ملازم رکھتے ہیں۔"

"بہت خوب ... پھر اپنے کمرے میں سے رجسٹر ہمیں دے دیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"آیئے۔" اس نے کہا۔

اب وہ اس کے ساتھ ایک دوسرے دفتر میں آئے... جاوید ریاضی نے جیب سے چابی نکالی اور اپنی سیف کو کھولا... پھر زور سے اچھلا... اس کے منہ سے نکلا: "نن... نہیں... نہیں۔"

انہوں نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا:

"کیا... نن نہیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"رجسٹر غائب ہے"

"تھوڑی دیر پہلے ہم نے منیجر صاحب سے پوچھا تھا... وہ رجسٹر کہاں ہوتا ہے تو انہوں نے اپنے کمرے کی سیف میں اس کا ہونا بتایا تھا... تو کیا انہوں نے غلط بیانی کی تھی۔"

"نہیں... ان کے پاس بھی ہوتا ہے... پروموشن لگانے کا کام وہ کرتے ہیں... وہ رجسٹر ہم تینوں کے پاس ہی آتا جاتا رہتا ہے۔"

"تب پھر وہ یہاں کیوں نہیں۔" محمود بولا۔

"اور خاور جلیس کی الماری میں بھی نہیں ہے۔"

"ہاں! وہاں بھی نہیں ہے۔"

"تب پھر ہم کیوں نہ سیٹھ آچاری مرحوم کی سیف میں دیکھ لیں۔"

"لیکن اس کی چابیاں؟"

"کوٹھی سے منگوا لیتے ہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"بہت خوب! آیئے... پہلے والے کمرے میں چلتے ہیں... وہاں

آپ کے منیجر صاحب موجود ہیں... انہیں بھی ساتھ بلا لیتے ہیں۔"

اب وہ پھر پہلے کمرے میں آئے... محمود نے دروازے پر دستک دی اور کہا: "فاروق دروازہ کھول دو۔"

"اچھی بات ہے۔"

دروازہ کھلتے ہی دونوں اس کمرے میں آگئے... خاور جلیس نے تلملائے ہوئے انداز میں کہا۔

"ان لوگوں نے مجھے حبس بے جا میں رکھا... میں کیس کروں گا۔"

"ضرور کیجیے گا... لیکن پہلے آچاری صاحب کی سیف کی چابیاں گھر سے منگوا لیں... کیونکہ رجسٹر نہ آپ کے سیف میں ملا نہ جاوید ریاضی صاحب کے، اب ہمیں آچاری صاحب کی سیف میں دیکھنا پڑے گا۔"

"تو مجھے کمرے میں بند کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"ہمارا خیال تھا... شاید آپ نے غلط سیف کھولی ہے... اور آپ رجسٹر کو چھپانا چاہتے ہیں... اس لیے آپ کی عدم موجودگی میں جاوید صاحب سے پوچھنا چاہتے تھے کہ رجسٹر کہاں رکھا جاتا ہے... انہوں نے ساری بات بتا دی... لہٰذا معاملہ صاف ہو گیا ...آپ نے غلط الماری نہیں کھولی تھی نہ جاوید نے صاحب نے لیکن رجسٹر ان دونوں میں نہیں ہے... اب لے دے کر سیف رہ گیا خود سیٹھ صاحب کا... ہمیں اس میں رجسٹر دیکھنا ہوگا... کیونکہ ان دونوں چوکیداروں کی ضمانت کس نے دی تھی... یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے"

Scanned and Uploaded By M N

"لیکن میں پھر بھی یہ کہوں گا ... مجھے کمرے میں بند کرنے کی کیا ضرورت تھی ..."

"ہم بتا چکے ہیں ... ہمارا خیال تھا کہ آپ دونوں رجسٹر کو چھپانے کی کوشش کریں گے۔"

"گویا آپ کے خیال میں اس قتل سے ہمارا تعلق ہے۔"

"ہم آپ پر شک تو ضرور کر رہے ہیں اور یہ ہمارا اصول ہے... ہم یہ بھی کہہ چکے ہیں... آپ اس سلسلے میں ہم پر کیس کرنا چاہیں تو ضرور کیجیے گا... سیٹھ اکمل صاحب کی سیف کی چابیاں تو آپ کو منگوانا ہی ہوں گی۔"

"اچھی بات ہے۔" خاور جلیس نے کہا ... پھر موبائل نکال کر اس پر کسی کے نمبر ملائے اور سلسلہ ملنے پر بولا:

"اجمل صاحب ... انسپکٹر جمشید کے بچوں کو سیٹھ صاحب کے سیف کی چابیاں چاہییں۔"

"اوہ اچھا! لیکن میں کیسے آسکتا ہوں ... یہاں ملنے جلنے والے آ رہے ہیں۔"

"آپ چابیاں کسی کے ہاتھ بھیج دیں۔"

"اچھا خیر... لیکن چابیوں کی ضرورت کیا پڑ گئی۔"

"ان حضرات کو ملازمین کا ایک رجسٹر دیکھنا ہے۔"

"اوہ۔" دوسری طرف سے کہا گیا ... پھر آواز آئی:

"ٹھیک میں کسی کے ہاتھ بھیجتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

اب انہیں انتظار کرنا پڑ گیا ... وہ سب اسی کمرے میں بیٹھ گئے... ایسے میں فرزانہ نے پوچھا:

"کیا یہ مل سیٹھ اکمل آچاری کے والد صاحب نے قائم کی تھی۔"

"جی نہیں ... وہ تو ایک دفتر میں ملازمت کرتے تھے ... یہ ساری محنت سیٹھ صاحب کی ہے، انہوں نے پہلے تو اعلیٰ تعلیم حاصل کی ... پھر ایک مل میں ملازمت شروع کی ... اپنی محنت سے ترقی کرتے وہ اس مل کے منیجر بن گئے... پھر انہوں نے اپنا چھوٹا سا کاروبار ساتھ میں شروع کر دیا ... اس میں انہیں بہت زیادہ نفع ہونے لگا ... یہاں تک کہ اتنا نفع ہوا کہ انہوں نے ملازمت چھوڑ دی ... اور اس کاروبار کو پھیلاتے چلے گئے ... یہاں تک کہ ایک دن یہ مل کھڑی کر لی۔

"حیرت ہے ... کمال ہے ... اس قدر جلد اتنی بڑی ترقی۔" مارے حیرت کے پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا۔

"اس پر اور بھی بہت لوگ حیران تھے ... کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کچھ لوگوں نے کچھ دوستوں نے ان کی ضرور مالی مدد کی ہوگی ورنہ ایک ملازم کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ کتنی ہو سکتی ہے... ایک لاکھ روپے بھی لگا لیں ... تو سال میں بارہ لاکھ ... اس میں سے اخراجات بھی کرتے ہوں گے ... اس طرح آخر انہوں نے کتنا کما لیا ہوگا کہ ایک اتنی بڑی

Scanned and Uploaded By M N

مل کھڑی کر لی... لیکن وہ کہا کرتے تھے... یہ سب ان کی اپنی محنت کا نتیجہ ہے۔"

"ہو سکتا ہے... یہی بات ہو۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

اور پھر چابی وہاں پہنچ گئی... مل کا ایک چوکیدار چابی اندر لایا تھا:

"کوٹھی سے کون لایا چابیاں۔"

"جی... اجمل صاحب کے ڈرائیور۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

انہوں نے چابیاں خاور جلیس کی طرف بڑھا دیں:

"آپ کھولیں سیف۔"

"آپ خود کیوں نہیں کھولتے۔"

"پتا نہیں... میں اس چابی کی مدد سے سیف کو کھول سکوں گا یا نہیں... لہٰذا یہ کام آپ ہی کریں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اجمل آچاری نے چابی لے لی اور سیف کھول دی... ساتھ ہی اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا: "ارے! یہ کیا۔"

"کیا!!!" جاوید ریاضی نے چونک کر کہا۔

انہوں نے بھی حیران ہو کر دیکھا... ادھر خاور جلیس بت بنا سیف کے اندر دیکھ رہا تھا:

"کیا ہوا بھئی... خیر تو ہے۔" پروفیسر داؤد نے بڑا سا منہ بنایا۔

"وہ... رجسٹر... سیف میں نہیں ہے۔"

"کیا!!!"

ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا:

☆☆☆☆☆

Scanned and Uploaded By M N

دستک

وہ خالی نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ...
سب حیرت زدہ نظر آرہے تھے۔آخر پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی:

"رجسٹر غائب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں نواب خان اور سہراب خان کی سفارش کرنے یا ضمانت دینے والے کا نام موجود تھا... وہ جانتا تھا کہ نواب خان اور سہراب خان جرائم پیشہ ہیں ... یہ جانتے ہوئے بھی اس نے ان دونوں کو ملازم رکھوایا ... اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس واردات میں برابر کا شریک ہے ... اور یہ منصوبہ کوئی آج کا نہیں بہت مدت پہلے کا ہے یعنی جب سے نواب خان اور سہراب خان کو ملازم رکھا گیا ... بلکہ اس سے بھی پہلے کا ... کیوں بھئی ... تم تینوں اس بارے میں کیا کہتے ہو۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا ... یہ واردات پوری منصوبہ بندی سے کی گئی ہے ... ویسے اس سوال کا جواب تو گھر کا ہر فرد دے سکتا ہے۔" محمود نے پر خیال انداز میں کہا۔

"جی کس سوال کا۔"

"اس سوال کا کہ ان دونوں کو کتنی مدت پہلے ملازم رکھا گیا تھا۔"

"اوہ ہاں۔" خاور جلیس نے فوراً کہا۔

"اور شاید یہ تو آپ بھی بتا سکیں۔"

"ہم صرف اندازے سے بتائیں گے ... جب کہ گھر کے افراد درست مدت بتا سکتے ہیں۔" جاوید ریاضی نے جواب دیا۔

"پہلے آپ بتائیں... آپ کا اندازہ کیا کہتا ہے۔" فاروق نے ان کی طرف دیکھا۔

"ہمیں تو یہی اندازہ ہے کہ کم از کم تین سال پہلے انہیں ملازم رکھا گیا تھا۔"

"ہوں ... اب آپ اجمل آچاری کو فون کریں بلکہ نمبر ملا کر موبائل مجھے دے دیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اس نے نمبر ملایا اور اجمل آچاری کی آواز سن کر موبائل محمود کو دے دیا:

"السلام علیکم جناب! محمود بات کر رہا ہوں ... پوچھنا یہ ہے کہ نواب خان اور سہراب خان کو کتنی مدت پہلے ملازم رکھا گیا تھا۔"

"کیوں! کیا رجسٹر میں مدت نہیں لکھی۔" اس نے پوچھا

"جی نہیں! سیف سے رجسٹر غائب ہے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"کیا!!!" مارے حیرت کے اجمل آچاری چلا اٹھا۔

"ہاں جناب! یہی بات ہے ... رجسٹر غائب ہے اور سیف کی چابی آپ کے پاس تھی ..."

"میرے پاس نہیں تھی ... میں نے تو بھائی جان کے کمرے سے اٹھا کر بھیجی ہے ... وہ چابی اپنے کمرے میں میز کی دراز میں رکھا کرتے ہیں... اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو صرف مجھے معلوم ہو ... گھر والوں کو یہ بات معلوم ہے ... بلکہ اور چابیاں بھی وہ وہیں رکھتے ہیں۔"

"ہوں... پھر بھی ... کیا یہ بات عجیب نہیں ہے کہ سیف سے وہ رجسٹر غائب ہے، پہلے نواب خان اور سہراب خان غائب ہوئے... اب رجسٹر غائب ملا ہے ... اس مسئلے میں آپ کچھ کہنا پسند کریں گے۔"

"میں۔" اس نے اٹک کر کہا۔

"ہاں! آپ ... آخر آپ ان کے بھائی ہیں۔"

"جی ہاں ... بھائی تو میں ہوں۔"

"آپ کو مل میں کوئی کام نہیں ملا ہوا تھا۔"

"ہاں کیوں نہیں ... ہم دونوں بھائیوں کو بھی انہوں نے ملازمین کی تنخواہوں کا نظام سونپ رکھا تھا ... یعنی تنخواہ کا حساب کتاب رکھنا اور بنک سے انہیں تنخواہیں دینا ... ہم دونوں کے ذمے یہ کام تھا۔"

"گویا آپ کو بھی روزانہ ملز میں آنا پڑتا تھا۔"

"جی ... جی ہاں لیکن یہ اتنا ضروری نہیں تھا ... ہم چاہتے تو چھٹی

بھی کر لیا کرتے تھے... یہ اور بات ہے کہ ایسا کم ہی ہوتا تھا ... ملز میں ہمارا وقت اچھا کٹتا تھا۔"

"تنخواہوں کی رقوم نکالنے کے لیے بنک کی چیک بکیں کس کے پاس ہوتی تھیں۔" محمود نے پوچھا۔

"بھائی جان چیک لکھ کر دیا کرتے تھے ... ہم تو انہیں بس یہ بتاتے تھے کہ کتنی رقم کا چیک دینا ہے۔"

"ہوں... ہم تھوڑی دیر تک کوٹھی واپس آرہے ہیں... وہیں... آپ لوگوں سے سوالات کریں گے۔"

"گویا ابھی اور بھی سوالات ہیں۔"

"جی ہاں!"

"آپ لوگ ٹھہر نہیں سکتے ایک دن کے لیے ... پھر جس طرح چاہیں کام کیجیے گا ... اس وقت ہمارے لیے وقت دینا بہت مسئلہ ہے۔"

"آپ کی بات ٹھیک ہے ... ہم آپ لوگوں کو پریشان نہیں کریں گے ... آپ سے سوالات اور تفتیش دو ایک دن بعد کریں گے۔"

"بہت بہت شکریہ!"

یہ کہہ کر محمود نے فون بند کر دیا ... اس نے اپنے ساتھیوں اور ان دونوں کی طرف دیکھا:

"آپ سن ہی چکے ہیں ... ان کی پریشانی کے خیال سے ہم تفتیش کا سلسلہ کل تک کے لیے روک رہے ہیں ... لہٰذا اب ہم پرسوں صبح

Scanned and Uploaded By M N

آئیں گے۔"

"اچھا۔" خاور جلیس نے خوش ہو کر کہا۔

"ویسے خاور جلیس صاحب اور جاوید ریاضی صاحب ... آپ اس ملز کے منیجر اور کاؤنٹنٹ ہیں... آپ دونوں کا الزام یہ ہے کہ ہمارے ملک کے انتہائی اہم لوگ آپ کی ملز کا کپڑا بطور تحفہ وصول کرتے ہیں ... یہاں تک کہ ان لوگوں میں ملک کے صدر اور آئی جی صاحب جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"جبکہ ہم ان کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں... یہ لوگ بہت پاک صاف ہیں ... کم از کم ہم صدر صاحب اور آئی جی صاحب کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں... وہ ایسا نہیں کر سکتے۔" محمود کہتا چلا گیا۔

"یہ معاملہ عدالت میں ہے ... ہم اپنا بیان عدالت میں دیں گے... آپ ہم سے اس بارے میں پوچھنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے... معاملہ عدالت میں نہ ہوتا تو اور بات تھی۔" خاور جلیس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں ... مجھے افسوس ہے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"بس تو پھر آپ سیٹھ آچاری صاحب کے قاتل کو سراغ لگائیں۔"

"ہم اپنا کام کریں گے ... فکر نہ کریں۔" محمود مسکرایا۔

"پھر اب ہمیں چلنا چاہیے ... اب یہاں رک کر کیا کریں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

وہ ملز سے باہر آگئے اور اپنی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے... ان کے سامنے ہی ان دونوں کی گاڑی زوں کر کے آگے بڑھ گئی ... ملز کے دروازے پر اب پھر تالا نظر آرہا تھا:

"اب ہم گھر چلتے ہیں... یا پھر راستے میں ابا جان کو فون کر کے پوچھ لیتے ہیں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

محمود چونکہ گاڑی چلا رہا تھا، اس لیے فاروق نے نمبر ملائے، سلسلہ ملتے ہی اس نے کہا: "السلام علیکم ابا جان!"

"کیس کے سلسلے میں ہم اس وقت تک جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے... اب ہمارے لیے کیا حکم ہے ... ہم یہاں سے گھر جائیں یا آپ کے پاس آئیں۔"

"کہاں سے۔" انہوں نے پوچھا۔

"ہم یہاں آئے تھے... سیٹھ اکمل آچاری کی ملز میں ... اب یہاں بھی ہمارا کام ختم ہو چکا ہے... میرا مطلب ہے ... مل بند ہے نا ... کھلنے پر تو اور کام بھی نکل آئے گا۔"

"ٹھیک ہے تم گھر پہنچو ... ہم بھی فارغ ہو کر وہیں آئیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے ... آپ ابھی ایوان صدر میں ہی ہیں۔"

"ہاں بالکل ..."

Scanned and Uploaded By M N

"بہت بہتر اور شکریہ۔"

انسپکٹر جمشید کے فون بند کرنے پر فاروق نے بھی فون بند کر دیا اور ان سے بولا: "فی الحال تو پھر ہمیں گھر ہی جانا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے۔" محمود نے کہا۔

وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے... ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... اس نے موبائل فاروق کو دے دیا... اسکرین پر نام دیکھ کر فاروق چونکا: "تمیز الدین خان تمیز کا فون ہے۔"

فاروق نے بٹن دبا دیا تو دوسری طرف سے اس کی آواز سنائی دی:

"السلام علیکم۔"

"جی وعلیکم السلام... خیر تو ہے تمیز الدین صاحب"

"کیا آپ میرے گھر آ سکتے ہیں یا پھر میں ہی آجاؤں۔"

"جیسے آپ آسانی محسوس کریں... بلکہ ہم ہی آجاتے ہیں کیونکہ ہم اس وقت سڑک پر ہیں... آپ آئے تو راستہ پوچھتے آئیں گے۔"

"آپ... آپ بہت اچھے ہیں... آجائیں۔"

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔"

"جی شکریہ۔"

اور محمود نے گاڑی کا رخ موڑ دیا:

"لگتا ہے... کوئی بات پیش آگئی ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"مجھے تو ابھی تک اس کیس کا سر پیر نظر نہیں آرہا۔" پروفیسر داؤد

کی آواز سنائی دی۔

"بات یہی ہے انکل... عجیب سا کیس ہے... اس کا تعلق اگر ایوانِ صدر سے نہ نکل آتا تو ہم خیال کرتے کہ دولت کا چکر ہے... مل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ہے... لیکن اب جب کہ صدر بھی اس معاملے میں الجھ پڑے تو ہم صرف حیران ہو سکتے ہیں..."

"اللہ مالک ہے۔" محمود نے سر ہلایا۔

"اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہ کیس تگنی کا ناچ نچائے گا۔" فاروق کی آواز آئی۔

"ناچ لیں گے... ہمارا کیا جاتا ہے۔" محمود نے کندھے اچکائے۔

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے ناچنے کے لیے بالکل تلے بیٹھے ہو۔"

"آپ نے سنا انکل... اب یہ حضرت محاورات پر اتر آئے۔"

"ہائیں... فاروق یہ کیا۔" ان کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"آپ کے پاس تو بیٹھا ہوں انکل۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"اوہ ہاں بھئی محمود... فاروق تو یہ رہا... میرے پاس... یہ کہیں سے تلا ولا نہیں۔"

"اور یہ تلا ولا کیا ہوتا ہے انکل۔" فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سمجھا... اب تم میرے کان کاٹنے کی فکر میں ہو۔"

"اللہ نہ کرے انکل! ہم کیوں کاٹنے لگے آپ کے کان۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

Scanned and Uploaded By M N

"ویسے میں تمیز الدین خان تمیز کے بارے میں سوچ رہا ہوں ... یہ بے چارے تو بلاوجہ اس کیس میں پھنس گئے ..."

"میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اصل مجرم اپنے آپ کو بچانے کے لیے ادھر ادھر شوشے چھوڑ رہا ہے ... تمیزالدین خان کے نام سے ہمیں وہ ٹکیہ بھیجنا، اسی طرف اشارہ کر رہا ہے ... رہ گیا تمیز الدین خان ... اس پر ہم شک نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے گھریلو حالات آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں... وہ بے چارہ اس قابل کہاں کہ کوئی ایسی پیچیدہ سازش کر سکے۔"

"اور اب وہ پھر ہم سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں ... آخر کیوں۔"

"اس کے گھر کے نزدیک ہی ہیں ... پوچھ لیں گے ... آخر کیوں۔"

تمیزالدین خان تمیز کے دروازے پر پہنچ کر محمود نے دستک دی... اس نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا:

"آپ کو اس طرح دروازہ نہیں کھولنا چاہیے تھا ... پہلے معلوم کریں ... کون ... یا پھر جھری وغیرہ سے جھانک کر دیکھیں۔"

"جی اچھا! میں آئندہ احتیاط کروں گا۔"

"ہاں تو ... آپ نے ہماری ضرورت کس لیے محسوس کی ہے۔"

"سچی بات یہ ہے کہ میں اور میری اہلیہ خوف محسوس کر رہے ہیں ... اب ہم کیا کرتے ... سوچ سوچ کر آپ کو فون کر بیٹھے ... ہم معافی چاہتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"کوئی بات نہیں ... آپ کیا چاہتے ہیں... پسند کریں تو ہم آپ کو اپنے گھر لے چلیں۔" محمود نے نرم اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا اس طرح آپ کو پریشانی نہیں ہوگی۔" اس نے پوچھا۔

"پریشانی کیسی ... ہمیں تو خوشی ہوگی ... آپ کے کام آ کر۔"

"پھر ہمیں لے چلیں ... کیونکہ بہت خوف محسوس ہونے لگا ہے۔"

"ویسے تمیز الدین صاحب معاف کیجیے گا ... آپ اگر اس قدر خوف محسوس کر رہے ہیں تو آپ نے بے دھڑک دروازہ کیوں کھول دیا۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"اس کا کوئی جواب میرے پاس واقعی نہیں ہے۔"

"آپ اپنی کوئی ضروری چیزیں لینا چاہیں تو لے چلیں۔"

"بس ہم ایک دو منٹ میں چلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں ... آپ کو زحمت تو ہوگی ... گاڑی میں ہی بیٹھے رہیے۔"

"اچھی بات ہے۔"

تمیز الدین خان اندر چلا گیا:

"نہ جانے کیا بات ہے ... میں الجھن محسوس کر رہی ہوں ... کہیں ہم کسی جال میں تو نہیں آنے والے ... ہوسکتا ہے تمیزالدین سازشیوں کا آدمی ہو اور اس غریب سے گھر میں رہنا بھی منصوبے کا حصہ ہو اور ہم متاثر ہو کر انہیں اپنے گھر لے جائیں... جبکہ یہی دشمن کا منصوبہ ہو۔"

"اگر منصوبہ یہی ہے تو بھی یہ کوئی ایسی بات نہیں... ہم ان پر نظر

Scanned and Uploaded By M N

رکھیں گے اور جو بات ہے جلد سامنے آجائے گی لیکن اس خیال کی بنیاد پر ہم انہیں بے یارومددگار نہیں چھوڑ سکتے۔" محمود نے فرزانہ کو گھورا۔

"تم نے ٹھیک کہا ... ہمدردی تو ہم ان سے پوری پوری کریں گے... اگر یہ کسی سازش کا حصہ ہیں تو انہیں دیکھ لیں۔"

"بس ٹھیک ہے۔"

عین اسی وقت دروازہ کھولا گیا... اور دونوں میاں بیوی باہر آگئے... تمیز الدین خان کی بیوی برقعے میں تھی ... ان دونوں کو گاڑی کے پچھلے حصے میں بٹھایا گیا ... تمیز الدین نے اپنے دروازے پر تالا لگا دیا تھا: "تمیز الدین خان ... یہ مکان کرائے کا ہے نا۔"

"جی ہاں!" اس نے فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے ..." محمود نے کہا اور گاڑی آگے چلا دی۔

"اس کیس کے سلسلے میں آپ کو کوئی بات تو یاد نہیں آئی ..."

"جی ... بات ... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ سیٹھ اکمل آچاری سے آپ ملے تھے... ان کی کوئی بات اگر آپ بتا سکیں تو۔"

"انہوں نے مجھ سے بہت ہمدردانہ انداز میں بات کی تھی... اور یہ بھی کہا تھا کہ بہت جلد وہ مجھے اپنی ملز میں ملازم رکھ لیں گے ... بس یہ جواب سن کر میں چلا آیا تھا ... اس کے بعد ابھی تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔"

"آپ نے انٹرویو کب دیا تھا۔"

"پچھلے ماہ کی بیس تاریخ کو۔"

"گویا آج سے بارہ تیرہ دن پہلے۔" پروفیسر بولے۔

"جی... جی ہاں۔"

"انٹرویو آپ ان کی مل میں دینے گئے تھے یا کوٹھی گئے تھے۔"

"جی اشتہار میں ملز کا پتا تھا، گھر کیسے جاتا۔" اس نے بتایا۔

"ہوں..."

"ایسا لگتا ہے کہ کوئی آپ کو پھانسنا چاہتا ہے... اپنی جگہ وہ آپ کو مجرم کے طور پر پولیس کی گرفت میں دیکھنا چاہتا ہے ... کیونکہ۔" فرزانہ کہتی کہتی رک گئی۔

"کیونکہ کیا۔"

"کیونکہ آپ ایک غریب آدمی ہیں... آپ کچھ کر تو سکیں گے نہیں ... مال دار آدمی ایسی کسی پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو فوراً وکیل کرے گا... اور بھی ہاتھ پاؤں مارے گا لیکن غریب آدمی بے چارہ تو حوالات میں بند ہو کر رہ جاتا ہے ... اس کی تو کوئی ضمانت بھی نہ کراتا۔"

"آپ... آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں... تو کیا مجھے کوئی ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔" اس کے لہجے میں قدر گھبراہٹ تھی۔

"ایسا خیال گزرتا ہے ... یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

"ہوں۔" اس نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

Scanned and Uploaded By M N

گاڑی میں خاموشی چھا گئی... پھر اچانک تمیز الدین خان کی آواز ابھری:

"اگر کوئی ایسی صورتحال پیش آجائے اور پولیس مجھے گرفتار کرلے تو آپ کم از کم میری بیوی کو اپنے گھر والوں کے پاس رکھیے گا۔"

"اوہ نہیں... فکر نہ کریں... ایسی صورتحال پیش نہیں آئے گی۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"اللہ مالک ہے۔" محمود نے کہا۔

اور پھر وہ گھر پہنچ گئے... اندر داخل ہوئے تو محمود نے بلند آواز میں کہا:

"امی جان! ہم لوگ آگئے ہیں... اور ہمارے ساتھ دو مہمان بھی ہیں اور یہ بھی سن لیں... یہ قدرے خوفزدہ ہیں... آپ ہمارے مہمان کی اہلیہ کا خوف دور کرنے کی پوری کوشش کیجیے گا۔"

"فکر نہ کرو محمود۔"

عین اس لمحے دروازے پر زور دار انداز میں دستک ہوئی... وہ اچھل پڑے، کیونکہ دستک بہت خوفناک تھی:

☆☆☆☆☆

مروڑی

انسپکٹر جمشید خان رحمان کے ساتھ ایوانِ صدر میں داخل ہوئے... جلد ہی انہیں صدر صاحب تک لے جایا گیا... انہیں دیکھتے ہی صدر صاحب نے فوراً کہا: "آؤ جمشید اور خان صاحب۔"

"السلام علیکم سر... لگتا ہے آپ ضرورت سے زیادہ پریشان ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"اور تم نے یہ اندازہ کس طرح لگا لیا جمشید۔"

"اس طرح کہ آپ نے سلام نہیں کیا... بلکہ یہ کہا ہے... آؤ جمشید... جب کہ یہ آپ کی عادت نہیں۔"

"بالکل ٹھیک... میں واقعی بہت پریشان ہوں۔"

"تب پھر آپ بغیر تاخیر کے بتائیں... کیا بات ہے۔"

"اگرچہ کپڑوں والا معاملہ میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف سازش ہے لیکن میرا خیال ہے سازشیوں نے اپنا کام پکا کر رکھا ہے۔"

"جب تک وہ عدالت میں ثبوت پیش نہیں کر دیتے... اس وقت

Scanned and Uploaded By M N

تک ہم بھلا کیا کر سکتے ہیں سر۔"

"ہاں! یہی بات ہے ... لیکن جب ایک بار عدالت میں ثبوت پیش کر دیا جائے گا ... تو میرے پلے کیا رہ جائے گا۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں ... میں سمجھا نہیں۔"

"ثبوت پیش کرنے سے پہلے بے گناہ ثابت کرو۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں... لیکن اگر آپ مقدمے کی تاریخ آگے بڑھواتے ہیں تو اس سے بھی شکوک پیدا ہوں گے... لوگ کہیں گے صدر صاحب مقدمے سے فرار حاصل کر رہے ہیں... لوگ نہیں کہیں گے، تب بھی مخالفین کہیں گے۔"

"ہاں جمشید یہی بات ہے۔"

"وقت کم ہے یعنی تاریخ پھر سے لگنے میں ایک دن باقی ہے۔"

"یہی بات ہے۔"

"خیر ہم دیکھیں گے کہ کیا کر سکتے ہیں... فی الحال تو آپ یہ بتائیں... آپ کو یہ بات کیسے محسوس ہوئی ہے کہ آپ کے خلاف مقدمہ بہت مضبوط ہے۔"

"یہ خیال تو مجھے شروع سے ہی ہو رہا ہے لیکن اب احساس بہت زیادہ ہو گیا ہے ..." کیونکہ وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"کیونکہ کیا سر۔" انسپکٹر جمشید بے چین ہو گے۔

"کیونکہ کسی پر اندھا اعتماد بعض اوقات انسان کو کہیں کا نہیں

چھوڑتا... میرے ایک مشیر تھے... تمام کپڑا میں ان کے ذریعے خریدتا تھا... مجھے ان پر کوئی بے اعتمادی نہیں تھی... کپڑے کا جو بل بنتا تھا میں وہ انہیں دے دیتا تھا... میں نے ان سے کبھی ادائیگی کی رسیدوں کا مطالبہ نہیں کیا... جب سے یہ معاملہ سامنے آیا ہے، میں محسوس کر رہا ہوں وہ کپڑے کی قیمت ادا نہیں کرتا رہا بلکہ یہ کہہ کر کپڑا لیتا رہا کہ صدر صاحب کے لیے ہے... فلاں مشیر کے لیے ہے... یہ آئی جی کے لیے ہے... وغیرہ... لیکن ہم لوگوں نے کبھی کسی سے کوئی چیز بھی مفت نہیں لی... اب جب بات عدالت میں جائے گی تو وہاں مشیر کے کپڑا وصول کرنے کے دستخط کیے ہوں گے لیکن رقم کا وہاں کوئی اندراج نہیں ہوگا کیونکہ انہیں تو رقم ملی ہی نہیں ہوگی... رقم تو وہ مشیر جیب میں ڈالتا رہا... یا اس کے ایک دو ساتھی بھی ہوں گے... لہٰذا میں یہ کیس ہار جاؤں گا جمشید..." انہوں نے ڈوبتی آواز میں کہا۔

"وہ مشیر کہاں ہیں۔"

"چھ ماہ پہلے اس نے اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا تھا۔"

"پھر اس کے بعد... وہ صاحب کہاں گے..."

"اپنے گھر یعنی ایک طرح سے اس نے ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔"

"تو کیا ہوا... ہم انہیں قابو کر لیتے ہیں... اسے عدالت میں پیش کریں گے... وہ اپنا جرم قبول کرے گا... آپ فکر نہ کریں۔"

"میں نے انہیں فون کیا تھا صورتحال بتانے کے لیے لیکن اس کا

Scanned and Uploaded By M N

موبائل بند ہے ... میرا مطلب ہے وہ سم بند ہے۔"

"کوئی بات نہیں ... ہم اس کے گھر چلے جاتے ہیں۔"

"اور اگر وہ گھر نہ ہوا۔"

"فکر نہ کریں ... وہ جہاں کہیں بھی ہے ہم تلاش کر لیں گے۔"

"اور جمشید اگر وہ نہ ملا۔"

"اس صورت میں پریشانی ہو سکتی ہے لیکن بھلا وہ ملے گا کیوں نہیں ... آپ اس کے ملازمت کے کاغذات نکلوا دیں اور اس کی رہائش وغیرہ بھی، اس کا نام کیا ہے۔" انہوں نے پوچھا۔

"اس کا نام ضامر بیگ ہے ... کاغذات میں نکلوا دے دیتا ہوں... اس کا پتا اور تمام معلومات ان سے مل جائیں گی۔"

"ٹھیک ہے ..."

انہوں نے مشیر کی فائل حاصل کی اور ایوان صدر سے نکل آئے... اب ان کا رخ ضامر بیگ کی طرف تھا ... گاڑی خان رحمان چلا رہے تھے اور انسپکٹر جمشید فائل کا بہت غور سے مطالعہ کر رہے تھے ... اس میں ضامر کی تصاویر بھی تھیں ... انگلیوں کے نشانات بھی تھے اور باقی معلومات بھی یعنی اس کی تعلیم، کہاں کہاں ملازمت کی، اس کی کوٹھی کا پتا ... سب کچھ فائل میں تھا۔

وہ جلد ہی فائل میں لکھے پتے پر پہنچ گئے ... انہوں نے دیکھا وہ ایک محل نما کوٹھی تھی ... اس کی شان و شوکت دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ

گئے ... انہیں صدر صاحب کی ذاتی رہائش دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا تھا ... وہ بھی اتنی شاندار نہیں تھی ... اور لوگوں کی رہائش بھی انہوں نے دیکھی تھی یعنی جو سرکاری اعلیٰ عہدوں پر تھے... یہ کوٹھی ان سب سے زیادہ عظیم الشان تھی ... کئی منٹ تک وہ اسے دیکھتے رہے ...

آخر خان رحمان نے کہا: "یار جمشید... آخر کب تک دیکھتے رہنے کا ارادہ ہے۔"

"میں سوچ رہا ہوں... اس نے ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کی ہے ... یہ صدر کا مشیر تھا... کسی بھی ادارے سے کہہ دیتا ہوں کہ صدر صاحب یہ منگوا رہے ہیں ... وہ منگوا رہے ہیں ... بڑی بڑی ملوں کے مالکان، بڑی بڑی انڈسٹریز کے مالکان ... بھلا صدر صاحب کو مطلوبہ چیزیں دینے سے انکار کہاں کرتے ہوں گے ... اب انہیں کیا معلوم کہ صدر صاحب منگوا بھی رہے ہیں یا نہیں ..."

"ہاں جمشید یہی بات ہے۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"تب پھر اس کا ملنا آسان نہیں ... اسے ساری کرتوت معلوم ہیں لہٰذا وہ اس کیس کے شروع ہونے سے ہی پہلے غائب ہو چکا ہوگا۔"

"یہ تو پھر اچھا نہیں ہوگا جمشید۔"

"آؤ... دیکھتے ہیں۔" انہوں نے گردن کو جھٹکا دیا اور آگے بڑھے... دروازے پر چار مسلح پہرے دار موجود تھے... انسپکٹر جمشید نے اپنا کارڈ ان میں سے ایک کی طرف بڑھا دیا۔

Scanned and Uploaded By M N

انہوں نے کارڈ کو نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں:

"ہمیں ضامر بیگ صاحب سے ملنا ہے... ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے ... یہ کارڈ اندر بھجوا دیں۔"

ان میں سے ایک لاپروائی سے بولا:

"آپ سے کس نے کہہ دیا کہ ضامر بیگ ملک میں ہیں... وہ بھی اپنی کوٹھی میں۔"

"تو وہ ملک سے باہر ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل۔"

"اور وہ ملک سے باہر کب گئے۔"

"پتا نہیں۔"

"اوہو اچھا... اس وقت کوٹھی میں کون ہے۔"

"مجھے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔"

"میں بتا چکا ہوں... ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے... سرکاری کام ہے... اگر ہم سے تعاون نہ کیا تو گرفتار کر لیں گے۔"

"ضرور گرفتار کر لینا... فی الحال تو کسی میں یہ جرأت نہیں..."

"ضامر بیگ اب صدر مملکت کے مشیر نہیں ہیں..."

"ان کی حیثیت مشیر سے بھی زیادہ ہے۔"

"خان رحمان۔"

"ہاں جمشید۔"

"یہ لاتوں کے بھوت ہیں... ایسے نہیں مانیں گے... انہیں تو کسی نے تمیز سے بات کرنا بھی نہیں سکھایا... میں انہیں تمیز بھی سکھانا چاہتا ہوں اور اپنا کام بھی نکالنا چاہتا ہوں... لہٰذا تم اکرام کو فون کرو، میں خفیہ فورس کو بلاتا ہوں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

"اور ہم پولیس اسٹیشن کو فون کرتے ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا اور موبائل نکال کر فوراً فون کرنے لگا... سلسلہ ملتے ہی اس نے چلاتی آواز میں کہا۔

"شنکارا... مروڑی بات کر رہا ہوں... فوراً سے پہلے آپ کی یہاں ضرورت ہے۔"

"آ گیا سمجھ لیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سمجھ لیا" اس نے وحشیانہ انداز میں ہنس کر کہا۔

ادھر انسپکٹر جمشید کا رابطہ خفیہ فورس کے انچارج سے ہو گیا اور خان رحمان نے اکرام کیا... انہوں نے ہدایات دے ڈالیں:

"اب آئے گا... مزہ۔" مروڑی نے خوش ہو کر کہا۔

"ان شاء اللہ!" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا کہا..." مروڑی نے حیران ہو کر کہا۔

"ان شاء اللہ کہا ہے... اس کا مطلب ہے اگر اللہ نے چاہا تو۔"

"اس سے پہلے کہ انسپکٹر شنکارا یہاں پہنچے... یہاں سے چلے

Scanned and Uploaded By M N

جاؤ... ورنہ مشکل ہو جائے گی۔"

"کسے مروڑی کو یا کاشتکارا کو۔"

"تم لوگوں کو۔"

پھر وہاں ایک ساتھ تین طرف سے گاڑیاں آتی نظر آئیں... پہلے اکرام اور اس کے ماتحت پہنچے... ماتحتوں نے گاڑیوں سے اترتے ہی کوٹھی کو گھیرے میں لینے کا کام شروع کر دیا... اس کے ساتھ ہی خفیہ فورس نے اپنے انداز میں مورچے سنبھال لیے... ادھر ایک پولیس انسپکٹر اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا...اس نے یہ منظر حیرت بھری نظروں سے دیکھا:

"یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"یہی تو ہم ان سے کہہ رہے تھے...یہ یہاں کیا کر رہے ہیں... لیکن یہ ہماری بات سن ہی نہیں رہے۔"

"مروڑی... تم ساری بات بتاؤ۔"

"ہاں مروڑی جلدی سے بتا دو۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

ان کی آواز سن کر انسپکٹر شنکارا نے چونک کر نظریں گھمائیں اور پھر مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔

"کون ہیں آپ۔"

"وہی... جن کی ساری بات مروڑی آپ کو سنانے لگا ہے۔"

"بتاؤ مروڑی۔"

اس نے ان کی آمد اور خواہش کے بارے میں بتا دیا۔ اب وہ ان کی طرف مڑا:

"آپ کو جب یہ بات بتا دی گئی کہ ضامر صاحب ملک میں نہیں ہیں تو پھر آپ کیوں ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔"

"یہ کوئی چھوٹا سا معاملہ نہیں ہے...ضامر بیگ صدر صاحب کے مشیر تھے... اس وقت بہت بڑی گڑبڑ کی گئی ہے...اس کی زد میں ملک کے صدر آ رہے ہیں لہٰذا ضامر بیگ کی ضرورت ہے کیونکہ اصل حقیقت سے پردہ وہ اٹھا سکتے ہیں... اگر آپ یہ کہتے کہ وہ ملک میں نہیں تب وہ جہاں بھی ہیں اس ملک کا پتا دیا جائے۔"

"تو اس معاملے کا تعلق ایوانِ صدر سے ہے۔"

"ہاں!"

"میں آپ کو بتاتا ہوں...یہ بے چارے بالکل لاعلم ہیں...گھر کے کسی فرد کو ان کے بارے میں معلوم نہیں...اپنے عہدے سے استعفیٰ دے کر وہ گھر آئے تھے...اس کے بعد صبح وہ گھر سے چلے گئے۔"

"وہ گئے تھے کیسے... گھر سے پیدل گئے تھے یا گاڑی میں۔"

"گئے تو گاڑی میں ہی تھے اور وہ بھی خلافِ معمول خود ہی ڈرائیو کر کے...لیکن گاڑی تو یہاں سے قریب ہی سڑک کے کنارے مل گئی تھی جیسے کوئی گاڑی خراب ہو جانے کی صورت میں کوئی ٹیکسی پکڑ کر چلا جائے... بعد میں ہمیں گاڑی کا پتا چلا تو ہم اسے لے آئے تھے۔"

Scanned and Uploaded By M N

''اور یہ بات کب کی ہے۔''

''جی دو ماہ پہلے کی۔''

''اب کوٹھی میں کون رہتا ہے۔''

''ان کی بیگم... ان کے بچے... ان کے ایک بڑے بھائی۔''

''ہم اس کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔''

''تلاشی کے وارنٹ لے آئیں... اور تلاشی لے لیں۔''

''کیوں نہیں... تلاشی کے وارنٹ بھی ابھی دے دیتے ہیں۔''

''کیا مطلب... تو کیا آپ وارنٹ پہلے ہی لے آئے تھے۔''

''جی نہیں... وارنٹ میری جیب میں ہوتے ہیں۔''

''اوہو... دکھائیں۔''

انہوں نے ایک کاغذ نکالا اور انسپکٹر شنکارا کی طرف بڑھا دیا۔ اس کاغذ کو پڑھ کر اس کا رنگ اڑ گیا... اس نے نفرت زدہ انداز میں کہا:

''آپ تلاشی لے سکتے ہیں... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔''

''جی اچھا!'' اس نے کہا اور اندر چلا گیا... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی: ''چلیے جناب!''

جونہی وہ اندر داخل ہوئے... انسپکٹر جمشید کو عجیب سا احساس ہوا:

☆☆☆☆☆

الزام

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... کیونکہ ابھی ابھی تو وہ اندر آئے تھے... پھر آخر اس قدر جلد کون آ گیا تھا:

''میں دیکھتا ہوں...'' محمود نے کہا اور دروازے کی طرف مڑا:

''ایک منٹ ٹھہرو... اس سے پہلے ان دونوں حضرات کو اندرونی کمرے میں پہنچا دینا چاہیے... کیونکہ یہ پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ انہیں ڈر لگ رہا ہے... اور وہ ڈر بلا وجہ نہیں ہو سکتا...'' فاروق نے کہا۔

''اچھی بات ہے... تم یہ کام کرو... میں ان سے بات کرتا ہوں... میں فوری طور پر دروازہ نہیں کھولوں گا۔''

فاروق ان دونوں کو ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھ گیا... محمود نے دروازے کا رخ کیا... فرزانہ نے ان دونوں کے جوتوں کے نشانات مٹانے شروع کر دیے... ادھر محمود نے کہا:

''جی... کون صاحب۔''

''پولیس۔''

''پولیس... انسپکٹر جمشید کے دروازے پر۔'' محمود حیران ہو کر بولا۔

Scanned and Uploaded By M N

"قانون سب کے لیے برابر ہے۔"

"جواب معقول ہے..."

یہ کہتے ہوئے اس نے میجک آئی سے باہر دیکھا... باہر واقعی پولیس موجود تھی لیکن ان کے بازوؤں پر اسپیشل ملٹری پولیس کے بیج لگے ہوئے تھے... یہ دیکھ کر محمود کی پیشانی پر بل پڑ گئے... اس نے فوراً فرزانہ کے کان میں کچھ کہا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ اس سے پہلے ہی فرزانہ اندر جا چکی تھی اور اب صحن میں صرف پروفیسر داؤد اور محمود رہ گئے تھے... بیگم جمشید پہلے ہی باورچی خانے میں تھیں:

"ہمیں اس گھر کی تلاشی لینی ہے... ہمارے پاس وارنٹ ہیں... ہم جانتے ہیں... یہ گھر انسپکٹر جمشید کا ہے لیکن ہم مجبور ہیں۔" پولیس آفیسر نے باہر دروازے پر ہی رک کر کہا۔

"کوئی بات نہیں... آپ وارنٹ دکھا دیں۔"

اس نے وارنٹ نکال کر دے دیا... محمود اور پروفیسر داؤد نے اسے پڑھا۔ وہ واقعی ان کے گھر کی تلاشی کے وارنٹ تھے۔

"ہماری والدہ باورچی خانے میں ہیں... آپ باورچی خانے کی تلاشی بعد میں لے لیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

اب انہوں نے سارے گھر کی تلاشی لی اور آخر صحن میں آ گئے... ان کے چہروں حیرت ہی حیرت تھی... آخر آفیسر نے کہا:

"آپ اپنی والدہ کو اندر والے کمرے میں جانے کے لیے کہہ دیں... تاکہ ہم باورچی خانہ بھی دیکھ لیں۔"

"جی اچھا!"

محمود نے باورچی خانے کے دروازے پر جا کر کہا... جلد ہی بیگم جمشید اندر سے نکلیں اور اندر جانے لگیں۔

اس کے بعد باورچی خانے کی تلاشی بھی ہوگئی۔

"بس تو پھر تلاشی کا عمل مکمل ہوا۔" محمود نے کہا۔

"جی نہیں... ابھی تو شروع ہوا۔"

"جی کیا مطلب؟"

"ہم نے بھی کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔"

انہوں نے پھر تلاشی لی... اب بیگم جمشید جس کمرے میں تھیں... ان کی تلاشی بعد میں لی گئی... یعنی انہیں وہاں سے دوسرے کمرے میں پہنچا کر... آخر وہ ایک بار پھر صحن میں آ گئے... ملٹری پولیس آفیسر بہت زیادہ عجیب نظروں سے انہیں بار بار دیکھ رہا تھا... آخر اس نے کہا:

"حیرت انگیز... حد درجے حیرت انگیز۔"

"جی... کیا حیرت انگیز۔"

"ہم لوگوں کے سامنے آپ گھر میں آئے تھے... یعنی ہم آپ کے دروازے کے سامنے ایک اوٹ والی جگہ پر پہلے ہی موجود تھے... ہم نے ایک خاتون اور اس کے ساتھ ایک مرد کو اندر داخل ہوتے ہوئے

Scanned and Uploaded By M N

دیکھا ... لیکن اب وہ دونوں اندر کہیں بھی نہیں ہیں...''

'' اگر یہ بات ہے... تب تو ان دونوں کو فوری طور پر مل جانا چاہیے کیونکہ ہمارا گھر زیادہ بڑا نہیں ہے۔''

''یہی بات ہے ... لیکن ہم اپنی آنکھوں کا کیا کریں۔''

'' آپ کی آنکھیں دھوکا بھی تو کھا سکتی ہیں۔'' محمود مسکرایا۔

'' کیا مطلب؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔''

'' ہو سکتا ہو... صرف ہم اپنے گھر میں داخل ہوئے ہوں... اور آپ کی آنکھوں نے غلط دیکھا ہو۔''

'' یہ دیکھیں ... میرے موبائل میں اندر داخل ہوتے ہوئے لوگوں کی فلم۔''

انہوں نے موبائل کیمرے میں فلم دیکھی ...اس میں وہ اندر داخل ہوتے صاف نظر آئے... ان سے پہلے تمیز الدین کی بیوی اندر جاتی نظر آئی تھی، لیکن وہ برقعے میں تھی ... پھر وہ تمیز الدین کے ساتھ اندر داخل ہوتے نظر آرہے تھے:

''آپ ان دونوں کی بات کر رہے ہیں۔'' محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' ہاں! ان دو کی۔''

'' اور آپ نے یہ تصاویر کس جگہ سے لی ہیں۔''

'' آپ کے گھر کے سامنے والی کوٹھی کی دیوار کی اوٹ سے۔''

'' بہت خوب! عدالت اس فلم کو ہرگز ثبوت نہیں مانے گی ...''

'' کیوں نہیں مانے گی۔''

'' اس قسم کے جعلی ثبوت بنانا آج کل عام ہو چکا ہے ... یہ بات آپ بھی جانتے ہیں، ہمارے میک اپ میں آپ کسی کو بھی یہاں لا سکتے تھے... دراصل یہ ہمارے خلاف ایک جال ہے ... ایک سازش ہے ...اور بس ... کیونکہ ...'' یہ کیونکہ محمود نے بہت تیز آواز میں کہا۔

''کیونکہ کیا۔'' آفیسر بھنا کر بولا۔

''کیونکہ بقول آپ کے ابھی ابھی یہ دونوں ہمارے گھر میں ہمارے ساتھ اندر داخل ہوئے ہیں ... تو پھر انہیں اندر ہونا چاہیے ... یا یہ بتانا چاہیے کہ اندر کوئی خفیہ جگہ ہے۔''

'' اس کا تو خیر اب ہمیں یقین ہو گیا ہے۔'' آفیسر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''کس کا۔''

'' یہ کہ آپ کے گھر میں ایک عدد خفیہ جگہ موجود ہے۔''

'' تب پھر اس خفیہ جگہ کو تلاش کرنا آپ کا کام ہے کیونکہ ہم اس بات سے انکاری ہیں کہ یہ دونوں اندر آئے ہیں۔''

'' اس میں شک نہیں کہ ہم وہ جگہ تلاش نہیں کر سکے... لیکن اس بات کو لکھ لیں، ہم ان دونوں کو یہاں سے فرار نہیں ہونے دیں گے۔''

'' یہ آپ کا کام ہے ... ہم کیا کہہ سکتے ہیں ... ویسے ان دونوں

Scanned and Uploaded By M N

پر الزام کیا ہے۔"

"جب یہ دونوں اندر ہیں ہی نہیں ... اور آپ انہیں اپنے ساتھ یہاں لائے ہی نہیں ... تو آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ ان پر الزام کیا ہے۔"

"ذہن میں سوال تو پیدا ہوتا ہے نا۔" محمود مسکرایا۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے ... کچھ بتانے کی ... جب انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ... تو انہیں الزام بتا دیں گے۔"

"آپ کی مرضی۔" پروفیسر داؤد نے کہا اور کندھے اچکا دیے۔

"بہتر ہوگا کہ آپ انہیں نہ چھپائیں اور ہم سے تعاون کریں ... آپ تو خود قانون کے محافظ ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ... ہم قانون کی مدد کرنے کی پوری کوشش کریں گے ... لیکن بات دراصل یہ ہے کہ یہ دونوں اندر نہیں ہیں۔"

"اچھی بات ہے ... دیکھا جائے گا، اب جو ہوگا، اس کے ذمے داری آپ پر ہوگی۔"

"جی اچھا۔" محمود نے کہا۔

وہ لوگ وہاں سے ہٹ گئے ... لیکن ان کے ماتحت بدستور گھر کے گرد موجود رہے ... ظاہر وہ کیسے جا سکتے تھے۔

اب وہ اندر آئے۔ دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا... فرزانہ نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اشارہ کیا کہ کوئی بات نہیں کرنی ... البتہ ادھر ادھر

کی باتیں کی جائیں گی:

"عجیب بات ہے ... ان لوگوں نے یہ فلم کس طرح بنا لی ... جب کہ ہمارے ساتھ کوئی اندر داخل نہیں ہوا۔" محمود نے بات شروع کی۔

"آج کل جعلی فلم بنانا بہت آسان کام ہے ... خیر ہمیں کیا ... ہم کیوں پریشان ہوں۔"

"بالکل ٹھیک ..."

"ویسے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ معاملہ کیا ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"میرے خیال میں تو یہ صرف اور صرف صدر صاحب کے خلاف کوئی سازش ہے۔"

"تب تو پھر ملک کی پولیس، فوج اور جتنے بھی حساس ادارے ہیں، ان سب کو صدر صاحب کا ساتھ دینا چاہیے ... لیکن ہم دیکھ رہے ہیں ... اس وقت پولیس بھی صدر کے خلاف کام کر رہی ہے۔" فرزانہ نے جھنجلانے کے انداز میں کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے ... کہ ..."

محمود کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ... اسی وقت ایک بار پھر دستک ہوئی تھی ... وہ چونک گئے ... پھر مسکرا دیے ... اور محمود نے دروازے پر جا کر کچھ پوچھے بغیر دروازہ کھول دیا ... اس نے دیکھا ... دروازے پر وہی لوگ تھے ... جنہوں نے تھوڑی دیر پہلے تلاشی لی تھی:

Scanned and Uploaded By M N

"اب کیا ہے جناب!"

"ہم ایک بار پھر تلاشی لیں گے۔"

"ضرور لیں۔"

انہوں نے پھر تلاشی لی ... باورچی خانے اور بیگم جمشید کے کمرے کی بھی اچھی طرح تلاشی لی، لیکن وہ کچھ بھی تلاش نہ کر سکے۔"

"آپ بتا کیوں نہیں دیتے۔" آفیسر نے جھلا کر کہا۔

"لیکن کیا؟"

"یہی کہ تمیز الدین خان اور اس کی بیوی کہاں ہے۔"

"اگر آپ کے خیال میں اور آپ کی بنائی ہوئی فلم کے مطابق وہ دونوں ہمارے گھر کے اندر موجود ہیں تو آپ انہیں تلاش کرلیں، آپ دو مرتبہ گھر کی تلاشی لے چکے ہیں، لیکن کچھ بھی تلاش نہیں کر سکے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے... ہم ان دونوں کو تلاش نہیں کر سکے ... لیکن ہیں وہ اندر ہی۔" آفیسر نے منہ بنایا۔

"بس تو پھر ... یہی ہم کہہ رہے ہیں ... تلاش کر لیں۔"

"ہم انہیں تلاش کر لیں گے اور آپ پر انہیں چھپانے کا مقدمہ درج کرائیں گے ... اس کیس میں آپ بچ نہیں سکتے ... اوپر سے صدر صاحب پر بھی رشوت کا الزام ہے ... وہ بھی نہیں بچیں گے۔"

"یہ ... آپ کہہ رہے ہیں... ملک کے صدر کے خلاف۔" مارے حیرت کے پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا۔

"ہاں!" آفیسر نے جھلا کر کہا۔

"کیوں... کیا آپ کا تعلق اس ملک کی پولیس سے نہیں ہے۔"

"بالکل ہے ... لیکن قانون سب کے لیے برابر ہے ... ملک کا صدر بھی اگر جرم کرے گا تو اسے بھی گرفتار کیا جائے گا۔"

"اور اگر آپ جرم کریں گے تو؟" محمود نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ہمیں بھی گرفتار کیا جائے گا۔"

"آپ کا تعلق ملٹری پولیس سے ہے ... یہی بات ہے نا۔"

"یہی بات ہے۔" منہ بنا کر کہا گیا۔

"تو کیا ملک کی فوج ملک کے صدر کے ماتحت نہیں۔" پروفیسر داؤد نے تیز آواز منہ سے نکالی ...

دراصل ان سب کو واقعی غصہ آرہا تھا ... کیونکہ یہ سب لوگ صدر صاحب کو مجرم ثابت کرنے کے لیے بے چین ہو رہے تھے۔

"ملک کی فوج ملک کے صدر کی نہیں ... ملک کے قانون کے ماتحت ہے... اگر صدر قانون کی خلاف ورزی کرے گا ... ان پر مقدمہ چلے گا ملک کی فوج انہیں صدارت سے ہٹائے گی۔"

"ہم سمجھ گئے۔" محمود نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آپ کیا سمجھ گئے۔"

"یہ کہ ملک میں مارشل لا لگانے کی کوشش ہو رہی ہے۔"

"یہ حالات آپ پیدا کر رہے ہیں ... تمیز الدین خان اور ان کی

Scanned and Uploaded By M N

بیگم کو گرفتار کروائیں ورنہ ملک مارشل لا کر گود میں چلا جائے گا۔"

"کیا کہا آپ نے۔" مارے حیرت کے وہ چلا اٹھے۔

"میں نے کہا ہے ... تمیز الدین خان اور ان کی بیگم کو اگر گرفتار نہ کرایا گیا، یعنی ہمارے حوالے نہ کیا گیا تو ملک مارشل لا کی گود میں چلا جائے گا۔" آفیسر نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں ... نہیں ... یہ نہیں ہو سکتا۔" پروفیسر چلا اٹھے۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔"

"آخر ان دونوں کی کیا اہمیت ہے۔" محمود چیخ پڑا۔

"بس ... ہو گیا ... صبر کا پیمانہ لبریز۔" آفیسر ہنسا۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگے ... کیونکہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ تمیز الدین خان اور ان کی بیوی کی کوئی ایسی اہمیت ہو سکتی ہے۔

اسی وقت آفیسر نے کہا: "ان دونوں کو ہمارے حوالے کرنا ہی ہوگا ... ان پر کوئی چھوٹا الزام نہیں ہے۔"

"اور وہ الزام کیا ہے۔"

"ان پر سیٹھ اکمل آچاری کے قتل کا الزام ہے۔"

"کیا!!!" مارے حیرت اور خوف کے ان سب کے منہ سے نکلا... چند لمحے تک وہ آفیسر کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہے ...

اسی وقت اس نے پھر کہا: "بلکہ یہ الزام ہی نہیں ... اصل بات

بھی یہی ہے ... ہمارے پاس اس بات کا مکمل ثبوت موجود ہے کہ تمیز الدین خان نے سیٹھ اکمل آچاری کو قتل کیا ہے۔"

"نن نہیں۔"

وہ ایک ساتھ بولے ...

عین اسی وقت انہوں نے گاڑی کی آواز سنی:

☆☆☆☆☆

Scanned and Uploaded By M N

مل گئے

"خان رحمان!" انہوں نے سرگوشی کی۔

"ہاں جمشید۔"

"میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں ... یہ کوٹھی ہمارے لیے چوہے دان بننے والی ہے ... لہٰذا فوری طور پر ... صدر صاحب کو فون کرو۔"

"اچھی بات ہے جمشید۔"

یہ بات کرتے ہوئے وہ رک گئے تھے... مروڑی ان سے آگے نکل گیا تھا، جب اس نے محسوس کیا کہ وہ ان کے ساتھ نہیں آ رہے تو اس نے فوراً مڑ کر کہا:

"کیا ہوا آپ رک کیوں گئے، کیا آپ کا شک دور ہوگیا ہے۔"

"نہیں ... شک تو اور بڑھ گیا ہے۔"

اس وقت تک انسپکٹر جمشید اکرام سے رابطہ کر چکے تھے:

"اکرام تم بھی اندر آجاؤ ... اس محل نما کوٹھی کی تلاشی صرف ہم دونوں نہیں لے سکتے۔"

"او کے سر۔"

آیئے جناب!" مروڑی نے طنزیہ کہا۔

"صرف دو آدمی تلاشی لینے کے لیے کافی نہیں ہوں گے ... میں نے اپنے کچھ ماتحتوں کو بھی بلایا ہے۔"

"اچھی بات ہے ... انہیں بھی بلا لیں۔" اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

انسپکٹر جمشید نے ایک نظر مروڑی پر ڈالی ... انہیں لگا وہ اندر ہی اندر ہنس رہا ہے ... گویا ان کا مذاق اڑا رہا ہے:

"ہمارے ماتحت آرہے ہیں... ہم انہیں ساتھ لے کر چلیں گے۔"

"آپ کی مرضی ... باہر تو بہت بہادری دکھا رہے تھے ... اندر آتے ہی کیا ہوگیا ہے آپ کو۔"

"ہم ذرا پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کے عادی ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہو اچھا۔"

اسی وقت اکرام تقریباً دس ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس دوران انسپکٹر جمشید خفیہ فورس کے انچارج سے بھی رابطہ کر چکے تھے۔ وہ اس سے کہہ رہے تھے:

"ہم اندر داخل ہو چکے ہیں ... اندر ہمارے لیے خطرہ ہے۔"

"فکر نہ کریں سر... پوری کوٹھی ہمارے گھیرے میں ہے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"بہت خوب!"

اسی وقت انہوں نے خان رحمان کی طرف دیکھا:

"فون ہو گیا خان رحمان ... کیا کہا ہے انہوں نے۔"

"ان کی طرف سے جواب نہیں مل رہا جمشید ... گھنٹی بج رہی ہے... لیکن وہ فون نہیں سن رہے۔"

"ہوں... خیر کوئی بات نہیں دیکھا جائے گا ... آؤ۔"

اب وہ اکرام کے ماتحتوں کے ساتھ اندر کی طرف چلے ... ان کے سامنے ایک بہت طویل برآمدہ تھا ... اس کے دونوں طرف کمرے تھے... برآمدے سے پہلے صدر دروازے کے دونوں طرف سرسبز باغ تھا ... اس میں پھلوں اور پھولوں کے پودے اپنی بہار دکھا رہے تھے، لیکن اس وقت وہ ان پر رک کر نظر نہیں ڈال سکتے تھے، وہ برآمدے میں آگئے تھے:

"اس برآمدے کے دونوں طرف کمرے ہیں ... پانچ اس طرف اور پانچ اس طرف ... برآمدے کے ختم پر دوسری طرف پھر ایک باغ ہے اور پھر ایک برآمدہ ہے ... اس برآمدے کے صرف ایک طرف کمرے ہیں ... اس برآمدے کے دوسری طرف ملازمین کے کوارٹرز ہیں ... اب آپ دیکھ لیں... کہاں سے تلاشی شروع کرنی ہے۔"

"پہلے اسی برآمدے کے کمرے دیکھ لیتے ہیں۔"

"شروع ہو جائیں ... کمروں کے دروازے بند نہیں ہیں۔"

انہوں نے باری باری ان سب کمروں کو دیکھا... ان میں صرف بیڈ بچھے تھے اور ضرورت کی دوسری چیزیں تھیں... انہوں نے ان کے غسل خانے بھی چیک کیے ... لیکن وہاں انہیں کوئی بھی نظر نہ آیا۔

اب وہ برآمدے سے گزر کر دوسرے باغ میں آگئے... اور ساتھ والے برآمدے کی طرف بڑھے... اس میں صرف سامنے کے رخ پانچ کمرے تھے ... ان پانچوں کو بھی انہوں نے اچھی طرح دیکھا ... ان میں بھی بیڈ موجود تھے... اور کوئی شخص نہیں تھا ... وہ اس برآمدے کے پچھلی طرف آئے... یہاں تین سرونٹ کوارٹر موجود تھے ... ان میں سے دو خالی تھے ... البتہ تیسرے میں ایک شخص بستر پر لیٹا سو رہا تھا:

"یہ کون ہے۔"

"یہ میرے والد صاحب ہیں ... انہیں بخار ہے۔" مروڑی نے منہ بنایا۔

"اوہ اچھا ... ان کے چہرے پر سے چادر ہٹائیں ذرا۔"

"آخر آپ کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"آپ کو معلوم تو ہے ... ہمیں ضامر بیگ کی تلاش ہے... اگر یہ صاحب نہیں ملتے تو ہمارے صدر صاحب پر لگایا گیا الزام درست ثابت ہو جائے گا ... اس صورت میں الٹا یہ کہا جائے گا کہ صدر صاحب نے انہیں غائب کرا دیا ... لہٰذا یہ ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ... آپ ہمیں اپنا کام کرنے دیں ... انسپکٹر شکارا ... آپ انہیں

Scanned and Uploaded By M N

سمجھائیں... آخر آپ پولیس آفیسر ہیں۔"

"مروڑی ... چادر ہٹا کر ان کا اطمینان کرا دیں۔"

"جی انسپکٹر صاحب۔" اس نے کہا اور اس شخص کے سر سے چادر ہٹا دی۔

انہوں نے دیکھا ... بستر پر ایک بوڑھا آدمی سویا ہوا تھا ... انہوں نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا ... پیشانی بری طرح تپ رہی تھی:

"اوہو ... انہیں تو بہت تیز بخار ہے ...اتنا تیز کہ یہاں رکھنا خطرناک ہوگا ... انہیں فوری طور پر ہسپتال لے جانا چاہیے یا کسی پرائیویٹ کلینک پر لے جائیں ... جہاں داخل کیے جانے کا انتظام ہو۔"

"ڈاکٹر کو بلایا تھا ... وہ آکر دیکھ گیا ہے ... اس نے دوا دی ہے اور انجکشن بھی لگایا، اس کا کہنا ہے ... دو گھنٹے تک بخار اتر جائے گا۔" مروڑی نے بتایا۔

"خیر ... آپ کی مرضی ... آپ کی جگہ میں ہوتا تو انہیں فوراً ہسپتال لے جاتا۔"

"دو گھنٹے تک اگر بخار نہ اترا تو میں یہی کروں گا۔"

"اچھی بات ہے لیکن بھئی یہ کیا۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

"جی ... کیا مطلب ..." مروڑی نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں پوری کوٹھی میں کوئی بھی نہیں ہے ... آخر ضامر بیگ کے بیوی بچے کہاں ہیں ...ان کے گھرانے کے افراد کہاں ہیں۔"

"ایک شادی میں گئے ہوئے ہیں ... صبح سے پہلے ان کی واپسی نہیں ہوگی۔"

"خیر ... انہیں چادر اوڑھا دیں ... اور آپ ہمارے ساتھ ضامر بیگ صاحب کے کمرے میں چلیں۔"

"ان کا کمرہ آپ دیکھ تو چکے ہیں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"اس وقت ہم صرف ضامر صاحب کو تلاش کر رہے تھے ... اب ایک اور چیز دیکھنے کا ارادہ ہے۔"

"اچھی بات ہے آیئے۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا ...

وہ سخت بیزار نظر آرہا تھا:

"اکرام ... تم اپنے ماتحت اس کمرے کے باہر چھوڑ دو ... کہیں اچانک ان کی طبیعت خراب ہوگی تو وہ ہمیں بتا تو سکیں گے۔"

"اوکے سر۔" اکرام نے فوراً کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔" مروڑی نے جلدی سے کہا۔

"جبکہ میرے خیال میں بہت ضرورت ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میں نے کہا نا ... اس کی ضرورت نہیں۔"

"اور میں نے بھی کہا نا ... اس کی ضرورت ہے۔"

"آپ ... عجیب ہیں۔"

"بلکہ میں غریب بھی ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"آپ کی مرضی ... جو کرنا چاہتے ہیں، کریں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"شکریہ ... اکرام تم خود دو ساتھیوں کے ساتھ ہی یہاں ہی رہنا... باقی ساتھیوں کو اندرونی حصے میں چاروں طرف مقرر کر دو ... نہ کوئی اندر آئے... نہ کوئی اندر سے باہر جائے ..."

"بہتر سر۔"

"باہر تو ہمارے ساتھی موجود ہیں۔"

"یس سر۔"

"آیئے جناب مروڑی صاحب اور انسپکٹر شنکارا صاحب۔"

"چلیے۔" ان دونوں نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"شاید آپ کو ہم پر غصہ آرہا ہے۔"

"ہاں! اس لیے کہ آپ بلاوجہ ہمارا اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں... ضامر صاحب ملک سے باہر ہیں اور آپ انہیں ان کی کوٹھی میں تلاش کر رہے ہیں۔"

"اوہ ... وہ کس تاریخ کو ملک سے باہر گئے تھے۔" انہوں نے زوردار آواز میں کہا۔

"آج سے چھ ماہ پہلے ... جولائی میں۔"

"بہت خوب! تب تو ہم واقعی اپنا اور آپ کا وقت ضائع کر رہے ہیں لیکن مشکل ایک اور ہے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"مشکل ایک اور کیا۔"

"ہم دوسرے کے بیان کی بجائے اپنا اطمینان کرنے کے عادی

ہیں ... جب تک ہمارا اطمینان نہیں ہو جاتا ... ہم اس بات کو درست نہیں مان سکتے۔"

"آپ کی مرضی... نہ مانیں ... خود ہی تنگ آکر مان لیں گے۔" انسپکٹر شنکارا نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے۔" وہ مسکرا دیئے۔

اب وہ ضامر بیگ کے کمرے میں آئے... تلاشی کے سلسلے میں وہ اس کمرے کو دیکھ چکے تھے ...اب انہوں نے کمرے کا جائزہ اور نظر سے لیا، دیواروں پر کسی کی تصویر نہیں تھی:

"ہمیں ضامر بیگ صاحب کی کوئی تصویر یا تصاویر دکھا دیں۔"

"تصاویر..." مارے حیرت کے ان دونوں کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! تصویریں۔"

"یہ کام تو گھر کا کوئی فرد ہی کر سکتا ہے جناب ... میں تو یہاں گارڈ ہوں۔"

"اوہ ہاں ... میں تو بھول ہی گیا ... خیر ہم صبح آجائیں گے۔"

"صبح کے بجائے آپ دوپہر کے بعد آیئے گا ... کیونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے ... گھر کے افراد دوپہر سے پہلے نہیں جاگیں گے۔"

"اچھی بات ہے ... لیکن یہ میز کی دراز تو کم از کم دیکھ لیتے ہیں ... ہو سکتا ہو کہ اس میں ان کی تصاویر یا دوسرے کاغذات مل جائیں ... اس طرح ہم کل آنے سے بچ جائیں گے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"میز کی دراز ... آپ دیکھ نہیں رہے ... دراز کو تالا لگا ہوا ہے۔"

"ہاں تو کیا ہوا ... آپ کو تو معلوم ہوگا ... اس دراز کی چابی کہاں رکھی جاتی ہے۔"

"دراز کی چابی ... یہیں ان کے بیڈ کے خانے کے پاس ہوتی ہے۔" اس نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"بس تو پھر چابی وہاں سے نکال کر دراز کھول دیں۔"

اسے دراز کھولنا پڑی ... دراز میں ضامر بیگ کے کاغذات موجود تھے... ان میں ان کی تصاویر بھی تھیں ... انہوں نے تصاویر کو غور سے دیکھا اور پھر ان کو جیب میں رکھ لیا:

"یہ کیا ... آپ نے تصاویر جیب میں رکھ لیں۔"

"ہاں! ہمیں ان کی ضرورت ہے۔"

دونوں کندھے اچکا کر رہ گئے... اور پھر وہ کوٹھی سے باہر آ گئے... اسی وقت نمبر ایک ان کے قریب آ گیا:

"بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ... اس کوٹھی سے ہو سکتا ہے کسی بیمار آدمی کو کہیں اور منتقل کیا جائے ... اس جگہ تک تعاقب کیا جائے... یہاں بھی موجود رہا جائے۔"

"آپ فکر نہ کریں سر۔"

"آج رات بہت اہم ہے ... اکرام ہم سے چوک ہو گئی تو صدر صاحب مارے جائیں گے۔"

"ہم رات بھر جاگتے رہیں گے سر۔"

"میں بھی چکر لگا لوں گا۔"

"اگر آپ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں تو ٹھیک ... ورنہ نگرانی کے لیے ہم کافی ہیں۔"

"خیر ... جیسی ضرورت ہوئی کر لیں گے۔"

وہ خان رحمان کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے:

"میرا خیال ہے خان رحمان دوسری پارٹی کی خبر لے لی جائے۔"

"ہاں جمشید ... میں تو خود پریشانی محسوس کر رہا ہوں۔"

"اس کیس نے ہمیں بری طرح نچایا ہے ...اور دراصل ... منصوبہ بندی سے ایسا کیا گیا ہے ... بس ان سے ایک چوک ہو گئی۔"

"کیا مطلب... چوک ہو گئی۔" خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"ہاں... انہیں اس کیس میں ہمیں شامل نہیں کرنا چاہیے تھا... ہمارے پتے پر وہ تکیہ نہیں بھیجنی چاہیے تھی ... لیکن یہ بھی ان کی مجبوری تھی... کیونکہ آخر کار صدر صاحب کو ہمیں بلانا پڑتا۔"

"آپ کا مطلب ہے ... یہ خالص صدر کے خلاف سازش ہے۔"

"ہاں خان رحمان ... یہ صرف اور صرف صدر صاحب اور ان کے چند وفادار ترین ساتھیوں کے خلاف سازش ہے لیکن ابھی مجھے یہ معلوم نہیں کہ سازش تیار کس نے کی ہے ... اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کسی دشمن ملک کے کہنے پر یہ سازش کی گئی ہے ... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دشمن ملک

Scanned and Uploaded By M N

میں ہی سازش تیار کی گئی ہو۔"

"لیکن جمشید ... ابھی تک تو ہمیں اس تکیہ کے بارے میں بھی پتا نہیں چلا۔"

"وہ تکیہ اس سازش کا حصہ ہے ... اسے زبردستی اس میں شامل کیا گیا ہے تاکہ ہم لوگ چکر پر چکر کھاتے رہیں ... چکراتے رہیں اور یہ لوگ اپنا کام کرتے رہیں۔"

"تو کیا جمشید ... تم سارا چکر سمجھ گئے ہو۔"

"تقریباً سمجھ گیا ہوں اور میرا اندازہ ہے کہ محمود، فاروق اور فرزانہ کے ساتھ پروفیسر داؤد بھی پریشان ہوں گے ... ہمیں چل کر ان کی مدد کرنی چاہیے۔"

"بس تو پھر جلدی چلو۔" خان رحمان پرجوش انداز میں بولے۔

اور انہوں نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی ... جلد ہی وہ گھر کے دروازے پر پہنچ گئے... انہوں نے دیکھا ... دروازے پر کچھ لوگ موجود ہیں... دروازے پر کھڑے لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہوگئے ... انہوں نے فرزانہ کی آواز سنی:

"اللہ کا شکر ہے آپ آگئے۔"

"اور ہم تمہاری پریشانی محسوس کر چکے تھے... میں نے خان رحمان سے یہ بات کہی تھی کہ تم لوگ ضرور اس وقت پریشان ہو۔"

"اوہو اچھا... کمال ہے۔" اس کے منہ سے نکلا۔

"یہ سب حضرات کون ہیں اور دروازے پر کیوں کھڑے ہیں... کیوں نہ ہم اندر چل کر بیٹھ جائیں ... اور اطمینان سے بات کر لیں۔"

"اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے بھلا۔"

"ان حضرات کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنے گھر میں ایک قاتل اور اس کی بیوی کو پناہ دے رکھی ہے۔"

"اوہو اچھا ... اور وہ کون ہیں۔"

"ان کے نام تمیز الدین خان اور ان کی بیگم ہیں۔"

"تو بیچارہ تمیز الدین خان اس الزام کی زد میں آگیا ... کمال ہے۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا ... پھر چونک کر بولے:

"آیئے ... اندر چلیں۔"

اب وہ سب ڈرائنگ روم میں آئے... انسپکٹر جمشید نے ملٹری آفیسر کا جائزہ لیا، پھر ان سے بولے:

"پہلے تو آپ اپنا تعارف کرا دیں۔"

"ہاں کیوں نہیں ... میں کیپٹن اندلسی ... کیپٹن وسیم اندلسی۔"

"میں انسپکٹر جمشید ہوں ... آپ کا کہنا ہے ہم نے یہاں اپنے گھر میں ایک قاتل کو پناہ دے رکھی ہے اور اس کا نام تمیز الدین خان ہے ... آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے بھلا کہ اس نے سیٹھ اکمل آچاری کا قتل کیا گیا ہے کیونکہ ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ ان کی لاش ان کی اپنی کوٹھی کے کمرے میں پائی گئی ہے ... ان کی کمر پر خنجر تھا

Scanned and Uploaded By M.N

اور خون پھیلا ہوا تھا ... کوٹھی کے دروازے پر پہرے دار بدستور موجود رہتے ہیں اور موجود رہے کیونکہ ہم نے بھی ان سے ملاقات کی تھی تو پھر تمیز الدین خان اندر کیسے پہنچا اور اسے سیٹھ صاحب کو قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں بتاتا ہوں ... ہم نے اس کے گھر سے وہ خنجر برآمد کر لیا ہے جس سے قتل کیا گیا ہے اور اس کے گھر سے ہم نے ایک پلاسٹک کی تکیہ بھی برآمد کی ہے، اس پر بھی اس کی انگلیوں کے نشانات ہیں... خنجر پر سیٹھ صاحب کا خون لگا ہوا تھا ... خون کو چیک کر لیا گیا ... اب رہا یہ سوال کہ وہ اندر کیسے داخل ہوا ... تو جناب ...سیٹھ صاحب نے اسے انٹرویو کے لیے بلایا تھا ..."

"انہوں نے اسے انٹرویو کیلئے مل میں بلایا تھا ... نہ کہ گھر میں۔"

"انہوں نے اسے مل میں ضرور بلایا تھا ... پھر ۳۱ دسمبر کی رات کو اپنے گھر میں بلایا تھا ... اور وہ بھی رات کو دس بجے ... یہ وہاں گیا... اس وقت سیٹھ صاحب کے آس پاس کچھ قیمتی پتھر ہیروں کی قسم کے رکھے تھے ... وہ ان کا کچھ حساب کتاب اور وزن وغیرہ چیک کر رہے تھے اور یہ ان کا شوق تھا ... بس اس نے ان کی لالچ میں سیٹھ صاحب کی کمر میں خنجر گھونپ دیا ... لیکن چالاکی یہ کی کہ وہ خنجر تو نکال لیا اور ایک دوسرا خنجر پھل پر سے پکڑ کر اس زخم میں اتار دیا ... اس طرح اس کی انگلیوں کے نشانات اس خنجر پر نہیں پائے گے۔"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے گیا تھا ... یعنی پورے دو عدد خنجر لے کر گیا تھا۔"

"ہاں! یہ اس کا منصوبہ ہی تھا ..."

"لیکن کیوں۔"

"یہ تو ہم اس سے معلوم کریں گے اور آپ دیکھیں گے کہ معلوم کر لیں گے۔"

"خوب خوب ... ضرور معلوم کریں ... ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے ... اس تکیہ پر بھی تمیز الدین خان کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔"

"جی ہاں بالکل۔"

"وہ تکیہ اور خنجر آپ کو کہاں سے ملے۔"

"اسی کے گھر سے ..."

"خوب! اب یہ بھی بتا دیں ... تمیز الدین خان کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"تمیز الدین خان سیٹھ اکمل کے خلاف بھرا بیٹھا تھا کیونکہ انہوں نے اسے ملازمت نہیں دی تھی۔"

"اوہ اچھا ... گھر آپ کے سامنے ہے ... آپ شوق سے اسے گرفتار کر سکتے ہیں ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ... آپ تلاش کر لیں۔"

"کر لیں تلاش۔" ملٹری آفیسر نے کہا۔

"ہاں اور کیا ... میں ذرا باتھ روم تک ہو آؤں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے پورے مکان میں ایک بار پھر ان دونوں کو تلاش کیا، لیکن وہ تلاش نہ کر سکے ... آخر واپس ڈرائنگ میں آئے... انسپکٹر نے کہا:

"ہم اس گھر سے ان دونوں کو تلاش نہیں کر سکے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ وہ ہیں یہیں۔"

"تب پھر نظر کیوں نہیں آئے۔"

"اس گھر میں ضرور کوئی بہت ہی خفیہ جگہ ہے۔"

"اس جگہ کو تلاش کرنا اور مجرم کو برآمد کرنا آپ کا کام ہے ... نہ ہمارا۔"

"فکر نہ کریں... ہم ان دونوں کو تلاش کر کے رہیں گے۔"

"ہماری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔"

"سر! یہ مل گئے ہیں۔"

انہوں نے آواز سنی۔

☆☆☆☆☆

نام

انہوں نے چونک کر آواز کی طرف دیکھا ... اندرونی طرف سے دو فوجی تمیز الدین خان اور اس کی بیوی کو پستول کی زد پر لیے آ رہے تھے:

"ویر گڈ ... یہ ہوئی نا بات ... اس کارنامے پر میں تمہیں بڑا انعام دلواؤں گا۔" کیپٹن اندلسی نے کہا۔

"میں بھی انہیں انعام دوں گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ تو کہہ رہے تھے ... تمیز الدین خان اس گھر میں نہیں ہیں اور آپ انہیں تلاش کر کے نہیں دکھا سکتے ... لیں... ہم نے دکھا دیا۔"

"میں کسی اور تمیز الدین کی بات کر رہا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ... کیا تمیز الدین خان کئی ہیں۔" کیپٹن کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں... کئی بھی ہو سکتے ہیں۔"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"آپ کو قاتل تمیز الدین کی ضرورت ہے جبکہ یہ مظلوم تمیز الدین ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"آج میرا جی اوٹ پٹانگ باتیں کرنے کو چاہ رہا ہے۔"

"مہربانی فرما کر اپنی اوٹ پٹانگ باتیں اپنے ماتحتوں سے کیجیے گا ... ہم سے تو آپ سیدھی سادی بات کریں ... آپ نے ایک قاتل کو پناہ دی ... یہ بھی تو جرم ہے۔"

"اگر یہ قاتل ہوں تب ... لیکن ہمارا دعویٰ ہے ... انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ... جرم ان کے سر تھوپا جا رہا ہے۔"

"تب پھر آپ یہ بات ثابت کر دیں۔"

"ہاں کیوں نہیں ... یہ تو اب ہو کر رہے گا۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"کیا ہو کر رہے گا۔"

"جس نے جرم کیا ہے یعنی سیٹھ اکمل آچاری کا قتل جس نے بھی کیا ہے ... اسے سزا مل کر رہے گی لیکن وہ تمیز الدین خان نہیں ہیں۔"

"آپ اپنی بات ثابت کر دیں یا وضاحت کریں ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"یہ وضاحت یہاں نہیں ہوگی ... ضامر بیگ کے گھر ہوگی۔"

"ضامر بیگ ... کون ضامر بیگ۔"

"صدر کے سابق مشیر۔"

"ان کا ذکر یہاں کیسے نکل آیا۔"

"اگر آپ سچائی جاننا چاہتے ہیں تو کچھ دیر انتظار کریں یا اپنے دفتر چلے جائیں، ہم آپ کو فون کر دیں گے، آپ فوراً آجایئے گا، پھر ہم آپ کو بتائیں گے، اس کیس کا مجرم کون ہے، اصل چکر کیا ہے۔"

"لیکن میں ملزمان کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں ... ہمیں تو حکم ملا ہے ... تمیز الدین کو جہاں سے بھی ہو جیسے بھی ہو ... گرفتار کر کے لاؤ۔"

"میں آپ کو رسید لکھ دیتا ہوں کہ یہ میرے پاس ہیں ... اگر ان پر جرم ثابت ہو جائے تو میں انہیں آپ کے حوالے کروں گا۔"

"نہیں جناب! میرے آفیسر یہ بات نہیں مانیں گے۔"

"کیا آپ کے آفیسر صدر صاحب کا حکم نہیں مانیں گے۔"

"کیا مطلب ... کیا آپ صدر صاحب کا حکم دکھائیں گے۔"

"ہاں ... بالکل۔"

"دکھا دیں ... میں چلا جاؤں گا۔"

"آپ کی مرضی ..." یہ کہہ کر انہوں نے خصوصی اجازت نامہ دکھا دیا ... کیپٹن اندلسی نے حیرت زدہ نظروں سے اسے پڑھا، پھر بولا:

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"بس تو پھر آپ چلے جائیں ... جب ہم فون کریں تو آ جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اس نے کہا اور وہ سب باہر نکل گئے:

Scanned and Uploaded By M N

"یہ تو کمال ہوگیا ابا جان ... ہمارا خیال تھا یہ کسی صورت نہیں مانیں گے اور انہیں لے کر ہی جائیں گے۔"

"دشمن کا پروگرام یہی ہے اور وہ ابھی ایک بار اور کوشش کریں گے کہ انہیں یہاں سے لے جائیں کیونکہ ان کا پلان اسی طرح مکمل ہو سکتا ہے۔"

"لیکن یہ انہیں مل کیسے گئے ... کیا یہ بات حیرت کی نہیں۔"

"نہیں... میں نے ہی انہیں اشارہ کیا تھا کہ یہ پوشیدہ جگہ سے باہر آ جائیں تاکہ ملٹری والے انہیں اپنی کامیابی خیال کریں کیونکہ ان کی جان پر بنی تھی ... حکم ملا تھا کہ انہیں ہر حال میں گرفتار کرنا ہے۔"

"آخر یہ چکر کیا ہے۔"

"چکر کا اختتام ہونے کو ہے ... آہستہ آہستہ چکر سمجھ میں آتا جا رہا ... اور مجرم اپنا داؤ کھیلنے کے لیے تیاری مکمل کر چکا ہے لیکن ... اسے ہماری تیاریوں کا علم نہیں۔"

"اور یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ حملہ آور ہوں گے تو اس کے لیے آپ تیاری کیوں نہیں کر رہے ... دوسری بات ... وہ اب کیوں حملہ کریں گے۔"

"یہ میرے اندازے ہیں جو غلط بھی ہو سکتے ہیں۔"

"یہی تو مشکل ہے ابا جان!" فاروق نے بڑا سا منہ بنایا۔

"یہاں مشکل کہاں ٹپک پڑی۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"مشکل کہیں سے بھی ٹپک سکتی ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"توبہ ہے تم سے ... ترکی بہ ترکی جواب دیئے چلے جا رہے ہو ... ایسا نہ ہو ... تمہاری ترکی تمام ہو جائے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"اسے کہتے ہیں زبردستی محاورے استعمال کرنا۔" محمود کی آواز آئی۔

"میں بتاتا ہوں... اس کیس میں ایک تیر سے تین شکار کرنے کی کوشش کی گئی ہے ..."

"ایک تیر سے دو شکار تو سنتے آئے تھے... آپ نے تین کر دیے۔" فاروق نے حیرت ظاہر کی۔

"میں نے نہیں... مجرموں نے۔" انہوں نے فاروق کو گھورا۔

"اوہ معاف کیجیے گا۔"

"ویسے جمشید ... اس بار نشانہ صدر صاحب ہیں ... کیا خیال ہے۔" پروفیسر داؤد نے قدرے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس میں شک نہیں۔"

"اب اس میں یہ بیچارے تمیزالدین صاحب کہاں سے آ گئے ... مجرم انہیں کیوں گھیر رہے ہیں۔"

"کیس میں ایک عدد قتل ہوا ہے نا ... اس کیلئے ایک مجرم کی ضرورت ہے ... یعنی انہیں ایک ایسے مسکین کی ضرورت ہے جو عدالت میں کیس لڑنے کے لیے وکیل تک نہ کر سکے اور پھانسی کے تختے پر چپ چاپ چڑھ جائے ... اُف یہ کیسے سنگ دل لوگ ہیں ... قتل خود کر کے

Scanned and Uploaded By M N

ایک غریب کو پھنسوانا چاہتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔

"تب تو یہ بہت اچھا ہوا... جمشید... تم ان کے مددگار ہو گئے۔" خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ سب اللہ تعالیٰ کے کام ہیں... جب وہ کسی کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ایسے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں۔"

"آپ اس بہن کو میرے پاس باورچی خانے میں بھیج دیں... یہ خوف محسوس کر رہی ہیں۔" بیگم جمشید کی آواز آئی۔

"اوہ ہاں... اور تمیز الدین صاحب کو ہم اندر لائبریری میں لے جاتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک۔"

عین اس لمحے دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ وہ بری طرح چونکے۔ انہوں نے فوراً ایک دوسرے کی طرف دیکھا... انسپکٹر جمشید دبی آواز میں بولے:

"اندازہ درست ثابت ہو گیا... آخر یہ لوگ آ گئے... بیگم ان دونوں کو اندر لے جاؤ اور دوسری خفیہ جگہ پر پہنچا دو... خود بھی وہیں رہو تاکہ اگر ہم ان کو روک نہ پائیں، تب بھی وہ ان تک نہ پہنچ پائیں... اگر وہ ان تک نہ پہنچ سکے تو یہ ہماری کامیابی ہوگی چاہے ہم نہ بچیں اور اگر وہ ان تک پہنچ گئے اور انہوں نے تمیز الدین خان کو سزا دلوا دی تو چاہے ہم زندہ بچ جائیں یہ ہماری ناکامی ہوگی لہٰذا حرکت میں آ جائیں۔"

"کیا آپ واقعی اس حد تک خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔"

"ہاں بالکل... اس وقت بھی اگر ہم ان کے حملے سے محفوظ ہیں تو صرف اس لیے کہ تمیز الدین خان ہمارے ساتھ ہیں... جونہی وہ انہیں یہاں سے نکال لیں گے... یہ ہمیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔"

"اوہ... اوہ۔"

"یہ وقت اوہ... اوہ کا نہیں ہے۔"

"آئیں بھئی چلیں۔" بیگم جمشید نے ان دونوں سے کہا اور انہیں اندر لے گئیں... ساتھ ہی انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

اس وقت انسپکٹر جمشید دروازے کی طرف بڑھے۔ اسی وقت دوسری طرف مرتبہ گھنٹی بجائی گئی:

"جی... کون صاحب؟" انہوں نے پوچھا۔

"دروازہ کھولو یا نہ کھولو... یہ کھل جائے گا۔" باہر سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"ایسی بھی کیا بات ہے... میں خود ہی کھول دیتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے انہوں نے باقی لوگوں کو ادھر ادھر مورچے بنانے کا اشارہ کیا... اپنے دائیں ہاتھ میں وہ پہلے ہی پستول سنبھال چکے تھے... پھر انہوں نے خود کو دیوار سے لگاتے ہوئے چٹخنی گرا دی۔

دروازہ زوردار انداز سے کھلا:

"خبردار کوئی حرکت نہ کرے... ورنہ اڑا دیں گے۔" بھاری بھرکم

Scanned and Uploaded By M N

آواز میں کہا گیا .. ساتھ ہی پندرہ کے قریب مسلح آدمی اندر آگئے ... ادھر جونہی وہ اندر آئے ... انسپکٹر جمشید گھر سے باہر نکل آئے... وہ اس بات کو محسوس تک نہ کر سکے ...

انہوں نے حملہ آوروں میں سے ایک کو کہتے سنا :

'' ارے یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے دروازے کی طرف مڑ کر دیکھا لیکن اس وقت تک انسپکٹر جمشید وہاں سے بیگم شیرازی کی طرف سرک چکے تھے۔

''دروازہ کھولنے کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے کسی چیز کی اوٹ لے لی ہے اور باقی لوگ پہلے ہی مورچے بند ہو چکے ہیں لیکن اس سے بھلا کیا ہوتا ہے ... کیوں بھئی اس سے بھلا کیا ہوتا ہے ... ہم بھی تو آخر پہلے ہی سوچ سمجھ کر آئے ہیں اور ہمارے باس بھی جانتے ہیں کہ اپنے ماتحتوں کو کس کے گھر بھیج رہا ہوں۔''

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا... پہلے وہ اس کی سننا چاہتے تھے کہ پتا تو چلے ...کیا انتظام کر کے آئے ہیں ...

اسی وقت اس نے پھر کہنا شروع کیا:

'' تو انسپکٹر جمشید تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ ہم بلٹ پروف لباسوں میں ہیں... اور ہمارے پاس جو پستول ہیں، ان پر سائیلنسر لگے ہیں ... ان کی آواز گھر کے باہر نہیں جائے گی ... اب دو باتیں ہوگئیں ...تم

ہمیں نشانہ نہیں بنا سکتے ، جب کہ ہم چپ چاپ تمہیں اپنی گولیاں کا نشانہ بنا کر یہاں سے رخصت ہو جائیں گے ... کیوں کیسی رہی ... ساتھیو... انہیں چن چن کر ...''

ابھی تم نے میری بات نہیں سنی۔'' انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

ان سب نے چونک کر اوپر دیکھا ... انسپکٹر جمشید انہیں مسکراتے نظر آئے... ساتھ ہی انہوں نے کہا :

'' ہمیں نشانہ بنانا ہے...تو تم سب کو اوپر آنا ہوگا۔''

'' کوئی پروا نہیں ... ہم آ رہے ہیں۔''

زینہ صحن میں ہی تھا ... وہ اندھا دھند اوپر کی طرف دوڑ پڑے... سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت پر آئے تو وہاں انسپکٹر جمشید نہیں تھے :

'' ارے یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔'' اس کے منہ سے نکلا۔

'' وہ ساتھ والی چھت پر ہوں گے۔'' اس کے ساتھی نے کہا۔

'' آؤ...''

وہ آن کی آن میں بیگم شیرازی کی چھت پر آگئے...

وہاں بھی کوئی نظر نہ آیا تو نیچے اترتے چلے گئے ... نیچے بھی کوئی نظر نہ آیا ...البتہ بیرونی دروازہ کھلا نظر آیا ... وہ باہر نکل آئے... اور پھر بیگم جمشید کے دروازے پر آئے...

وہ بھی چوپٹ کھلا نظر آیا۔

'' یہ کیا ... ان دونوں گھروں میں کوئی بھی نہیں ہے۔''

Scanned and Uploaded By M N

عین اس وقت اونچائی سے کوئی چیز ان کے سروں پر سے ہوتی زمین پر گری ... ساتھ ہی زبردست دھماکا ہوا ...اور وہ اچھل اچھل کر گرے ۔ دھواں چھٹا تو وہ سب کے سب لمبے لیٹے ہوئے تھے :

'' خس کم جہاں پاک... اب یہ بے چارے تو ہوگئے بے ہوش۔''

انسپکٹر جمشید کی آواز آئی ۔فوراً ہی انہوں نے اکرام کو ہدایات دی ...اور پھر وہاں اکرام کے ماتحت پہنچ گئے ۔ان سب کو جکڑ لیا گیا :

'' اکرام ! ان کی جگہ کمرۂ امتحان ہے ۔''

'' جی بہتر !''

'' ان سے پوچھنا ہے ... ان کا ماسٹر مائنڈ کون ہے ...''

'' بہت بہتر جناب !''

'' کوئی ان کا سفارشی آئے یا کوئی وکیل ان کی ضمانت کے کاغذات لے کر آئے تو انہیں نہ چھوڑنا ... اور مجھے فون کر دینا ۔''

''جی بہتر ...کیا خیال ہے ... انہیں چھڑانے کے لوگ آئیں گے ۔''

'' ہاں بالکل وہ دعویٰ کریں گے ... ان لوگوں نے کچھ نہیں کیا ... انہیں بلا وجہ پکڑا گیا ہے ۔''

'' پھر ہم کیا کریں گے ۔''

'' انہیں ہرگز نہ چھوڑنا ... مجھے فون کر دینا ۔''

'' اگر ایسی بات ہے جمشید تو ہم ساتھ ہی کیوں نہ چلیں ... سب مل کر ان لوگوں کا سامنا کریں گے ۔''

'' نہیں خان رحمان ... دشمن پوری تیاری کر چکا ہے ...ہمیں اس کی تیاری کا جواب دینا ہے ۔''

'' تیاری کا جواب ۔'' مارے حیرت کے فاروق کے منہ سے نکلا ۔

'' کیوں تمہیں کیا ہوا ... کیا یہ ناول کا نام ہو سکتا ہے ۔'' محمود نے اسے گھورا ۔

'' ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا ۔'' فاروق مسکرایا ۔

'' دھت تیرے کی ۔'' فرزانہ نے جھلا کر کہا ۔

اور پھر اکرام ان لوگوں کو لے کر چلا گیا :

'' ویسے جمشید ... میرا خیال ہے ، ان لوگوں کو چھڑانے کے لیے کوئی نہیں آئے گا ... یہ تو کرائے کے بدمعاش لگتے تھے ۔''

'' آج کل کے چھٹے ہوئے جرائم پیشہ لوگ ایسے ہی لوگوں کی مدد لیتے ہیں ... تم دیکھ لینا ۔''

'' اچھا تم کہتے ہو تو دیکھ لیں گے ۔'' خان رحمان نے منہ بنایا ۔

'' بھئی واہ ... انکل بھی ہمارے انداز میں باتیں کرنے لگے ہیں ۔'' محمود ہنسا ۔

'' تم نے سنا نہیں ... خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے ۔'' فرزانہ بولی ۔

'' آپ نے سنا انکل... آپ کو خربوزہ کہہ رہی ہے ۔'' فاروق نے خان رحمان کہا ۔

Scanned and Uploaded By M N

"مجھے ہی نہیں تمہیں بھی۔" خان رحمان ہنسے۔

"آؤ بھئی گھر میں چل کر بیٹھتے ہیں۔"

وہ اندر آگئے:

"اس ورزش نے بھوک بڑھا دی ہے جمشید۔" پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

"بیگم سنا تم نے۔"

"کھانا تیار کر چکی تھی... اوون میں گرم کرنے کی دیر ہے۔"

"بس تو پھر... شروع ہو جاؤ۔"

"جی اچھا۔"

جلد ہی وہ مزے مزے کی چیزوں سے انصاف کر رہے تھے۔

ایسے میں اکرام کا فون آگیا...

اسکرین پر نام دیکھتے ہی وہ بول اٹھے:

"میں نے کہا تھا نا، ان لوگوں کو چھڑانے کیلئے لوگ آئیں گے۔"

"لیکن جمشید... ہوسکتا ہے اکرام نے کوئی اور بات کرنے کے لیے فون کیا ہو... پہلے فون تو سن لو۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"جی اچھا۔" انہوں نے کہا اور بٹن دبا دیا... دوسری طرف سے فوراً ہی اکرام کی آواز سنائی دی:

"سر... آپ کا اندازہ درست نکلا... لوگ آگئے ہیں۔"

"اچھا اکرام... ہم بھی آرہے ہیں۔"

"جی اچھا!"

وہ کھانے کی چیزوں کو اسی طرح چھوڑ کر اٹھ گئے۔

باہر نکلتے ہوئے انہوں نے بیگم جمشید سے کہا:

"واپس آکر باقی چیزوں سے انصاف کریں گے۔"

"گویا اب انصاف کا بھی ادھار ہونے لگا۔" بیگم جمشید مسکرائیں۔

اور وہ سب مسکراتے ہوئے باہر آگئے۔

تیز رفتاری سے گاڑی چلاتے کمرۂ امتحان تک پہنچ گئے۔

وہاں ایک نہیں تین وکیل بیٹھے تھے۔

ان کے چہرے سرخ تھے... جب کہ اکرام مسکرا رہا تھا:

"لیجیے وہ آگئے... کرلیں بات۔"

وہ ان کی طرف مڑے:

"جی جناب فرمایئے۔"

"ان لوگوں کی ضمانت کے کاغذات ہمارے پاس موجود ہیں... ان کی ضمانت ہوگئی ہے... آپ فوری طور پر انہیں رہا کریں۔"

"عدالت دوسرے فریق کی بات سنے بغیر ضمانت نہیں لے سکتی... انہوں نے قاتلانہ حملہ کیا ہے، میں بھی وکیل ہوں... سمجھے جناب!"

"لیکن ہمارے پاس کاغذات ہیں..."

"کاغذات تو ہمارے پاس بھی ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب... آپ کے پاس کیسے کاغذات ہیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"اس بات کے کہ ہم چاہیں تو انہیں نہ چھوڑیں۔"

"حکم عدالت کا چلے گا... نہ کہ آپ کا۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"تو پھر چھوڑیں انہیں۔"

"آپ نے کہا ہے... حکم عدالت کا چلے گا... نہ کہ آپ کا۔"

"ہاں ہاں... ہاں... تو پھر۔"

"میرے پاس بھی عدالت کا حکم موجود ہے۔"

"دکھائیں کیا حکم موجود ہے اور کس عدالت کا حکم موجود ہے۔"

"جی اچھا!"

انہوں نے اپنی اندرونی جیب سے چند کاغذات نکالے...

پھر ان میں سے ایک الگ کر کے انہیں دے دیا۔

وہ ایک ساتھ اس کاغذ پر جھک گئے... فوری طور پر ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں...

پھر خاموشی سے اٹھے اور کمرے سے نکل گئے:

"کمال کر دیا جمشید... تم بھی پتا نہیں جیبوں میں کیا کچھ رکھتے ہو فاروق کی طرح۔" خان رحمان نے ہنس کر کہا۔

"یہ تم نے کیا کہا... فاروق کی طرح۔"

"ہاں یہ جیبوں میں نجانے کیا کچھ رکھتا ہے۔" خان رحمان مسکرائے

"ایسے تو پھر خان رحمان... پروفیسر صاحب بھی نہ جانے کیا کچھ

رکھتے ہیں، اپنی جیبوں میں۔"

"حد ہو گئی... نہ جانے کے پیچھے پڑ گئے ہاتھ دھو کر... اب ذرا ان لوگوں سے بھی تو دو دو باتیں ہو جائیں... ہاں بھئی تم لوگوں نے دیکھ لیا تمہارے وکیل بے چارے بالکل ناکام لوٹ گئے ہیں بلکہ بھیگی بلی کی طرح دوڑ لگا گئے ہیں لہٰذا تم خوشی سے اس بات کو ذہنوں سے نکال سکتے ہو کہ تمہیں چھڑا لیا جائے گا... میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں... جب تک میں نہ چاہوں گا تم رہا نہیں ہو سکو گے اور میرے چاہنے یا نہ چاہنے کا دار و مدار تم پر ہے... اگر تم زبان کھول دیتے ہو اور سچ سچ بتا دیتے ہو تو تم سے اس مرحلے پر بھی رعایت ہو سکتی ہے اگرچہ تم قاتلانہ حملے کے مجرم ہو۔" انسپکٹر جمشید رکے بغیر کہتے چلے گئے۔

ان کی بات سن کر وہ خاموش رہے، شاید ان کے پاس کہنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں:

"تم نے جواب نہیں دیا... خیر میں تم سے پوچھتا ہوں... تم کس کیلئے کام کر رہے ہو... تمہیں ہم پر حملہ کرنے کا حکم کس نے دیا تھا۔"

"ہم اس کا نام نہیں جانتے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆☆☆

Scanned and Uploaded By M N

بیمار آدمی

چند لمحے تک وہ خاموش رہے۔
اور وہ سب ان کی طرف دیکھتے رہے۔
آخر انسپکٹر جمشید نے کہا:
"بتا کر ہی جان چھوٹے گی ورنہ انہی شکنجوں میں کسے رہو گے۔"
"ہم ... جو ہمیں معلوم ہے ... صرف وہی بتا سکتے ہیں۔"
"تو میں اور تمہیں کیا کہہ رہا ہوں۔"
"ہم ایک مدت سے اس کے لیے کام کر رہے ہیں ... وہ ہم سے بس اسی قسم کے کام لیتا ہے ... کہیں بم دھماکا ... کہیں کسی پر حملہ ... ایسے کاموں کا وہ ہمیں اچھا بھلا معاوضہ دیتا ہے۔"
"بالکل ٹھیک ... آپ اس سے زیادہ کیا بتا سکتے ہیں۔"
"یہ کہ ہمارا معاوضہ اسی عمارت میں ہر ماہ کی یکم کو مل جاتا ہے۔"
"عمارت کس کی ہے۔"
"ہمیں نہیں معلوم ... ہم تو وہاں جاتے ہیں، دروازے پر دستک

دے کر اور دروازہ دھکیل کر اندر چلے جاتے ہیں ... ہم آپ کو اس عمارت تک لے جا سکتے ہیں ... وہاں سے ہماری انگلیوں کے نشانات مل جائیں گے ... اس طرح ہماری بات درست ثابت ہو جائے گی ... لیکن ہم اس کو نہیں جانتے ... البتہ ہمیں احکامات موبائل پر بھی ملتے تھے اور اس کے علاوہ اس عمارت میں بھی ملتے تھے ... اس کے پاس ہم سب کے موبائل نمبر ہیں ... عمارت میں باس کی صرف آواز آتی تھی اور ہمیں وہ وہاں کبھی نظر نہیں آیا۔"
"اس کا موبائل نمبر کیا ہے۔"
"ہمارے موبائل میں باس کے نام سے فیڈ ہے۔"
انہوں نے نمبر نوٹ کر کے اس پر ڈائل کیا ... موبائل بند تھا... انہوں نے فوری طور پر اس سم کے بارے میں معلوم کیا ... موبائل فون کی سم کسی شریف خان کے نام تھی ... اس کا پتا بھی انہوں نے نوٹ کر لیا ... شریف خان کے شناختی کارڈ پر پتا 9 مونو لینڈ لکھا تھا:
"وہ عمارت کہاں ہے۔"
"زواری ٹاؤن میں۔"
"خوب ... پہلے ہم اس عمارت کو دیکھ لیتے ہیں ... پھر شریف خان والے پتے پر چلیں گے ... تم میں جو انچارج یا استاد ہے ... وہ ہمارے ساتھ چلے باقی یہیں رہیں گے ... اب آپ کو شکنجے میں نہیں کسا جائے گا ... کھانے پینے کو اچھی طرح دیا جائے گا اور آرام کرنے کا موقع بھی

Scanned and Uploaded By M N

لیکن رہیں گے حراست میں ... فیصلہ بعد میں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" انہوں نے سر ہلا دیے۔

اب وہ استاد کو ساتھ لے کر وہاں سے نکلے ... شریف خان والے پتے مونو ٹاؤن والی عمارت پر تالا لگا ہوا تھا ... اس کی تو خیر انہیں امید تھی... پہلے انہوں نے دائیں بائیں والوں سے معلومات لیں ... ان سے پتا چلا، کسی زمانے میں یہاں شریف خان نام کا آدمی رہتا تھا لیکن پھر وہ اپنا مکان فروخت کر گیا ... اب یہ مکان کرائے کے لیے ہے ... کرایہ دار آتے رہتے ہیں ... جاتے رہتے ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

کیونکہ اس صورت میں تو مکان کو اندر سے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ... انہوں نے پڑوسی سے پوچھا:

"آپ شریف خان کا حلیہ بتا سکتے ہیں۔"

"جی ہاں کیوں نہیں... وہ لمبے قد کا سیاہ سے رنگ کا آدمی تھا... اس کے چہرے پر موٹی سی ناک نمایاں تھی..."

"بس کافی ہے... ہم شناختی کارڈ کے نمبروں کے ذریعے اس کی تصویر دیکھ لیں گے ... آپ کا شکریہ۔"

انہوں نے فوراً اکرام کے نمبر ملائے... سم کا نمبر نوٹ کرایا اور پھر اس سے کہا: "یہ سم شریف خان کے نام کی ہے ... اس کے بارے میں معلومات اور اس کی تصویر وغیرہ حاصل کر لو..."

"بہت بہتر سر۔"

اب وہ زواری ٹاؤن والی عمارت کی طرف روانہ ہوئے ... استاد انہیں راستہ بتاتا رہا...

یہاں تک کہ وہ ایک بہت پرانی عمارت تک انہیں لے آیا:

"یہ ہے وہ عمارت... اس میں ہم باس کی آواز سنتے رہے ہیں۔"

"بہت خوب ... لیکن آج تو اس کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔"

"اور ایسا میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"ہوں ... خیر ... کوئی بات نہیں۔"

انہوں نے اس عمارت کے بھی پڑوسیوں کو باہر بلایا:

"یہاں کون رہتا ہے۔"

"یہاں کوئی بھی نہیں رہتا۔"

"میرا مطلب ہے ... یہ عمارت کس کی ہے۔"

"کسی زمانے میں یہاں ایک پاگل سا آدمی رہتا تھا ... پہلے تو خیر وہ پاگل نہیں تھا ... پھر اچانک اس پر پاگل پن کے دورے پڑنے لگے ... اور ایک دن وہ غائب ہی ہو گیا ... جاتے ہوئے تالا لگا گیا تھا ... پھر اس مکان سے پراسرار آوازیں آنے لگیں جیسے اس میں جنوں اور بھوتوں کا بسیرا ہو گیا ہو ... ایک دن دروازے کا تالا بھی غائب ہو گیا ... پڑوس کے لوگوں نے اندر جا کر دیکھا... اندر کوئی نہیں تھا البتہ خوفناک آوازیں ضرور سنائی دے رہی تھیں ... لوگ ڈر کر باہر آ گئے ...

Scanned and Uploaded By M N

اس کے بعد کئی بہادر لوگوں نے اندر جا کر دیکھا ... ایک صاحب نے ایک دن اعلان کیا تھا ... میں اس میں رات رہ کر دکھاؤں گا ... لیکن وہ رات کے درمیانی حصے میں ہی چیختا چلاتا باہر نکلے اور بھاگ گئے۔"

"وہ کون تھا ... کیا اس محلے کا تھا۔" انہوں نے پوچھا۔

"جی نہیں... اس مکان کے بارے میں سن کر آیا تھا ... اس نے آس پاس والوں سے ملاقات کی تھی اور بتایا تھا ... وہ آسیب سے نہیں ڈرتا ...لہٰذا ان کو بھگا دے گا۔ اب مکان کا مالک تو یہاں تھا ہی نہیں... لہٰذا لوگوں نے سوچا رات گزارنے دو ... ان کا کیا جاتا ہے ... بس اس کے بھاگنے کے بعد پھر کسی نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔"

"اور دروازے پر تالا کس نے لگا دیا۔"

"یہ ہم نے ابھی دیکھا ہے ...ورنہ اس پر تو تالا ہوتا ہی نہیں۔"

"حیرت ہے، کمال ہے ...محمود اس تالے پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھا لو۔"

"جی اچھا۔"

اس نے نشانات اٹھا لیے... اب انہوں نے اپنی چابی کے ذریعے تالا کھول ڈالا اور لگے اندر داخل ہونے:

"یہ کیا ... آپ اندر داخل ہو رہے ہیں، آسیب سے نہیں ڈرتے۔"

"اگر یہ مکان واقعی آسیب زدہ ہوتا تو اس وقت اس کے دروازے پر تالا نہیں ہو سکتا تھا۔"

"اوہ!" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

اب وہ اس میں داخل ہوئے ...اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

"بھئی انچارج ... یہ بات تو سمجھ میں نہیں آئی۔"

"جی کون سی۔"

"آخر آس پاس کے لوگ تم لوگوں کو اندر داخل ہوتے ہوئے کیوں نہیں دیکھتے تھے۔"

"اس لیے ہم یہاں رات کی تاریکی میں آتے رہے ہیں اور چوری چھپے آتے رہے ... یہی ہدایات تھیں۔"

"اوہ اچھا تب تو ٹھیک ہے ... باس نے جان بوجھ کر اس مکان کو آسیب زدہ مشہور کر دیا ہے ...اور ہو سکتا ہے کہ یہ باس کا اپنا مکان ہو ...لہٰذا یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ یہ مکان کس کا ہے۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔"

"ٹھیک ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کس کمرے میں ہدایات ملتی تھیں۔"

وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا ... وہاں کرسیاں موجود تھیں:

"پروفیسر صاحب ... آپ ذرا چیک کر لیں... یہاں خفیہ اسپیکر وغیرہ کا نظام موجود ہے یا نہیں۔"

انہوں نے سر ہلا دیا اور بولے:

"ہاں جمشید ...اس کمرے میں آواز سننے کا حساب کتاب ہے۔"

"تب پھر اس کمرے میں چلتے ہیں، جس میں بیٹھ کر وہ بولتا تھا

Scanned and Uploaded By M N

... اس کمرے میں اس کے آثار موجود ہوں گے...''

''اچھی بات ہے جمشید۔''

اس مکان میں چھ کمرے تھے... پورا مکان پرانی طرز کا تھا... اس کے ایک کمرے میں مائیک نظر آیا... گویا وہ نا معلوم شخص اس کمرے میں بیٹھ کر انہیں ہدایات دیتا تھا... انہوں نے اس کمرے کی ہر چیز سے انگلیوں کے نشانات اٹھا لیے ...مکان کی ہر چیز کی تلاشی بھی لی گئی۔ ایک الماری میں سے انہیں پلاسٹک کی بہت سی ٹکیاں مل گئیں:

''پروفیسر صاحب... آپ نے یہی نتیجہ نکالا تھا نہ کہ ان ٹکیوں میں کوئی بات نہیں ہے... یعنی یہ عام پلاسٹک کی ٹکیاں ہیں۔''

''ہاں جمشید... ان میں کوئی بات بھی نہیں ہے۔''

''بس تو پھر اس شخص نے بلاوجہ سسپنس بگھارنے کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش میں کامیاب رہا ہے... ہم واقعی ان ٹکیوں کے چکر میں پڑ گئے تھے... اب میں یہ بات بھی کہہ سکتا ہوں... جو شخص پاگل ہوگیا تھا... وہ دراصل پاگل پن کا ڈرامہ کر رہا تھا تاکہ وہ پاگل پن میں بھاگ جائے اور آس پاس کے لوگ اس مکان کو آسیب زدہ خیال کریں... اس کا رخ بھی نہ کریں... چنانچہ ایسا ہی ہوا... محلے کے لوگ اس سے دور دور رہنے لگے... اور وہ اس میں اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتا رہا... انہیں تنخواہیں بھی ادا کرتا رہا...''

''آپ... آپ کا مطلب ہے... باس وہی پاگل تھا۔''

''ہاں تو اور کیا... اور اب ہمارے لیے اس پاگل کو تلاش کرنا مشکل کام نہیں رہا... ہمارے پاس ایک فون نمبر ہے... اس کے ذریعے اس کا سارا زائچہ نکل آئے گا... اب وہ بچ نہیں سکتا۔''

یہ کہہ کر انہوں نے اکرام کو فون کیا، سلسلہ ملتے ہی بولا:

''ہاں اکرام... موبائل سم سے کیا کچھ معلوم ہوا۔''

''سر... اس سم سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا... یہ سم مدت ہوئی چوری ہوگئی تھی... لیکن جس شخص کی یہ تھی... اس نے موبائل کمپنی کو یہ بات نوٹ کروائی کہ اس کی سم چوری ہوگئی ہے...''

''اس کا مطلب ہے... ان لوگوں کا باس چوری کی سم سے اپنا کام چلا رہا تھا... دھت تیرے کی... اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے... وہ کوئی عام جرائم پیشہ نہیں ہے، کوئی بہت ماہر آدمی ہے...''

عین اس لمحے موبائل کی گھنٹی بجی... انہوں نے دیکھا... خفیہ فورس کے انچارج کا فون تھا۔

ان پر جوش سوار ہوگیا... کیونکہ اسی کے فون کا تو انہیں انتظار تھا:

''السلام علیکم سر!''

''ہاں نمبر ایک... کیا رپورٹ ہے۔''

''سر... ہم نے نگرانی کی ہے... آدھی رات کے وقت دروازے پر ایک ایمبولینس آئی... ہم پہلے ہی تیار تھے... ایمبولینس کے جھانسے میں نہیں آئے... بلکہ اس کا تعاقب کیا۔''

Scanned and Uploaded By M N

"بہت خوب نمبر ون ... مجھے تم سے یہی امید تھی ..."

"شکریہ سر... آگے سنیے۔"

"ہم ایک پرائیویٹ ہسپتال تک پہنچے ... اس ایمبولینس سے ایک مریض کو اتار کر ہسپتال کے اندر لے جایا گیا ... ہم سائے کی طرح ساتھ تھے... جلد ہی اس شخص کو ہسپتال کے پچھلے دروازے پر لایا گیا اور ایک کار میں بٹھا دیا گیا۔"

"اوہ ... اوہ۔"

"ہم نے اس کا تعاقب کیا ... ہم اب اس گھر کے سامنے موجود ہیں لیکن یہ وہ گھر نہیں جہاں سے اسے ہسپتال لے جایا گیا تھا۔"

"اب وہ کہاں ہے۔"

"لیگ روڈ ... مکان نمبر 102۔"

"ہم آرہے ہیں... تم وہیں ٹھہرو گے۔"

"ضرور سر ... کیوں نہیں۔"

وہ اسی وقت وہاں سے روانہ ہوئے ... اس وقت رات کے دس بج رہے تھے ... وہ سیدھے اس عمارت کے باہر پہنچ گئے... نمبر ایک فوراً ان تک آگیا:

"ہاں نمبر ایک کیا رپورٹ ہے۔"

"وہ ابھی اندر ہی ہے ... اس عمارت کے گرد بھی زبردست پہرہ ہے ... نہ کوئی آسکا ہے ... نہ کوئی جا سکا ہے۔"

"بہت خوب! محمود دستک دو۔"

محمود نے آگے بڑھ کر گھنٹی کا بٹن دبا دیا ... جلد ہی قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا ... ساتھ ہی دروازہ کھولنے والے کے منہ سے نکلا: "شیر جان ... حالات کیا ہیں۔"

پھر فوراً ہی وہ چلا اٹھا:

"کیا مطلب ... کون ہیں آپ۔"

"ہمیں افسوس ہے، ہم میں سے کوئی شیر جان نہیں ...اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ شیر جان کا انتظار کر رہے ہیں تو ہم ایک عدد شیر جان کو اپنے ساتھ لے آتے۔"

"یہ کیا بات ہوئی ... تم کون ہو۔"

"دراصل ہمارا تعلق پولیس سے ہے۔"

"کیا مطلب ... پولیس۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"جی ...پولیس۔" محمود مسکرایا۔

"لگتا تو نہیں... میرا مطلب ہے ...پولیس اس شریفانہ انداز میں تو بات نہیں کرتی۔"

"ہم ذرا اور قسم کے پولیس والے ہیں۔"

"اچھا خیر... کیا کام ہے۔"

"سنا ہے ... اس مکان میں کوئی بہت زیادہ بیمار آدمی ہے۔"

"تم کو اس سے کیا ... ہے یا نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

Scanned and Uploaded By M N

وہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔

"یہ آپ کا مکان ہے۔"

"ہاں ہے۔" اس کا لہجہ کڑوا تھا۔

"ہمیں تلاشی لینی ہے۔" انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔

"کیا مطلب؟" اس نے پہلی بار خوف زدہ آواز میں کہا۔

"میں نے کہا ہے، ہمیں اس مکان کی تلاشی لینی ہے۔"

"لیکن کیوں۔"

"بس ہماری مرضی، یہاں ایک عدد مجرم چھپا ہوا ہے۔"

"آپ کو غلط اطلاع ملی ہے۔"

"اطلاع بالکل درست ہے... اگر آپ کو یقین نہ آئے تو مزید سن لیں، اس بیمار آدمی کو ضامر بیگ کی کوٹھی سے یہاں لایا گیا ہے۔"

"کس کی کوٹھی سے؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ضامر بیگ کی کوٹھی سے۔"

"میں کسی ضامر بیگ کو نہیں جانتا۔"

"بہت ہی اچھی بات ہے کہ آپ ضامر بیگ کو نہیں جانتے... آپ کا نام؟"

"اجمال خان... میں ریٹائرڈ پروفیسر ہوں۔"

"ہمارے پاس آپ کے گھر کی تلاشی کے وارنٹ ہیں... یہ آپ دیکھ لیں اور ہمیں تلاشی لینے دیں... اگر آپ کے گھر میں کوئی شخص چھپا

ہوا نہیں ہے جس کی تلاش ہے تو آپ سے معاف مانگ لیں گے۔"

"ہم نے کہا نا... یہاں کوئی نہیں ہے..."

"یہ تو اور اچھا ہے... ہم خود ہی شرمندہ ہو کر چلے جائیں گے۔"

"ٹھیک... آپ کی مرضی... آپ تلاشی لے لیں۔"

اکرام کو بلایا جا چکا تھا... اور مکان کے گرد گھیرا ڈال چکا تھا... خفیہ فورس الگ اپنا کام پختہ کر چکی تھی... لہٰذا انہوں نے اکرام سے کہا:

"آؤ اکرام... اس مکان کی تلاشی لے لو... یہاں ایک بیمار آدمی موجود ہے... اسے تلاش کرنا ہے..."

پھر وہ اجمال خان کی طرف مڑے:

"اور جناب پروفیسر صاحب... ہم ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہیں، آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں... گھر کے افراد کو آپ ایک کمرے میں جمع کر لیں... جب مکان کی تلاشی لے لی جائے گی تو اس کمرے سے گھر کے افراد باہر آ جائیں گے... ہم اس کمرے کی تلاشی لے لیں گے۔"

"آپ کی مرضی... میں گھر کے افراد کو ایک کمرے میں آ جانے کے لیے کہہ دیتا ہوں۔"

"بالکل ٹھیک..."

وہ اندر آ گئے... پھر خود جانے لگا تو انسپکٹر جمشید نے کہا:

"فرزانہ! تم ان کے ساتھ جاؤ... جب یہ اپنے گھر والوں کو ایک کمرے میں جمع کر لیں تو ان افراد کو گن لینا..."

Scanned and Uploaded By M N

''جی اچھا!'' فرزانہ نے فوراً سر ہلایا۔

''یا فرمایا... گن لینا۔'' پروفیسر اجمال خان نے حیران ہو کر کہا۔

''جی ہاں تلاشی کا یہی طریقہ ہے... ہم بعد میں گھر کے افراد کو گن لیں گے۔''

''آپ جائیں ...آپ کا کام جانے؟'' اس نے کندھے اچکائے۔

فرزانہ اس کے ساتھ چلی گئی ... جلد ہی اس نے آواز دی:

''ابا جان! میں یہاں کمرے کے باہر موجود ہوں... آپ انکل کو یہاں بھیج دیں۔''

''اچھی بات ہے فرزانہ ...اکرام تم فرزانہ کے پاس چلے جاؤ۔''

اکرام باہر نکل کر فرزانہ کے پاس آگیا:

''ہاں فرزانہ!''

''اس کمرے کے باہر پہرہ دیں انکل ... اندر چھ افراد ہیں... تین عورتیں اور تین بچے ...''

''اوہ اچھا۔''

اب فرزانہ ڈرائنگ روم میں آئی۔

پروفیسر اجمال خان اس کے ساتھ تھے:

''ابا جان ... گھر کے چھ افراد ایک کمرے میں موجود ہیں ... اب آپ پورے گھر کی تلاشی لے سکتے ہیں۔''

''محمد حسین آزاد ... اپنے ماتحتوں کے ساتھ تلاشی لے لو ... ہمیں

ایک بیمار آدمی کی تلاش ہے۔''

''جی اچھا۔''

وہ لوگ حرکت میں آگئے ... پندرہ منٹ بعد ان کی واپسی ہوئی...

محمد حسین آزاد نے کہا:

''سر! پورے مکان میں کوئی نہیں ہے ...کمرے میں بند جو لوگ ہیں ... بس وہی ہیں یا پھر پروفیسر صاحب ہیں ... یہ پہلے ہی آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔''

''ایک نظر ہم بھی دیکھ لولیں۔''

''جی ضرور دیکھ لیں ...''

''جی اچھا!''

اب ان لوگوں نے پورے مکان کو دیکھا ...کوئی بیمار آدمی نہیں تھا۔

آخر وہ ڈرائنگ روم میں آگئے:

''ہمیں بھی کوئی بیمار آدمی نہیں ملا ... فرزانہ کمرے میں جو تین عورتیں اور تین بچے ہیں... ان میں تو کوئی بیمار مرد نہیں ہے۔''

''جی نہیں... تین عورتیں اور تین بچے ہیں۔''

''یہاں ایک شخص ایسا ہونا چاہیے جو بیمار ہے۔''

''میں دیکھ لیتی ہوں۔''

فرزانہ اس کمرے میں چلی گئی۔

اس نے ان کا غور سے جائزہ لیا ... پھر اس کمرے کو بھی دیکھا۔

Scanned and Uploaded By M N

لیکن وہاں کوئی بیمار آدمی نہیں تھا۔

اس نے واپس آکر بتایا:

"ابا جان میرا خیال ہے، آج کا دن آپ کی ہار کا دن ہے۔"

"نہیں فرزانہ۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"جی... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا ہے... اس گھر میں ایک عدد بیمار آدمی موجود ہے۔"

"تب پھر آپ ہی اسے تلاش کر سکتے ہیں... ہم تو ہار گئے۔"

"اوہ ہاں... اب میری باری ہے... اب تم سب یہاں ٹھہرو... اکرام اس کمرے کے دروازے پر بدستور موجود رہے..."

"جی اچھا!"

اب انسپکٹر جمشید خان رحمان اور پروفیسر داؤد باہر نکلے... انہوں نے بھی مکان کی تلاشی لی... لیکن وہاں کہیں بھی کوئی بیمار آدمی نہیں تھا:

"لگتا ہے آج تمہارے اندازے دھرے رہ جائیں گے۔"

"نہیں۔"

"خان رحمان ٹھیک کہہ رہا ہے جمشید۔" پروفیسر داؤد بول پڑے۔

"مجھے ایک چکر لگا لینے دیں۔"

"ضرور جمشید... کیوں نہیں... تم اپنا زور لگا لو۔"

"زور لگانے کی ضرورت نہیں، آنکھوں سے دیکھوں گا۔"

"میرا مطلب ہے... اپنی پوری کوشش کر لو۔"

"اچھی بات ہے۔"

اب انہوں نے اپنے حساب سے تلاشی لی اور پھر ڈرائنگ روم میں واپس آگئے۔

سب کی نظریں ان پر جمی تھیں۔

"کیا رہا ابا جان۔"

"کامیابی۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"کامیابی... آپ نے اس کو تلاش کر لیا۔"

ہاں بالکل۔"

"نن نہیں... حیرت ہے، کمال ہے۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"اس میں شک نہیں... اس گھر میں ایک بیمار آدمی موجود ہے۔"

"لیکن وہ کہاں ہے۔"

وہ ایک ساتھ چلائے۔

☆☆☆☆☆

Scanned and Uploaded By M N

کہانی

انہوں نے سب پر ایک نظر ڈالی، مسکرائے، پھر کہنے لگے:

"اس پیار نے چھپنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے، اس لیے آخر کار وہ اللہ تعالیٰ پکڑ میں آ گیا... اس نے ہم کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی، لیکن جال میں آ ہی گیا۔"

"کیا مطلب... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہمیں یہ کہانی شروع سے سنانی پڑے گی بلکہ صدر صاحب اور ان کے قریبی ساتھیوں کی موجودگی میں سنانی پڑے گی تب ہی بات بنے گی ... میں صدر صاحب کو فون کرتا ہوں۔"

"کیا مطلب ... صدر صاحب یہاں آئیں گے۔" مارے حیرت کے خان رحمان نے کہا۔

"انہیں یہاں نہیں بلاتے ... وہ ہمیں جہاں مناسب سمجھیں گے بلا لیں گے ... کیا خیال ہے؟" یہ کہہ کر انہوں نے سب کی طرف دیکھا۔

"یہ زیادہ مناسب رہے گا۔"

انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ملائے ... سلسلہ ملنے پر بولے:

"جناب عالی ... ہم نے کیس حل کر لیا ہے اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ایسا آپ کی، آئی جی صاحب کی اور جو بھی اس کیس سے متاثر ہوئے ہیں، ان سب کی موجودگی میں بات کرنا چاہتے ہیں ... اور مناسب ہوگا کہ میڈیا کے نمائندوں کو بھی دعوت دی جائے تاکہ وہ بھی ساری بات سن لیں ..."

"اچھی بات ہے جمشید ... اس میٹنگ کا انتظام کہاں کیا جائے۔"

"جہاں آپ مناسب خیال فرمائیں۔"

"اچھا جمشید ... میں چند منٹ تک بتاتا ہوں۔"

"جی بہتر!" انہوں نے کہا اور ادھر سے فون بند کر دیا گیا ... پھر جلد ہی ان کا فون آ گیا:

"جمشید ... ٹھیک ایک گھنٹے بعد ... عوامی ہال میں۔"

"بہت بہتر سر ... وہاں حفاظتی انتظام پہلے کر لیے جائیں۔"

"وہ میں پہلے ہی ہدایات دے چکا ہوں۔"

"بس ٹھیک ہے سر ... ہم ٹھیک وقت پر پہنچ جائیں گے۔"

"بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے جمشید ... تمہارے قافلے پر حملہ ہو سکتا ہے ... مجرم بھلا کب چاہیں گے کہ ہم ان پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو جائیں لہٰذا وہ اس سے پہلے ہی وار کرنا چاہیں گے۔"

"جی ہاں ... میں اپنا پورا انتظام کر کے روانہ ہوں گے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"بس ٹھیک ہے۔"

انہوں نے تمام ماتحتوں کو خاص طور پر ہدایات دیں... خطرے کے پیشِ نظر ان سب نے حفاظتی تدابیر کرلیں ... مزید فورس بھی منگوا لی... آئی جی صاحب کو بھی حالات سے باخبر کر دیا...

اور اس کے بعد کہیں جا کر ان کا قافلہ عوامی ہال کی طرف روانہ ہوا... یوں لگتا تھا جیسے کسی وزیرِ اعلیٰ کا قافلہ جا رہا ہو...

خیریت رہی... وہ بغیر کسی گڑبڑ کے عوامی ہال تک پہنچ گئے۔

یہاں کے حفاظتی انتظامات بھی بہت زبردست تھے۔

صدر صاحب ان سے بھی پہلے پہنچ چکے تھے... آئی جی صاحب اور دوسرے لوگ بھی آ چکے تھے...

میڈیا کے نمائندے موجود تھے...

اس کیس کی شہرت تو پہلے ہی بہت تھی اور کیوں نہ ہوتی۔

آخر ملک کے صدر پر رشوت کا الزام تھا اور اگر یہ الزام ثابت ہو جاتا تو صدر صاحب کو صدارت سے ہاتھ دھونے پڑتے۔

صدر صاحب نے ان کا استقبال کیا... سب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے... وہ اس بیمار آدمی کو بھی ساتھ لے آئے تھے جو انہیں اس عمارت میں ملا تھا... اس کے ہاتھ کمر پر بندھے ہوئے تھے... اسے بھی ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا... اس پر نظر پڑی تو صدر صاحب رہ نہ سکے:

"اور یہ کون ہے جمشید۔"

"آپ کا مجرم... بلکہ ملک کا مجرم۔"

"کیا مطلب؟"

"صدر صاحب... کیا میں شروع سے ہی کہانی نہ سناؤں۔"

"ضرور جمشید۔"

"یہ کہانی ایک خط سے شروع ہوئی تھی... ایک خط ملا تھا ڈاک سے... اس میں سے پلاسٹک کی ایک گول ٹکیہ نکلی... ارسال کرنے والے کا نام تھا تمیز الدین خان... اور یہ یہاں ہمارے ساتھ ہی بیٹھے ہیں تمیز الدین خان... یہ تینوں اس ٹکیہ کو دیکھ کر حیران ہوئے... آخر یہ تمیز الدین خان کے پتے پر پہنچے... ہاں یاد آیا... پہلے انہوں نے کوشش کی تھی کہ اس ٹکیہ کو پروفیسر انکل سے چیک کرا لیا جائے لیکن ان سے ملاقات نہ ہو سکی... انہوں نے ان کا انتظار نہ کیا اور وہاں سے تمیز الدین خان کے پتے پر پہنچ گئے... میں چونکہ اس وقت کہیں اور مصروف تھا... اس لیے اس وقت ان کے ساتھ کیس میں شامل نہ ہو سکا... یہ تینوں تمیز الدین خان سے ملے اور صرف خط اور ٹکیہ انہیں دکھائی... وہ بہت حیران ہوئے... انہوں نے بتایا کہ یہ خط انہوں نے نہیں بھیجا... ان تینوں کے نام سن کر البتہ وہ چونکے تھے کیونکہ وہ ہمیں جانتے تھے... انہوں نے ان کے حالات سن کر ان سے ہمدردی کی... ان کی مدد کرنے کی پوری کوشش شروع کر دی... ایسے میں میں نے انہیں اطلاع دی کہ یہ لوگ اکمل آچاری کے ہاں پہنچ جائیں... اکمل آچاری

Scanned and Uploaded By M N

کو قتل کر دیا گیا ہے۔ سیٹھ اکمل آچاری کا نام سن کر تمیز الدین خان چونک اٹھے ... انہوں نے بتایا کہ وہ ملازمت کے سلسلے میں ان کی مل میں انٹرویو دینے گئے تھے اور انٹرویو آچاری صاحب نے ہی لیا تھا ... بہت حیرت انگیز بات تھی ... کیونکہ تمیز الدین خان نے اگرچہ تکیہ والے معاملے سے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا لیکن اکمل آچاری سے انٹرویو کی حد تک ان کا تعلق نکل آیا تھا ... خیر محمود، فاروق، فرزانہ وہاں پہنچ گئے۔ اکمل آچاری اپنے کمرے میں اوندھے منہ گرے نظر آئے ... ان کی کمر میں خنجر دستے تک دھنسا ہوا تھا ... یہاں پہلے سے موجود اس علاقے کے انسپکٹر نوشاہی نے انہیں بتایا کہ لاش کے پاس سے ایک تکیہ ملی ہے... پلاسٹک یا شیشے کی تکیہ... لاش کے اردگرد بہت خون پھیلا ہوا تھا لیکن لاش کے تڑپنے کے آثار بالکل نہیں تھے ... اس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ قتل اس جگہ نہیں ہوا بلکہ کہیں اور ہوا ہے ... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بھی یہی بات ثابت کر دی، کیونکہ جو خنجر زخم میں ملا تھا ... قتل اس سے نہیں کیا گیا تھا ... بلکہ کسی اور خنجر سے کیا گیا تھا ... جو بعد میں تمیز الدین خان کے گھر سے برآمد کیا گیا۔ اس پر ان کی انگلیوں کے نشانات تھے ... اس موقعے پر ذرا ہم ان سے پوچھ لیں کہ ان کے نشانات اس خنجر پر کیوں پائے گئے ...'' یہ کہہ کر وہ تمیز الدین خان کی طرف دیکھنے لگے۔

تمیز الدین خان ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد بولے:

''میں جب وہاں پہنچا... میرے راستے میں ایک صاحب کھڑے تھے ... ان کے ہاتھ میں وہ خنجر تھا ... اچانک وہ گر گیا ... اس نے مجھ سے کہا: ''یہ خنجر اٹھا دیں۔''

میں نے خنجر اٹھا کر دے دیا ... اس طرح میری انگلیوں کے نشانات اس پر آ گئے... '' یہاں تک بتا کر تمیز الدین خان خاموش ہو گئے۔

'' اس سے ثابت ہوا کہ قتل کا پروگرام پہلے ہی ترتیب دیا جا چکا تھا اور سیٹھ اکمل آچاری کے قتل کا فیصلہ کر لیا گیا تھا ... پہلے خیال یہ آیا تھا کہ شاید سیٹھ اکمل آچاری نے سازش کرنے والوں کی بات چیت سن لی ہو گی اور انہیں سازش کا علم ہو گیا تھا، اس لیے انہیں راستے سے ہٹانا پڑا ... لیکن جب تمیز الدین خان والا معاملہ سامنے آیا اور انہیں قتل کے جرم میں پھانس لیا گیا تو یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ یہ سارا منصوبہ پہلے ہی ترتیب دے لیا گیا تھا ... کسی آدمی کو مل میں ضرورت کا اشتہار دلوایا گیا ... جب وہ انٹرویو دینے مل میں گیا تو اس کی انگلیوں کے نشانات خنجر پر لے لیے گئے... بعد میں وہی خنجر تمیز الدین خان کے گھر پر بھی چھپا دیا گیا ... سازش کرنے والے چاہتے تھے ... اصل قاتل کی جگہ یہ پکڑے جائیں اور وہ عیش کریں ... دوسری طرف اس مل کے کپڑوں کے ذریعے ملک کے صدر اور چند دوسرے بڑے لوگوں کو نااہل قرار دلوانے کی منصوبہ بندی بہت پہلے کر لی گئی تھی ... صدر صاحب کے خلاف پوری ایک لابی کام کر رہی ہے ... انہوں نے ایوان صدر کا ایک آدمی اپنے

Scanned and Uploaded By M N

ساتھ ملایا ہوا تھا ...اس کے ذریعے رشوت کا کیس پکا کیا گیا یعنی صدر صاحب اس کے ذریعے کپڑا منگاتے تھے ، وہ مل کے منیجر سے کہتا تھا کہ صدر صاحب کے اور فلاں فلاں عہدے دار کے لیے کپڑا بھیجا جائے ... وہ اس کے دستخط لے لیتے تھے ... بغیر رقم ادا کیے اس طرح کپڑا ایوانِ صدر میں جانے کا ثبوت پیدا کیا گیا جبکہ صدر صاحب باقاعدہ ادائیگی کرتے تھے لیکن یہ ادائیگی اس آدمی کو کی جاتی تھی ... جو ان کے ساتھ ملا ہوا تھا ... پھر جب ان لوگوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا اور سیٹھ اکمل آچاری کو قتل کر دیا تو ساتھ ہی منیجر اور کاؤنٹنٹ کے ذریعے صدر صاحب پر الزام عائد کر دیا ... وہ بھی عین اس وقت جب لاش ابھی کوٹھی میں موجود تھی اور تفتیش ہو رہی تھی ... اس طرح معاملہ عدالت میں پہنچا ... جن لوگوں کو صدر کے خلاف گواہی کے لیے تیار کیا گیا تھا ... انہیں عدالت نے طلب کیا تو ان لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا تاکہ یہ تاثر جائے کہ ہو نہ ہو صدر صاحب نے اور ان کے ساتھیوں نے الزام سے بچنے کے لیے ان لوگوں کو قتل کرا دیا ہے ... چونکہ گواہ پیش نہ ہو سکے ... اس لیے عدالت نے تاریخ دے دی۔

اب تفتیش شروع ہوئی تو سیٹھ اکمل آچاری کے پہرے دار نواب خان اور سہراب خان غائب ہو گئے ... اس لیے کہ ان کی مدد کے بغیر لاش کو کوٹھی میں لایا نہیں جا سکتا تھا ... انہیں پہلے ہی بھاری رقم کے ذریعے ساتھ ملایا گیا تھا اور موقع ملتے ہی انہیں غائب ہو جانے کا اشارہ

کیا گیا لیکن مجرم بھول گئے ... اس نقطے پر وہ گرفت میں آنے والے تھے لہٰذا سوال پیدا ہوا کہ ان دونوں کی ضمانت کس نے دی تھی ... جس نے ضمانت دی تھی ... اس سے کہا جائے کہ ان دونوں کو پیش کرو ... معلوم ہوا ... ان کی سفارش ایوانِ صدر کے ایک مشیر ضامر بیگ نے کی تھی اور وہ کیوں نہ کرتے ... سارا تانا بانا تو پہلے ہی بنا لیا گیا تھا ... ہم تفتیش کے سلسلے میں ایوانِ صدر پہنچے ...معلوم ہوا ... ضامر بیگ تو پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا ...ہم اس کی کوٹھی پہنچے ... بتایا گیا کہ ضامر بیگ تو ملک میں ہی نہیں ہے ، ملک سے باہر جا چکا ہے ... ہم نے کوٹھی کی تلاشی کا پروگرام بنایا ... پوری کوٹھی کی تلاشی لی گئی لیکن وہاں ضامر بیگ نہیں تھا ... ہم نے اس کی تصاویر لے لی تھیں ...کوٹھی میں ضامر بیگ تو نہیں تھا ... لیکن سرونٹ کوارٹر میں ایک بیمار آدمی ضرور تھا ... ہم نے اس بیمار پر ایک نظر ڈالی اور باہر آ گئے ... کیونکہ میں نے جان لیا تھا کہ وہ کوئی اور نہیں ضامر بیگ ہے۔"

"کیا !!!" مارے حیرت کے کئی آوازیں ابھریں۔

"جی جناب! اب ہم نے ان کی نگرانی کا پروگرام ترتیب دیا ... مجرم اسے وہاں نہیں رکھ سکتے تھے ... اسے وہاں رکھنا خطرہ سے خالی تھا لہٰذا ہمارا اندازہ تھا کہ وہ رات کے وقت اسے کہیں منتقل کریں گے اور ہمارا اندازہ درست ثابت ہوا ... انہوں نے بیمار کو یعنی ضامر بیگ کو وہاں سے منتقل کر کے ایک اور جگہ پہنچا دیا ... بس ہم نے تعاقب کیا اور

Scanned and Uploaded By M N

وہاں پہنچ گئے ... اس طرح ہم اس بیمار آدمی عرف ضامر بیگ، عرف صدر صاحب کے مشیر کو یہاں سب کے سامنے لے آنے میں کامیاب ہوئے ... اللہ کا شکر ہے۔" یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"جمشید ... بات ابھی مکمل تو نہیں ہوئی۔" صدر صاحب نے کہا۔

"جی ... جی ہاں ... بات ابھی مکمل نہیں ہوئی ... اب صرف یہ بات بتانی رہ گئی کہ اس کیس کا مجرم کون ہے ... آپ نے جان لیا کہ ضامر بیگ مجرم ہے لیکن ضامر بیگ کا کام تھا صدر صاحب پر الزام ثابت کروا دینا ... اور ظاہر ہے جب ان سے استعفیٰ لے لیا جاتا تو سازش کامیاب ہو جاتی ... حکومت کو بدنام کرنے کی حد تک یہ سازش تھی جس میں انہیں شکست ہوئی ... اب رہ گیا ... معاملہ سیٹھ اکمل آچاری کے قتل کا ... چونکہ کپڑا آچاری کی مل کا استعمال کیا گیا تھا ... اور آچاری ایسی سازش کر نہیں سکتے تھے لہٰذا انہیں راستے سے ہٹانا ضروری تھا ... اس لیے انہیں راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔"

"لیکن یہ فیصلہ کس کا تھا۔"

"صاف ظاہر ہے کہ ... سیٹھ اکمل اچاری کے قتل کا فائدہ کسے پہنچنے والا تھا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" بہت سی آوازیں ابھریں۔

☆☆☆☆☆

سامنے کی بات

اور پھر وہاں موجود سب لوگوں کی نظریں اجمل آچاری اور تجمل آچاری پر جم گئیں کیونکہ سیٹھ اکمل آچاری کا سب سے بڑا فائدہ ان کے دونوں بھائیوں ہی کو ہو سکتا تھا:

"نن ... نن نہیں ... نہیں۔" وہ مارے خوف کے چلائے۔

"اب نن نہیں کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"غلط ... بالکل غلط ... آپ کا اندازہ درست نہیں ... اس قتل میں ہمارا ہاتھ بالکل نہیں۔"

"لیکن جناب قتل کا فائدہ ... آپ کے سوا کسی اور کو پہنچ بھی تو نہیں رہا۔"

"لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ہمارا کام ہے۔"

"تب پھر آپ بتائیں ... کسے ضرورت تھی انہیں قتل کرنے کی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

Scanned and Uploaded By M N

دونوں سناٹے میں آگئے... ان کے چہروں پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا ... جسموں میں کپکپی کے آثار صاف نظر آ رہے تھے... آخر اجمل نے کہا:

"اس میں شک نہیں ... حالات پر نظر ڈالنے کے بعد یہی کہا جائے گا کہ بھائی جان کے قتل کا فائدہ ہم دونوں کو ہی ہوتا ہے لیکن سچ یہی ہے کہ ہم نے یہ قتل نہیں کیا ... ہمیں تو اپنے بھائی سے بے تحاشہ محبت تھی ... آپ گھر کے افراد اور ملازمین سے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں اور پھر ..." اجمل کہتے کہتے رک گیا۔

"اور پھر کیا؟"

"کیا کسی نے ہمیں یہ جرم کرتے دیکھا ہے۔"

"بھلا کوئی کسی کو دکھا کر بھی ایسا بھیانک جرم کرتا ہے۔"

"نن نہیں ... نہیں ... یہ غلط ہے ... آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ یہ جرم ہم نے کیا ہے۔"

"ہم نے نہیں تو آپ دونوں میں سے ایک نے کیا ہے۔"

"ہم میں سے ایک نے بھی نہیں کیا ... یہ غلط ہے ... جھوٹ ہے۔" اجمل نے چیخ کر کہا۔

"یار اکرام اب کیا کریں ... یہ دونوں بہت زور دار انداز میں انکاری ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"مم ... میں ... میں کیا کہہ سکتا ہوں سر ..."

"لیکن کیوں اکرام۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"جی کیا فرمایا آپ نے ... ۔"

"میرا مطلب ہے ... تم کیوں نہیں بتا سکتے ... بتاؤ نا اب ہم کیا کریں ... انہیں کیسے قاتل ثابت کریں۔"

"مم ... میں ... میں۔" اکرام ہکلایا۔

"حد ہوگئی ... بالکل سامنے کی بات ہے اور تم بتا نہیں پا رہے۔"

"سامنے کی بات؟"

"ہاں سامنے کی بات تو ہے۔"

"مگر کیسے سر۔"

"غور کرو ... محمود ... فاروق ... تم تینوں بھی غور کرو ... اور خان رحمان اور پروفیسر داؤد صاحب ... آپ بھی غور کریں۔"

"ہائیں ... ہم بھی غور کریں ..." خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں اور کیا۔"

"لیکن جمشید ... یہ غور وور تو تم ہی کیا کرتے ہو۔" خان رحمان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"ہاں اور کیا۔" پروفیسر داؤد نے جلدی سے کہا۔

"حد ہوگئی ... چلو محمود، فاروق اور فرزانہ تم بتاؤ۔"

"جی ... اور ہم چلیں کہاں۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"پتا نہیں ... تم صرف سامنے کی بات بتاؤ۔"

Scanned and Uploaded By M.N

"جی اچھا... ہمیں سوچنے دیں۔"

"ضرور سوچ لو... سوچنے پر کوئی پابندی نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"اوہ اچھا... شکریہ بہت بہت۔"

"مہلت کا فائدہ اٹھاؤ... سامنے کی بات کون سی ہے۔"

وہ سوچ میں ڈوب گئے... کافی دیر گزر گئی... لیکن کوئی بات ان کے ذہن میں نہ آئی۔

"اتنی دیر لگا دی سوچتے میں۔" انہوں نے بڑا سا منہ بنایا۔

"جی بس... اب کیا بتائیں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اب کیا بتائیں۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"وہ دیکھئے ابا جان... آپ ہمیں ڈرائیں تو نہیں... اگر آپ نے ہمیں زیادہ ہی ڈرایا تو پھر ہم بتا ہی دیں گے۔" فرزانہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہے کوئی تک، کہنا یہ چاہ رہی تھیں کہ اگر آپ نے ہمیں زیادہ ہی ڈرایا تو پھر ہم کیا بتائیں گے اور کہہ یہ گئیں کہ پھر ہم بتا ہی دیں گے... ہے کوئی تک۔" محمود نے بڑا سا منہ بنایا۔

"نہیں... جو بھی کہنا چاہ رہی تھی... میں نے وہی کہا ہے۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"ہائیں... کیا مطلب... یعنی تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم بتا سکتی ہو وہ سامنے کی بات۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں یہی بات ہے۔" فرزانہ نے یک دم کہا۔

"بہت خوب! شاباش فرزانہ بتاؤ جلدی۔"

"لل... لیکن ابا جان! یہ تو ناانصافی ہے۔"

"تت... تم مجھے ناانصاف کہہ رہے ہو... یہ دن بھی دیکھنا تھا۔"

"آپ... آپ غلط سمجھے ابا جان..." محمود نے گھبرا کر کہا۔

"لو اور سنو... اب میں غلط بھی سمجھنے لگا ہوں۔"

"واقعی جمشید... یہ تو بہت بری بات ہے... کم از کم انہیں تمہارے بارے میں یہ بات تو نہیں سوچنی چاہیے۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"کون سی بات۔" پروفیسر داؤد نے بے خیالی کے عالم میں کہا۔

"جی... یہی... سامنے کی بات۔"

"سس... سامنے کی بات... کہاں ہے وہ۔" پروفیسر داؤد نے گھبرا کر کہا۔

"حد ہوگئی... اب سب محمود، فاروق اور فرزانہ کے انداز میں باتیں کرنے لگے... ہے کوئی تک۔" آئی جی صاحب جھلا اٹھے۔

"تب پھر آپ بتائیں کس کے انداز میں بات کریں۔" پروفیسر داؤد نے ہنس کر کہا۔

"بس... سب اپنے اپنے انداز میں بات کریں اور ہاں فرزانہ سامنے کی بات بتاؤ۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

"اور میں نے کہا تھا... ابا جان... یہ انصاف نہیں۔"

Scanned and Uploaded By M N

"وضاحت کرو اپنی بات کی ... نہ کر سکے تو مجھے نا انصاف کہنے کی سزا بھگتو۔" انسپکٹر جمشید نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جی اچھا ... آپ فرزانہ کو سامنے کی بات بتانے کی مہلت دے دیں... اس طرح تو یہ بازی لے جائے گی ... جبکہ ہو سکتا ہے ہم نے بھی سامنے کی بات جان لی ہو۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بات تو معقول ہے۔" صدر صاحب نے خوش ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ... محمود تم بتا دو سامنے کی بات۔"

"یہ بھی نا انصافی ہے ابا جان۔" فاروق قدرے بلند آواز میں بولا۔

"اُف توبہ آج کیا ہو گیا ہے بھئی ... گویا تم بھی بتانا چاہتے ہو۔"

"جی بالکل ... اللہ کی مہربانی سے۔" فاروق مسکرایا۔

"اوہ ... تت تو پھر ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے۔"

"اور وہ کیا۔" کئی آوازیں ابھریں۔"

"تم لکھ کر دے دو ... اس طرح پتا چل جائے گا کس کی بات درست ہے اور ناانصافی کا رونا بھی کوئی نہیں رو سکے گا۔"

"نہایت معقول بات ہے ابا جان۔" محمود نے فوراً کہا۔

"بس تو پھر لکھ دو ... اب وقت ضائع نہ کرو۔"

انہوں نے قلم کاغذ نکال لیے اور ہاتھ کی اوٹ رکھ کر لکھنے لگے ... انہیں صرف سامنے کی بات لکھنی تھی ... کوئی لمبی چوڑی تقریر تو لکھنی نہیں تھی لہٰذا جلدی جلدی لکھ کر کاغذ تہہ کر کے ان کی طرف بڑھا دیے ...

اس دوران سب لوگ یہاں تک صدر صاحب بھی شوق بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھتے رہے تھے گویا یہ مقابلہ ان کیلئے بہت دلچسپ تھا۔

پھر انہوں نے ایک کاغذ کھولا اور بولے:

"یہ کاغذ ہے ... محمود کا ... اس پر اس نے لکھا ہے کہ سامنے کی بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ جب تمیز الدین خان تمیز انٹرویو دینے مل میں گئے تو سامنے سے آتے ہوئے کسی شخص کے ہاتھ سے خنجر گر پڑا تھا ... وہ خنجر تمیز الدین صاحب نے اٹھا کر اسے دیا تھا لہٰذا اب یہاں سب موجود ہیں ... اگر ان میں وہ شخص موجود ہے تو یہ فوراً بتا سکتے ہیں کہ وہ کون تھا اور اگر وہ یہاں موجود نہیں ہے تو مل کے ذمے دار لوگ ان کے سامنے کیے جا سکتے ہیں ... اس طرح اصل مجرم سامنے آجائے گا۔"

"بہت خوب!" آئی جی صاحب نے خوش ہو کر کہا۔

ساتھ ہی بولے: "شاباش ... محمود ... تم یہ مقابلہ جیت گئے۔"

"جی نہیں انکل ... کیا مطلب؟" فرزانہ نے بُرا مان کر کہا۔

"وہ ایسے کہ ابھی ہم دونوں کے کاغذ نہیں پڑھے گئے۔"

"اوہ ہاں بھئی... واقعی ..." آئی جی بولے۔

"پڑھتا ہوں... یہ کاغذ فرزانہ کا ہے۔" یہ کہہ کر انہوں نے جلدی جلدی کاغذ کی تحریر پر نظر ڈالی ... اور حیرت زدہ انداز میں بول اٹھے:

"ارے واہ ... فرزانہ نے بھی بالکل یہی لکھا ہے۔"

Scanned and Uploaded By M N

"کیا !!!" حیرت زدہ آوازیں سنائی دیں۔

"اب رہ گیا فاروق۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا اور پھر اس کا کاغذ کھول ڈالا ... جلدی جلدی پڑھنے کے بعد انہوں نے کہا:

"شاباش ... فاروق تم بھی ان سے پیچھے نہیں رہے۔"

انہوں نے تینوں کاغذ سامنے کی میز پر ڈال دیے تاکہ باقی لوگ بھی دیکھ لیں اور ان پر کوئی شک نہ کرے۔"

"تب پھر تمیز الدین خان ... آپ بتا دیں خنجر کس کے ہاتھ سے گرا تھا جنہیں آپ نے اٹھا کر دیا تھا ... کیا وہ شخص یہاں موجود ہے۔"

"جی ... جی ہاں بالکل موجود ہے ... یہ رہے وہ صاحب۔" اس نے اشارہ کیا۔

انہوں نے دیکھا ... اس کا اشارہ خاور جلیس کی طرف تھا۔

O

سب لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگے ...

ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دینے لگی:

"جی ہاں! یہی اس کیس کے نمبر دو مجرم ہیں ... یہ ساری پلاننگ ضامن بیگ اور ان کی ہے ... لاش کو مل سے سیٹھ آچاری کی کوٹھی میں لے جانے کا مقصد یہی تھا کہ بے چارے اجمل آچاری اور تجمل آچاری

پکڑے جائیں کیونکہ تفتیش کرنے والے آخر کار اسی نتیجے پر پہنچتے کہ دونوں بھائیوں نے یا ایک بھائی نے اپنے بڑے بھائی کے خلاف سازش کی ہے تاکہ بیٹھے بٹھائے مل کے مالک بن جائیں ... اس طرح انہیں گرفتار کر لیا جاتا ... اور عیش یہ کرتے۔"

"لیکن کیسے ابا جان ... آخر ان دونوں بھائیوں کی بیویاں ہیں، بچے ہیں، مل کے مالک تو پھر بھی یہ بنتے۔"

"بنتے ضرور ... لیکن ظاہر ہے مل کے معاملات کو یہ دونوں خواتین اور چھوٹے بچے تو چلا نہیں سکتے تھے ... عملی طور پر مالک یہی بنتے ... ان بے چاروں کو تو یہ چکر ہی دیتے رہا کرتے۔"

"اوہ ... اوہ ... واقعی ... یہی بات ہے۔"

"اور اب ضامن بیگ بھی ہمارے قبضے میں ہیں ... محترم صدر صاحب کے خلاف سازش کرنے کے اصل مہرے ... یہ اپنے جرم کا اقرار کریں یا نہ کریں ... کپڑوں کے لین دین کے کاغذات انہیں صاف طور پر مجرم ثابت کر رہے ہیں ... پھر ان کا اور خاور جلیس کا گٹھ جوڑ بھی رجسٹروں سے ثابت ہے ... مطلب یہ کہ ان کے خلاف مکمل ثبوت موجود ہیں ... عدالت سے یہ کسی طرح بھی بچ نہیں سکیں گے ... بہتر ہوگا یہیں سب کے سب اپنے جرائم کا اقرار کر لیں ... اس طرح غیر ضروری کارروائیوں سے بچ جائیں گے۔"

ان دونوں کے سر جھک گئے ... نظریں زمین پر گڑ گئیں۔

Scanned and Uploaded By M N

آخر ان دونوں نے ایک ساتھ کہا:

"ہم اپنے جرائم کا اقرار کرتے ہیں ... انسپکٹر جمشید صاحب نے جو حالات اور واقعات بیان کیے ... اسی طرح ہوا ہے ... افسوس ہم نے غلط راستہ اختیار کیا۔"

"آپ لوگوں نے ان کا اقرارِ جرم سن لیا لہٰذا ہم اجازت چاہیں گے البتہ ..." وہ یہاں تک کہہ کر رک گئے۔

"البتہ کیا۔"

"بے چارے تمیز الدین خان تمیز کو اس کیس کے سلسلے میں کافی تکلیف اٹھانی پڑی ... یہ بے روزگار ہیں... ان کا بھی کچھ معقول سا بندوبست کیا جائے۔"

"بندوبست کر دیا جائے گا ... شیخ صاحب یہ آپ کے ذمے۔" صدر صاحب آئی جی صاحب سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اکرام کے ماتحت دونوں مجرموں کو ہتھکڑیاں لگا رہے تھے ... ابھی ان کے ذریعے معلومات لے کر انہیں ان کارندوں کو بھی گرفتار کرنا تھا، جنہوں نے ان کے اشاروں پر نو گواہوں کو قتل کیا تھا ... اور جب سب اٹھ کھڑے ہوئے تو اس وقت فاروق نے کہا:

"آخر اس کیس سے ہماری چھٹی ہوگئی ... ان کیسوں میں بس یہی بڑی بات ہے ... جب دیکھو شروع ہو جاتے ہیں ... اور دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جاتے ہیں اور ہماری چھٹی کرا جاتے ہیں ..."

"ہے کوئی تک اس بات میں۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"کس بات میں۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"پپ پتا نہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی یعنی کہ۔" پروفیسر داؤد نے شوخ آواز میں کہا اور سب مسکراتے ہوئے عوامی ہال کے دروازوں کی طرف سے بڑھنے لگے۔

☆☆☆☆☆

اشتیاق احمد

بازار لوہاراں۔ جھنگ صدر

Scanned and Uploaded By M N

آئندہ ناول کی ایک جھلک

ایجاد کے دہشت گرد

اشتیاق احمد

- ایجاد کے دہشت گرد... اشتیاق احمد کی واپسی...
- جی ہاں! اسے آپ واپسی کے دہشت گرد بھی کہہ سکتے ہیں...
- پروفیسر شنکی چانگ کی ایجاد حیرت انگیز تھی...
- موت کی تتلی سے ملیے...
- دارالحکومت کے سب سے بڑے ٹاور پر پانچ چھ تتلیاں گردش کر رہی تھیں...
- شہر خوفناک حالات کی لپیٹ میں...
- ملک کے صدر کو ملک بدر ہونا پڑا...

- ان کے ساتھ جمشید پارٹی بھی تھی...
- اور جب ان کے لیے پروازیں بند کر دی گئیں...
- ان حالات میں وہ کیا کر سکتے تھے... انھوں نے کیا کیا...
- ایک ہولناک جنگل میں سیاہ رنگ کی بلاؤں نے انھیں گھیر لیا...
- ان کے پاس ان سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا...
- موت ان سے صرف چند انچ دور رہ گئی...
- پہاڑوں کے درمیان گھری ایک پراسرار عمارت...
- موقع واردات پر انھیں دو چیزیں نظر آئیں...
- ان میں سے ایک نے انھیں الجھن میں مبتلا کر دیا...
- مدتوں بعد آپ زبردست جوڑ توڑ والا ناول پڑھیں گے...
- دشمن کی اصل طاقت چند تتلیاں تھیں...

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

Scanned and Uploaded By M N